تم اگر گریزاں ہو

سدرہ سحر عمران

تمنا ہے کہ روشن ہو تیری دنیا' تیری محفل
اجالا مل سکے ہم کو تو ہم گھر بھی جلا دیں گے
بہاراں چیز ہے کیا' پھول کلیاں کس کو کہتے ہیں
لہو اپنا سلامت ہو' تیری دنیا سجا دیں گے

"افق! میں نے تم سے کچھ کہا تھا اگر تمہیں یاد ہو تو....." وہ الگنی پر کپڑے لٹکا رہی تھی جب اسد نے اس کے کمرے میں جھانک کر دیکھا اور پھر اسے مصروف پا کر اندر چلا آیا۔

"یاد ہے مجھے....." اس نے تولیہ ٹیبل پر پھینکا "مگر جب میرا موڈ ہی نہیں ہے تو تم کیوں زبردستی کر رہے ہو؟"

"افق! میں صرف تمہیں یاد دلانے آیا ہوں' تم سے لیکچر سننے نہیں۔ یہ کام پلیز کالج تک محدود رکھا کرو اپنے کپڑے پریس کر لو شام کو تم بھی چل رہی ہو ہمارے ساتھ۔"

"مجھے سیمینار کی تیاری کرنی ہے۔" اس نے آخری جواز گھڑا۔ اسد نے خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا۔

"چاہے تمہیں کچھ بھی کرنا ہو تم ساتھ چلو گی۔" اپنے الفاظ پر زور دیتے ہوئے اس نے انگلی اٹھائی۔

"اسد پلیز! مجھے بالکل اچھا فیل نہیں ہوگا' وہاں جا کر بوریت ہوگی۔"

"میرے ہوتے ہوئے تم ہرگز بور نہیں ہو سکتیں ڈیئر کزن! اگر ہوئیں بھی تو نیناں کے سسرالی وہیں موجود ہوں گے۔ ان سے ملاقات کروا دوں گا' اچھی کمپنی رہے گی۔"

"اوہ اسد..... تم بھی نا۔" اسے ہنسی آ گئی۔

"شکر ہے خدا کا..... تمہارے رخ مبارک کا ٹائم تو چینج ہوا' ورنہ وہی نئے چہرے پر پرانے بارہ بجے رہتے ہیں۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر شکر ادا کیا۔ "اپنے کپڑے وغیرہ نکال لو اور سنو....." وہ جاتے جاتے پلٹا۔ "وہ بلیو سوٹ پہن لینا جو عنبر کی شادی کی سالگرہ میں پہنا تھا۔"

"نہیں' وہ نہیں' کوئی سمپل سا پہن لوں گی۔" اسے ہار ماننی پڑی۔

"تمہیں اپوزیشن کی طرح ہر بات سے اختلافات لازمی کرنے ہوتے ہیں۔ وہ سوٹ نہ پہن لینا جس میں سورج مکھی بلکہ جوالہ مکھی لگتی ہو۔"

"اچھا اب زیادہ ایکشن نہ مارو۔" اس نے منہ پھلا کر کہا تو وہ ہنسنے لگا۔

"تحریم سے بات ہوئی تمہاری' وہ لوگ آئیں گے کیا؟" افق نے یونہی پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" وہ کندھے اچکاتا ہوا باہر نکل

www.pkdigest.com

گیا اور وہ کپڑوں کے متعلق سوچنے لگی۔
شام کو وہ بادل نخواستہ تیار ہو ہی گئی تھی۔ کہ جبھی عیشل اسے بلانے آ گئی۔
"پھپھو آ جائیں..... چاچو بلا رہے ہیں۔"
"اوکے آ رہی ہوں۔" وہ اس کے ساتھ ہی نکل آئی۔ مواحد بھائی سب کو گاڑی میں بٹھا رہے تھے۔
"واہ....." ارسہ بھابی نے توصیفی نظروں سے اسے دیکھا تو وہ جھینپ گئی۔ اس نے بلیو ڈریس ہی پہن لیا تھا' کوئی اور قابل توجہ نہیں لگا تھا۔ وہ بہت ہلکے رنگ پسند کرتی تھی' اسد کو تو اس کی چوائس ہی بکواس لگتی تھی۔ ان کے پیچھے وہ بھی تھا' بھابی آگے بڑھیں تو وہ جلدی سے بولا۔
"شکریہ..... تم نے پھر عزت رکھ لی' بلیو لیڈی لگ رہی ہو۔"
"بکومت..... کوئی اور نظر ہی نہ آیا تھا اس لیے یہی پہن لیا۔" وہ گھورنے لگی۔
"کوئی اور اس قابل ہوتا تو پہنتی نا۔ تم تو لگتا ہے کالج نہیں میلاد شریف میں جاتی ہو۔ ہر لباس میں سفید رنگ لازمی....." بلیو جینز اور بلیک ٹی شرٹ میں وہ خود بھی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔
"تم مجھ پر تنقید کا کوئی موقع ضائع مت کیا کرو۔"
"میں تمہیں سنوارنا چاہتا ہوں بس۔"
"پہلے کیا بگڑی ہوئی ہوں میں۔" وہ جھک کر سینڈل کے اسٹریپ لگانے لگی۔
"اچھی خاصی بگڑی بلکہ کھسکی ہوئی ہو۔ عام لڑکیوں والی کوئی بات ہے تم میں....."
"جیسی بھی ہوں تم سے سو فیصد اچھی ہوں۔"
"ہاہ..... لوگ کس قدر خوش فہم ہیں میرے مالک۔"
"امی اور چچی وغیرہ کہاں ہیں۔" دفعتاً اسے خیال آیا تو وہ پلٹ کر اندر دیکھنے لگی جہاں ساری لائٹس آف ہو چکی تھیں۔
"وہ سب سے پہلے گاڑی میں بیٹھ چکی ہیں۔"
"میری جگہ پھر نہیں بچے گی۔ مہک کو نکالو باہر میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی بائیک پر۔" جلدی جلدی دوسرا جوتا بند کر کے وہ کاریڈور کی طرف لپکی۔
"پرامس..... آہستہ چلاؤں گا۔ مہک بہت چلاتی ہے۔ رونا شروع کر دیتی ہے۔" وہ اس کے پیچھے ہی چلا آیا۔
"ہر بار یہی کہتے ہو..... وہ چلا تو لیتی ہے میں تو یہ بھی نہیں کر سکتی۔ میرا اتنی جلدی مرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ۔" وہ کچھ اور بھی کہنے لگی مگر سامنے ہائی روف گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ وہ رونے والی ہو گئی۔
"یہ فاؤل ہے میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی۔"
"وعدہ تو کیا ہے یار کہ آہستہ چلاؤں گا بائیک۔" وہ سر کھجانے لگا۔
"مجھے جانا ہی نہیں ہے۔" وہ پلٹنے لگی تو اسد نے اس کا ہاتھ کھینچ لیا۔
"زیادہ نخرے بھی نہ دکھاؤ اب..... میں ہی بے وقوف ہوں جو تمہاری اداسی اور تنہائی ختم کرنا چاہتا ہوں' تمہارے اندر ہلچل بیدار کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے اندر کی پرانی افق کو پھر سے واپس لانا چاہتا ہوں۔ مگر تم زیادہ ہی چھیلتی جا رہی ہو۔" اسے غصہ آ گیا تھا۔
"تو نہ کرو یہ سب..... تمہیں کوئی مجبوری ہے۔" وہ نرمی۔
"ہاں..... ہے کوئی مجبوری..... شرافت سے بائیک پر بیٹھو جا کر' اسے باہر دھکیل کر وہ مین ڈور بند کرنے لگا۔ افق زیر لب بڑبڑاتی ہوئی پورچ کی

طرف چل پڑی۔ اسد بے ساختہ آنے والی مسکراہٹ کو بہت خوب صورتی سے چھپا گیا تھا۔
شادی ہال میں ویسی ہی ہاؤ کاؤ اور ہلچل مچی ہوئی تھی جیسی عموماً شادیوں میں ہوتی ہے۔ وہ سارے راستے بڑبڑاتی ہی آئی تھی۔ اسد کان لپیٹے بائیک چلاتا رہا' کبھی ایک دم تیز کر دیتا کبھی بالکل آہستہ۔
"آئندہ مر کر بھی تمہارے ساتھ نہیں آؤں گی۔" اس نے اترتے ہی غصے سے کہا۔
"دیکھیں گے۔" وہ بے نیازی سے لاک لگانے لگا۔
"تم انتہائی....." وہ دانت پیستی ہوئی اندر چلی آئی تو پہلے ہی قدم پر تحریم مل گئی۔
"ہائے افق آپی! کیسی ہیں۔ اتنی لیٹ آئی ہیں۔" وہ اس سے دو سال ہی چھوٹی تھی اور بڑے دھڑلے سے آپی کہتی تھی۔
"وہ بس....."
"اسد نہیں آیا آپ کے ساتھ۔"
"آئے ہیں موصوف..... لو وہ آ گئے۔ اچھی طرح خیریت دریافت کر لو میری طرف سے بھی دو چار سنا دینا۔" اسے وہیں کھڑا کر کے وہ آگے کھسک گئی۔
"ہیلو اسد۔" وہ بے تابی سے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے لگی جو جان بوجھ کر ادھر ادھر کھڑی حسین و دلکش دوشیزاؤں پہ نظر دوڑانے لگا تھا۔
"ہائے تحریم..... کیسی ہو؟" اس نے چونکنے کی ایکٹنگ کی اور پھر اس کے قریب آ گیا۔
"وہ عباد انکل کی خولہ نہیں آئی ابھی تک۔"
"آئی ہوگی..... تم کیوں پوچھ رہے ہو؟"
"میں نے اس سے پانچ روپے ادھار لیے تھے وہی واپس کرنے تھے۔"
"کیا مطلب؟"
"اتنی سادہ سی بات کا بھی مطلب پوچھ رہی ہو' تم اردو ادب میں ایم۔اے کر رہی ہو یا اس پہ مزید ظلم کرنے جا رہی ہو۔"
"افوہ پتہ نہیں کیا بولے جا رہے ہو۔" وہ جز بز ہو گئی۔
"یعنی تمہارے کہنے کا مطلب ہے میں یعنی مسٹر اسد ہارون تم سے فرانسیسی زبان میں بات کر رہا ہوں' میں نے تو پورا کراچی نہیں دیکھا۔ فرانس کیا دیکھتا۔ ویسے تمہارے کوئی کزن صاحب ملائیشیا جا رہے تھے چلے گئے کیا..... یا ایئر پورٹ والوں نے گرفتار کر لیا! بھئی گھور و نہیں' سنا تھا کہ ان کی شکل اسامہ بن لادن سے ملتی ہے' ملتی ہے نا۔"
"اسد! بہت بولتے ہو تم۔"
"تو اچھی بات ہے نا..... میں کتنا اچھا بولتا ہوں۔ پرسوں ایک ڈائریکٹر صاحب مل گئے نیوز چینل لانچ کرنا چاہ رہے ہیں۔ میرا مقررانہ انداز بیان دیکھا تو کہا آپ سہیل وڑائچ سے کم نہیں لگ رہے۔ خوب تاک تاک کر وار کرتے ہیں۔ ہمیں آپ جیسے اینکرز کی ضرورت ہے۔"
"افوہ اسد..... چپ ہو جاؤ۔" اس نے کان پر ہاتھ رکھے۔
"ایک تو تم لڑکیاں جیلس بہت جلدی ہو جاتی ہو۔ کسی کی قابلیت کے بارے میں سن ہی نہیں سکتیں۔" وہ منہ بنا کر بولا۔
"میرے سر میں درد شروع ہو گیا ہے تم سے بات کر کے۔"
"تو ڈسپرین لے لو..... یہاں کھڑی کیا کر رہی ہو۔ تم جیسے خالی دماغ لوگوں کے سر میں صرف درد ہی ہوتا ہے۔"

www.pkdigest.com

"اسد! پلیز۔" اس کا ضبط جواب دینے لگا۔

"اس او کے ڈیئر۔ وہ رہی خولہ...... میں ذرا اس کی دراز زلفوں پہ لگے ستارے گن لوں۔ لگتا ہے کوئی سچ مچ ہی اس کے لیے توڑ لایا ہے۔" وہ اسٹیج کی طرف دیکھنے لگا۔

"خولہ کی بڑی فکر ہے تمہیں...... میرے ساتھ کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کر سکتے۔"

"تو کب سے کیا بونگیاں مار رہا ہوں۔"

"اور کیا؟" وہ مسکرائی اب اسد نے اسے گھورا تھا۔

"بتاؤ...... میں کیسی لگ رہی ہوں۔" سلیو لیس لانگ شرٹ اور کیپری میں وہ اچھی ہی لگ رہی تھی۔

"میک اپ ذرا سا لائٹ کر لیتیں تو اچھا تھا۔" وہ کہنے کے ساتھ ہی اسٹیج کی طرف بڑھ گیا۔ تحریم کے لبوں سے مسکراہٹ یکلخت غائب ہوئی تھی۔

☆☆☆☆

"اسد تمہیں تو دل رکھنا بھی نہیں آتا۔ اچھی خاصی تو لگ رہی تھی تحریم تم جانے اسے کیا کہہ آئے ہو۔ وہ تم سے سخت ناراض ہے۔ مجھے میسج کیا ہے کہ تم اس سے بات مت کرنا۔" واپسی میں وہ پہلے ہی گاڑی میں بیٹھ گئی تھی کہ بائیک پر نہ جانا پڑے۔ اسد کے ساتھ مہک ہی دہائیاں دیتی آئی تھی اس نے آتے ہی چاچو سے ڈانٹ پڑوائی جسے وہ حسب عادت فرمانبرداری سے سنتا رہا اور اب چائے بنانے کی غرض سے کچن میں آیا تھا جب افق بھی اس کے پیچھے چلی آئی۔

"چلو...... اچھا ہے کچھ دن تو اس "نیوز کاسٹر" سے جان چھوٹے گی۔ ہر وقت خبریں ہی سناتی رہتی ہے۔" وہ کیبنٹ میں پتی تلاش کر رہا تھا جو سلیب پہ ہی پڑی تھی۔ افق نے جار اس کے سامنے لہرایا تو اس نے مسکرا کر تھام لیا۔

"تم اسے کہتے ہو کہ وہ بہت بولتی ہے اور اسے تم سے شکایت ہے کہ تم بہت بولنے لگے ہو۔"

"یار جب تک دوسرا بات کرتا رہے وہ خاموش تو رہتی ہے ورنہ تو، ویسے تم کہاں غائب ہو گئی تھیں مجھے خولہ سے ملوانا تھا تمہیں۔"

"خولہ کون؟" وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"عباد انکل کی بیٹی' سہیل اسی میں تو انٹرسٹڈ ہے اب یہ مت کہنا کہ سہیل کون؟"

"ہیں واقعی...... پھر تو مجھے اس سے ملنا تھا۔" اسے افسوس ہوا۔

"تم تو یوں غائب تھیں جیسے مارکیٹ سے چینی...... اسٹیج پر بھی نہیں تھیں۔" اس نے جار میں موجود چینی کو گھورا جو بمشکل آدھا کپ تھی۔

"میں صباحت لوگوں کے پاس بیٹھی تھی۔ میرے سینڈل کا کیل ابھرا ہوا تھا مجھے بہت چبھ رہا تھا اسی لیے ایک ہی جگہ بیٹھی رہی۔"

"واہ بیٹھی بھی تو ان 1980 کی مخلوق کے پاس...... کوئی اور نہیں ملی تمہیں جو اس بے وقوف پروڈکشن کے پاس چپک گئیں۔" صباحت ان کی مشترکہ کزن تھی۔

"بری بات ہے اسد! سادگی کا یوں مذاق نہیں اڑاتے۔ دو تین سال ہی ہوئے ہیں انہیں گاؤں سے آئے۔ وقت کے ساتھ ہی تبدیلی آئے گی۔ ویسے بہت دلچسپ خاتون ہے۔ اتنا ہنساتی ہے کہ بس۔"

"جنہیں بدلنا ہوتا ہے وہ دو چار دن میں بدل جاتے ہیں۔"

"جیسے تحریم لوگ......" اس نے یونہی کہا تھا اسد پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"طنز کر رہی ہو۔"

تحریم اس کی خالہ زاد تھی۔ پہلے تو ان کے حالات دگرگوں تھے۔ مگر جب سے اس کے بھائی بیورو کریسی میں گئے تھے ان کے حالات بہت تیزی سے بدلے تھے اور اتنی ہی تیزی سے ان کے مزاج بھی۔ خالہ کے گھریلو حالات اچھے نہیں تھے اور بیٹیاں بھی تین تھیں۔ اس لیے منجھلی تحریم کو ریحانہ یعنی اسد کی والدہ نے بہت پہلے سے ہی اسد کے لیے مانگ لیا تھا۔ اب تو خیر ان کے رنگ ڈھنگ ہی بدل گئے تھے۔ تحریم کی شخصیت پر کچھ زیادہ ہی اثر ہوا تھا۔ وہ سرتاپا بدل گئی تھی۔ انداز یوں ہو گیا تھا جیسے سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوئی ہو۔ اسد کی محبت تو پہلے سے اس کے دل میں تھی وگرنہ اب تو خالو کی نظریں بھی بہت اونچی ہو گئی تھیں۔ بڑی ماریہ کی شادی انہوں نے امیر کبیر فیملی میں کی تھی۔ خوب دل بھر کر جہیز دیا تھا۔ بہوویں بھی اونچے گھرانوں سے آئی تھیں۔ اسد لوگوں کی فیملی پہلے ان کے مقابلے میں بہت بہتر تھی تاہم اب وہ قدرے کم حیثیت ہو گئے تھے ان کے سامنے۔

"بخدا طنز نہیں کر رہی۔" اس نے [illegible] کہا۔ "خالہ کی فیملی تو پھر کچھ زیادہ ہی فاسٹ جا رہی ہے۔ چائے پیو گی؟" وہ کپ میں چائے نکال رہا تھا۔

"نہیں پھر ساری رات نیند نہیں آئے گی۔ اور میرے سر میں بھی درد شروع ہو جائے گا۔"

"کوئی بات نہیں آج میری خاطر جاگ لینا...... تم جانتی ہو مجھے اکیلے چائے پینے کی عادت نہیں ہے۔" مگ اس کے سامنے رکھا اور خود بھی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"اور مجھے بے وقت چائے کی عادت نہیں ہے۔ تم خود ہی پیو۔"

"افق! عادتیں بدل لو اب اپنی۔" وہ چینی مکس کرنے لگا۔ انداز میں بلا کی سنجیدگی تھی۔

"عادتیں کب بدلتی ہیں اسد؟" وہ اسی کے انداز میں بولی۔

"ہونے کو کیا نہیں ہو سکتا۔"

"بس کچھ عادتیں بدلی نہیں جا سکتیں۔ چاہتے ہوئے بھی۔"

"جس طرح تمہیں انتظار کی عادت ہو گئی ہے۔"

"یہ محبت ہے عادت تو نہیں۔" وہ اسے دیکھ کر مسکرائی مگر اس کی آنکھیں نم تھیں۔ اسد کا دل دکھ سے بھر گیا۔

"یہ تمہارا بہلاوا ہے اور کچھ نہیں ہے افق۔ لاحاصل انتظار کچھ نہیں دیتا سوائے دکھوں کے۔"

"میرے دکھ میری جاگیر ہیں اسد۔ میں بہت آسودہ ہوں اپنی زندگی میں۔"

"ہاں میں جانتا ہوں کتنی مطمئن رہتی ہو تم۔" وہ تلخ ہوا۔

"تمہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ میں کتنے حوصلے سے جی رہی ہوں۔"

"تمہاری حماقتوں پر میں تمہیں شاباش تو دینے سے رہا۔ اپنی تپسیا کا کوئی انعام نہیں ملے گا تمہیں۔"

"بہت تلخی ہوتی جا رہی ہے تمہارے لہجے میں اسی لیے کہتی ہوں چائے کم پیا کرو۔" وہ نہیں چاہتی تھی کہ رات کے اس پہر ان کی بحث کوئی اور رخ اختیار کرے اسی لیے گفتگو سمیٹ کر اٹھ گئی۔

"یہ چائے سنک میں بہادو۔" اس نے دوسرے مگ کی طرف اشارہ کیا۔

"تو صرف اپنے لیے بنا لیتے...... دوسرا کپ کیوں بنایا؟"

"تمہارے لیے بنایا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم نہیں پیو گی۔" اس نے خود ہی اٹھ کر مگ سنک میں الٹا دیا۔

"پاگل ہو تم تو......" وہ تاسف سے سر ہلاتی باہر نکل گئی۔

www.pkdigest.com

"ہاں...... پاگل ہی ہوں ٹھیک کہا تم نے۔" وہ تلخ ہو رہا تھا۔

موسم سرما کی گرم دھوپ کو انجوائے کرتے ہوئے وہ اسائنمنٹ کی فائلز لیے بیٹھی تھی۔ سرد دوپہروں کی گرم دھوپ اسے بہت اچھی لگتی تھی۔ عموماً اس وقت تمام لوگ سونے کا شغل کرتے تھے مگر اسے دوپہر کو کبھی نیند نہیں آتی تھی۔ اسائنمنٹ چیک کرتے کرتے اس کا ذہن بھٹک کر چچی کی طرف چلا گیا۔ وہ صبح حج پر جانے کا تذکرہ کر رہی تھیں۔ یہ ان کی برسوں پرانی خواہش تھی مگر جانے سے پہلے وہ اسد کی شادی کر دینا چاہتی تھیں جو کہ اتنی جلدی تو ممکن نہیں تھی لیکن اس برس تو قرعہ اندازی میں ان کا نام بھی نکل آیا تھا۔ چچا نے کل ہی انہیں یہ خوش خبری سنائی تھی اور کل سے وہ بہت پرجوش ہو رہی تھیں۔

"خاندان کی بات ہے کون سا باہر سے بہو بیاہ کر لانی ہے جو پریشانی ہوگی کسی کو۔ میں کل ہی حمیرا سے بات کروں گی۔" انہوں نے رات کا کھانا کھاتے ہوئے اعلان کیا تھا۔ سبھی افراد تائیدی انداز میں سر ہلا رہے تھے مگر نفی میں سر ہلا تو اسد ہارون کا۔

"ابھی نہیں امی! اس سال تو بالکل بھی نہیں۔"

"کیوں؟ اس سال میں کیا ہے؟" چچی نے تیز نظروں سے اسے گھورا۔

"امی پلیز ابھی میں ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں شادی کے لیے۔"

"جب ماحول بنے گا تو تمہارا ذہن بھی تیار ہو جائے گا۔ نو برس پرانی بات ہے کوئی مذاق تھوڑی ہے یہ تو آپا کا بڑا پن ہے کہ ابھی تک انہوں نے جتایا نہیں ورنہ تحریم تو پچھلے سال ہی گریجویشن کر کے فارغ ہو چکی ہے۔ وہ لوگ بھی خرم کے لیے لڑکی دیکھ رہے ہیں دونوں کی ساتھ ہی کرنے کا ارادہ ہے آپا کا۔"

"اتنی جلدی تو وہ خرم کی شادی نہیں کریں گے جبکہ ابھی لڑکی بھی فائنل نہیں ہوئی۔" تمام لوگ خاموشی سے ماں بیٹے کی تکرار سن رہے تھے۔

"وہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔ تم اپنی تیاری کرو۔"

"ابوجی سمجھائیں نا امی کو۔" اس نے چچا کو ہم نوا بنانا چاہا مگر وہ پہلے ہی خائف تھے۔

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کہہ سکتا بیٹا جی اور ویسے بھی شادی تو تمہیں کرنی ہی ہے تو اب کیا ہے؟"

"آپ کی بات درست ہے ابوجی مگر فی الحال میں......" اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ مزید کیا جواز پیش کرے۔

"تمہاری بہت سن چکی ہوں میں۔ پچھلے دو سال سے یہی کہہ رہے ہو۔ میں صبح بات کروں گی حمیرا سے تم مانو یا نہ مانو۔"

"میری مرضی کے بغیر آپ میری شادی نہیں کر سکتیں امی۔" وہ ٹیبل پر پلیٹ پٹخ کر اٹھا تو سب سکتے کی کیفیت میں رہ گئے۔

"بکواس بند کرو اپنی۔ پہلے جو ایک گل کھلا چکا ہے اس کا عذاب ابھی تک بھگت رہے ہیں ہم۔ بہت ڈھیل دے دی ہم نے تم بھائیوں کو۔ اولاد کو اختیار دینے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ سر پر چڑھ کر ناچنے لگے۔" چچی بھی اسی کی ماں تھیں۔ اسے سخت سست سنانے لگیں۔

"بھائی کی غلطی کی سزا آپ مجھے نہیں دے سکتیں۔" اس نے لہجہ نارمل کیا۔

"کیا فضول بول رہے ہو تم، تمہیں کس بات کی سزا دیں گے ہم۔" وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھیں مگر وہ جواب دیے بنا باہر نکل گیا تھا۔ پھر چچی دیر تک بڑبڑاتیں چچا کو مورد الزام ٹھہراتی رہیں کہ انہوں نے

لاڈ پیار میں دونوں بیٹوں کو بگاڑ دیا تھا۔ چچا کو اب ان کی صلواتیں سننے کی عادت سی ہو گئی تھی۔ قصور ان کا ہی تھا اس لیے وہ خاموش رہتے تھے۔

صبح انہوں نے پھر سے اعلان کیا تھا کہ وہ آج حمیرا سے بات کریں گی۔ ظاہر ہے یہ سب اسد کو سنانا مقصود تھا۔

"اوکے! آپ اپنی مرضی کر لیں پھر بعد میں مجھ سے شکایت مت کیجیے گا۔" اسد نے دوٹوک انداز میں کہا تھا پھر وہ آفس چلا گیا تھا چچی اس کے انکار کو خاطر میں نہیں لا رہی تھیں۔ حالانکہ نعیمہ یعنی افق کی امی نے بھی انہیں سمجھایا تھا کہ اگر اسد نہیں چاہتا تو ابھی مت کرو مگر انہوں نے ٹال دیا کہ ایک بار غلطی کر چکی ہوں دوبارہ نہیں کر سکتی۔ افق اس معاملے میں غیر جانب داری کا مظاہرہ کر رہی تھی حالانکہ وہ دونوں بچپن کے دوست تھے۔ اسد نے کئی بار اسے کہا تھا کہ وہ چچی کو سمجھائے کہ تحریم میرے مزاج کی نہیں ہے۔ تاہم افق کو اس کی ہوائیات میں دلچسپی نہیں تھی۔

"افق! تم امی سے کہو کہ وہ خالہ سے بات نہ کریں انہیں شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔" وہ کالج کے لیے نکل رہی تھی جب اسد نے اسے کہا۔

"خود ہی ٹھیک ہو جائے گا سب...... تحریم بہت اچھی لڑکی ہے مجھے یقین ہے وہ تمہاری خاطر خود کو بدل لے گی۔" افق ماسوں تو ہمیشہ سے خوش فہم رہی تھی ہر بات میں اچھائی کا پہلو تلاش کر کے خود کو بہلا لیتی تھی۔

"مجھے اس کے بدلنے سے کوئی غرض نہیں ہے افق۔ مگر یہ بات تم نہیں سمجھو گی۔" وہ گاڑی میں جا بیٹھا تھا۔ آج تو اسے ڈراپ کرنے کی آفر بھی نہیں کی تھی۔ افق کو اندازہ تھا کہ وہ ذہنی طور پر کتنا منتشر ہے اس لیے اس نے کوئی شکوہ تک نہیں کیا تھا۔ اور جب وہ کلاس لے کر باہر نکلی تو اس نے "سوری" کا میسج بھی سینڈ کیا تھا۔ آج اس کو دو ہی پیریڈ لینے تھے۔ لہٰذا وہ جلد گھر آ گئی تھی مگر تب سے وہ اسد کے متعلق ہی سوچے جا رہی تھی۔ ابھی جب وہ لان میں آنے لگی تھی تو چچی کو فون کے پاس دیکھا تھا۔ یقیناً وہ اپنی بہن کو ہی فون کرنے جا رہی تھیں۔ اس کے دل میں بے ساختہ آیا کہ وہ انہیں منع کر دے تاہم اس کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ اس لیے چپ چاپ چلی آئی تھی پھر اسائنمنٹ چیک کرتے ہوئے بھی وہ الجھی سی رہی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسد ایسا کیوں کہہ رہا ہے۔ دو سال سے اسے تحریم بشارت سے ایک دم چڑ سی کیوں ہونے لگی تھی حالانکہ وہ پہلے اسے پسند نہیں تو ناپسند بھی نہیں کرتا تھا۔ اپنی سوچوں میں غلطاں وہ تب چونکی تھی جب قریبی مسجد سے نماز عصر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اذان کا جواب دیتے ہوئے وہ پھیلاوا سمیٹنے لگی۔

☆☆☆

"افق اگر فری ہو تو ایک کام کر دو۔" وہ مہک کے ساتھ باتوں میں مگن تھی جب وہ سیڑھیاں اترتا گول کمرے میں چلا آیا۔

"ہوں کہو......" وہ اسے دیکھنے لگی۔ بلیک ڈریس پینٹ اور اسکائی بلیو شرٹ میں وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

"اسد بھائی! کیا ہے آپ ہر وقت آپی سے کام ہی کرواتے رہتے ہیں۔" مہک اپنی چھوٹی سی ناک چڑھا کر بولی تھی۔ اسد نے ہنستے ہوئے چپت رسید کی۔

"چلو شاباش تم پانی کا گلاس تو لے آؤ۔"

"اوکے لے آتی ہوں...... آپ بھی کیا یاد کریں گے۔" وہ شاہانہ انداز میں کہتی کچن میں گئی تو وہ افق کو دیکھنے لگا جو بہت محبت سے اپنی چھوٹی بہن کو دیکھ رہی

www.pkdigest.com

تھی۔ مہک اس سے آٹھ سال چھوٹی تھی۔ اس لیے گھر بھر کی لاڈلی تھی۔ افق کے بے داغ گندمی چہرے پر بہت الوہی چمک تھی۔ اسد جانے کیوں کچھ پل کو نظریں نہ ہٹا سکا۔

"ہوں..... کیا کہہ رہے تھے تم....." وہ اسے متوجہ کرتے ہوئے بولی تو وہ یکدم چونکا پھر جلدی سے بتانے لگا۔

"ہاں وہ میں تحریم مجھے مسلسل کالز کر رہی ہے۔ اسے غالباً پتہ چل گیا ہے کہ میں شادی کے لیے تیار نہیں ہوں۔ وہ اب میری کلاس لینا چاہتی ہوگی۔ تم پلیز اس سے بات کرلو۔"

"میں....." وہ بدکی۔ "میں کیا بات کروں اس سے؟"

"تم اسے کہو کہ....." وہ کچھ سوچنے لگا مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیا کہے۔ "تم اسے کچھ بھی کہہ دو یار! لیکن یہ کنفرم کردو کہ میں خولہ میں ہرگز بھی انٹرسٹڈ نہیں ہوں۔"

"وہاٹ..... خولہ میں۔ یہ خولہ کہاں سے آ گئی درمیان میں؟" افق اچھی خاصی بوکھلا گئی۔

"پتہ نہیں کہاں سے آ گئی درمیان میں۔ تم پلیز اس اسٹوپڈ تحریم سے کہہ دو کہ خوامخواہ میں خولہ بے چاری کو الزام نہ دے۔ وہ پتہ نہیں اسے کیا کیا کہے جا رہی ہے۔ میری وجہ سے ایک معصوم لڑکی کے کردار پر کیچڑ اچھالی جا رہی ہے۔ تم تحریم کو سمجھاؤ..... تمہاری بات وہ پھر بھی سمجھ لیتی ہے۔ سو کے قریب ایس ایم ایس کر چکی ہے۔ یہ دیکھو..... پھر سیل بجنے لگا ہے۔ اگر میں نے سیل آف کر دیا تو اسے اور غصہ آ جائے گا۔"

اسد بہت الجھا ہوا لگ رہا تھا مگر افق کو تحریم پر بالکل غصہ نہیں آیا۔ اپنی محبتوں کے لیے لڑکیاں اتنی ہی حساس ہوتی ہیں۔ وہ خود بھی تو ایسی ہی تھی کبھی.....

"اس میں تحریم کا بھی قصور نہیں ہے اسد! تم واقعی اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہو۔"

"یار! تم تو مجھے سمجھو..... پلیز۔" وہ ملتجی لہجے میں بولا۔

"اس میں سمجھنے کی کیا بات ہے' تم بس چچی کی بات مان لو سارے مسئلے خود بخود حل ہو جائیں گے۔ چچی بھی خوش' ہم سب بھی خوش اور تحریم بھی۔"

"اور میری خوشی..... وہ کوئی معنی نہیں رکھتی کیا؟" اس نے مہک کو دیکھ کر لہجہ دھیما کیا وہ پانی کے بجائے اسکوائش بنا لائی تھی۔ اسد نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

"اوہ اپنی عقل کی دشمن بہنا! اتنی سردی میں اسکوائش....."

"اتنی بھی سردی نہیں ہے۔ میں نے سوچا پانی کے بجائے اسکوائش لے جاؤں تو آپ زیادہ خوش ہو جائیں گے مگر آپ تو....."

"جی ہی میں بہت خوش ہوا ہوں۔ اس لیے تو آپ کی عقل کی داد دے رہا ہوں۔ ویسے تمہاری خدمت کہیں مجھے بھاری نہ پڑ جائے' اور میں فلو کا شکار نہ ہو جاؤں۔" وہ اسکوائش سے برف کی کیوبز نکال کر ٹرے میں رکھ رہا تھا۔

"اب اتنے بھی نازک مزاج نہ بنیں۔ جوان جہان تو ہیں۔" اس نے چچا کا جملہ دہرایا تو دونوں ہنسنے لگے۔

"مہک گڑیا! آپ بھابی سے چھوٹو کو لے آؤ' اب تو سو کر اٹھ گیا ہوگا۔" افق نے مہک کو بہانے سے بھیجنا چاہا وہ فوراً ہی سر ہلاتی اوپری منزل کی سیڑھیاں چڑھ گئی۔

"تمہاری خوشی کیا ہے اسد..... یہ آج تم مجھے بتا ہی دو۔ میں یہ مسئلہ حل کرنا چاہتی ہوں آج۔" گود میں کشن رکھتے ہوئے وہ پوری توجہ سے اس کا مسئلہ

حل کرنا چاہ رہی تھی۔

"میری خوشی..... وہ سر کھجانے لگا۔ "بتا دوں گا یار وقت تو آنے دو۔"

"اور وہ وقت کب آئے گا؟"

"بس یہ تحریم کا مسئلہ حل ہو جائے تو....."

"کیا مطلب..... تحریم تمہارے لیے مسئلہ بنی ہوئی ہے۔"

"ساری فساد کی جڑ ہی تو یہ محترمہ ہیں۔ کاش میں منگنی شدہ نہ ہوتا۔" اس نے ہتھیلی پر مکا جما کر کہا گویا غصہ اتارا ہو۔

"اوہ مائی گڈنیس..... اس کا مطلب ہے تم کہیں اور انٹرسٹڈ ہو اسد..... کیا یہی بات ہے؟" وہ ایک نکتے پر رکی تھی۔

"ہوں....." اس نے سر ہلایا۔ اسے تو آخر شریک راز کرنا ہی تھا۔

"تمہیں شادی سے اور جی نہیں ہے تحریم سے ہے..... ہے نا؟"

"ہوں۔" اس نے دوبارہ سر ہلایا۔

"اسد کے بچے!" افق نے کشن اس کے سر پر دے مارا تھا۔

"کیا ہے؟" وہ تڑخ کر بولا۔

"اپنی معصوم شکل پہ رحم کھاؤ' یہ حرکتیں تمہیں سوٹ کرتی ہیں کیا؟"

"ایسا بھی کیا جرم کر دیا ہے میں نے۔"

"تمہاری پرسوں سے بات طے ہے۔ تمہیں ضرورت ہی کیا تھی ادھر ادھر جھانکنے کی۔ تم تو پہلے ہی اسٹیمپ شدہ تھے۔ پھر بھی' یہ فاؤل ہے اسد۔" اسے ذرا یقین نہ آیا کہ اس کا اتنا سادہ دل معصوم سا کزن اور دوست کسی کے جذبات سے کھیل سکتا ہے۔

"محبت سوچ سمجھ کے کب ہوتی ہے یار۔" وہ صدیوں کی تھکن لہجے میں سمو کر بولا۔

"اوہ محبت....." افق نے آنکھیں گھمائیں اور اس کا کان پکڑ لیا۔

"تم نے نگاہوں کو اتنی آزادی دی ہی کیوں کہ کسی کے تیر نظر سے گھائل ہو گئے۔"

"یہ تو دل کے معاملات ہیں' بندے کا اختیار تھوڑی ہے اس میں۔"

"چلو چلو زیادہ فلسفہ نہ بگھارو..... ابھی جب تحریم کا لیکچر سنو گے تو سارا نشہ ہرن ہو جائے گا۔"

"کان تو چھوڑ دیار....." اس نے منہ بنا کر کہا۔ درد ہونے لگا تھا۔

"اوکے چھوڑ دیتی ہوں مگر ان کانوں کو اچھی طرح کھول کر' صاف کر کے میری بات سن لو اسد ہارون..... یہ محبت وحبت کی باتیں تم پر سوٹ نہیں کرتیں تم اس وقت جذباتیت کو محبت کا نام مت دو اور....."

"یہ وقتی جذباتیت نہیں ہے افق....." اس نے بیتابی سے اس کا ہاتھ تھاما پھر خود ہی گھبرا کر چھوڑ دیا۔ افق کے لیے اس کا ہاتھ تھامنا عجیب نہیں تھا' گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دینا اسے چونکا گیا۔

"جو بھی ہے..... تم اسے جو بھی کہو یہ محبت ہرگز نہیں ہو سکتی۔ ایک دو سال میں ہی تمہیں تحریم بری لگنے لگی ہے حالانکہ پہلے تمہاری خوب بنتی تھی۔" اس کے چہرے پر خلفشار دیکھ کر وہ بات آگے بڑھانے لگی۔

"ہم دونوں بہت اچھے کزن ہیں آپس میں اور بس....."

"اور بس' میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی ہیلپ نہیں کر سکتی۔ تم اپنے دماغ سے محبت کا خناس نکال دو۔ تمہارے بس کا روگ نہیں ہے یہ۔" وہ اٹھنے کی

www.pkdigest.com

تیاری میں تھی۔ جھک کر چپل تلاش کرنے لگی۔

"تو کیا تمہارے بس کا روگ ہے صرف....." وہ جھجکتے ہوئے انداز میں بولا تو افق نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور پھیکے سے انداز میں مسکرا دی۔

"ہاں صرف میرے بس کا روگ ہے یہ..... تم کیا جانو محبت کیا ہے؟"

"ہاں..... وہ اذیت سے ہنسا۔ "میں کیا جانوں محبت کیا ہے افق بیگم..... لیکن تمہیں جلد ہی بتا دوں گا کہ محبت کسے کہتے ہیں۔" وہ اس کی پشت کو گھور رہا تھا۔

"او کے بتا دینا۔" وہ سنی ان سنی کرتی برآمدہ پار کر گئی۔

☆☆☆.....

وہ کالج سے نکلی تو پارکنگ میں تحریم اپنی گاڑی سے ٹیک لگائے اسی کی منتظر تھی۔

"ارے تحریم! تم یہاں کیسے؟" اسے خوش گوار حیرت ہوئی۔

"ہیلو..... کیسی ہیں آپ؟" اس نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"فائن..... تم سناؤ" اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے وہ اردگرد اسٹوڈنٹس کو دیکھنے لگی جو غالباً تحریم کی ڈریسنگ پہ کنفیوژ ہو رہے تھے۔ وہ بلیو باف پینٹ اور لیمن کلر کی ٹی شرٹ میں ملبوس تھی۔ آنکھوں پہ گاگلز چڑھائے ہوئے تھے۔ مس افق ارسلان تو مغربی تہذیب اور طرز معاشرت کی سخت مخالف تھیں اب ان کی ملنے والی کا لباس اسے الٹرا ماڈرن ثابت کر رہا تھا اور اس کے انداز سے بھی ظاہر تھا جیسے پرانی دوستی اور بے تکلفی ہو۔

"چلو کینٹین چل کر بات کرتے ہیں۔" وہ خود بھی کنفیوژ سی ہو گئی تھی۔

"نہیں آپ میرے ساتھ چلیں۔ میں آپ کو ڈراپ کر دوں گی۔ مجھے ضروری بات کرنی ہے آپ سے۔" وہ گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی۔

"کیا اسد سے متعلق؟" وہ الجھ گئی۔

"اور کس کے متعلق بات کروں گی آپ سے۔ ایک اسد ہی ہے جو مسائل پیدا کر رہا ہے میرے لیے۔"

"کیا تمہاری بات نہیں ہوئی اس سے؟" وہ دوسری طرف سے آ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

"نہیں....." تحریم کا لہجہ بالکل سپاٹ تھا۔ "پچھلے تین دنوں سے میں اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں، مگر وہ کوئی رسپانس نہیں دے رہا۔ میری اس سے کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ کیا آپ جانتی ہیں وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟" وہ کار کو ریورس کر رہی تھی۔

"اچھا واقعی..... مجھے تو نہیں علم۔" وہ انجان بنی۔

"میں اسی لیے آپ کے پاس آئی ہوں، مجھے پتا تھا کہ آپ کو علم نہیں ہوگا اسد کی اس حرکت کا....."

"ہوں۔" وہ شیشے سے باہر دیکھنے لگی۔ جھوٹ کا بھرم بھی تو رکھنا تھا۔

"آپ کو یہ تو علم ہوگا کہ خالہ شادی کا کہہ رہی ہیں۔"

"ہاں..... انہوں نے ذکر تو کیا تھا۔"

"اور یہ بھی پتا ہوگا کہ اس نے فی الحال شادی سے انکار کر دیا ہے۔"

"ہوں۔" وہ بہت احتیاط سے کام لے رہی تھی کیونکہ اسد کی وکالت بھی اسے ہی کرنی تھی اور تحریم کا بھی ساتھ دینا تھا۔

"آپ نے اس سے پوچھا نہیں کہ کیوں؟" تحریم نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"پوچھا تھا....." وہ اب بھی بھاگتی دوڑتی

گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"تو.....؟"

"تو اس نے کچھ نہیں کہا..... وہ بس ابھی شادی نہیں چاہتا تحریم پلیز تم بدگمانی کو دل میں جگہ مت دو۔"

"شادی اگر اسے کرنی ہے تو ابھی کیوں نہیں؟"

"میرا خیال ہے وہ پہلے مالی طور پر مضبوط ہونا چاہتا ہے۔"

"اس کے لیے بھی میں نے اسے کہا کہ پاپا کے ساتھ پارٹنر شپ کر لو۔"

"تم جانتی ہو وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔"

"ہاں جانتی ہوں اسے بھی..... اس کے نام نہاد اصولوں کو بھی..... کیا پاپا اس کے کچھ نہیں لگتے کیا پاپا کے بزنس میں میں حصہ دار نہیں ہوں لیکن اسد کو تو عادت ہے ہمیشہ غلط سمت چلنے کی۔"

"وہ بہت خوددار ہے تحریم۔"

"خوددار نہیں خودغرض ہے۔ صرف اپنی منواتا ہے ہمیشہ۔" وہ بہت متنفر ہو رہی تھی۔

"ایسا نہیں ہے تحریم! تم دراصل سمجھی نہیں ہو اسد کو۔"

"جتنا سمجھنا تھا سمجھ چکی ہوں۔" اس نے بہت ریلیکس انداز میں ٹرن لیا تھا۔ افق کا سر ڈیش بورڈ سے لگتے لگتے بچا۔ وہ خود بھی ہل کر رہ گئی تھی اس لیے گاڑی روک دی۔

"سنبھل کے تحریم۔" اس نے ڈپٹا۔ "اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہو؟"

"میرے اندر بہت غبار ہے افق آپی؟ بہت دنوں سے میں خود پر ضبط کر رہی ہوں۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں..... میں اس دنیا کو آگ لگا دوں۔"

"تحریم پلیز! اس طرح مت سوچو پلیز۔" افق نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ ستارے اس کی پلکوں پر لرزاں تھے۔

"آپ جانتی ہیں نا کہ میں اسد کے لیے کتنا شدت کے ساتھ سوچتی ہوں۔ میں اپنی فیلنگز کیسے بتاؤں آپ کو....."

"میں سمجھ سکتی ہوں۔ چلو اب گھر چلو..... میں آج اسد سے کھل کر بات کروں گی۔"

"پلیز ضرور کیجیے گا۔ اگر وہ خولہ کی وجہ سے....."

"نہیں تحریم! خولہ کو بیچ میں مت لاؤ۔ وہ اور اسد یونیورسٹی فیلو ضرور رہ چکے ہیں مگر ان کے درمیان دوستی کے سوا کچھ نہیں ہے اور ویسے بھی خولہ زمین آپی کے دیور کہیل میں انٹرسٹڈ ہے بلکہ وہ دونوں ایک دوسرے میں....."

"تمہیں یقین ہے؟" اس نے گردن موڑ کر افق کی طرف دیکھا۔

"ہاں۔" اس نے مسکرا کر سر ہلایا تو وہ ہلکی پھلکی سی ہو کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆

"تم آخر بتا کیوں نہیں دیتے؟" وہ کمپیوٹر پر ڈیٹا بنانے میں مصروف تھا جب افق اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔

"کیا؟" اس کی توجہ مکمل طور پر اپنے کام کی طرف تھی۔

"یہی کہ تم چاہتے کیا ہو؟"

"یار وہ آفس کا ہی ایک کام ہے۔ کل چیمہ صاحب کے ساتھ میٹنگ ہے نا تو....."

"اسد" وہ چڑ گئی اس کی غائب دماغی محسوس کر کے۔

"کیا ہوا" اسد نے حیران سا ہو کر پل بھر کو نظر اٹھائی پھر دوبارہ نظریں پی سی پر گاڑ دیں۔

www.pkdigest.com

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔"

"ہاں تو بتا تو رہا ہوں کہ آفس کا....."

"میں نے یہ پوچھا ہے تم سے؟"

"تو اور کیا.....؟ کیا کچھ اور پوچھا ہے؟"

"مسٹر اسد ہارون صاحب! میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ تم چاہتے کیا ہو؟"

"وہاٹ؟" اسد نے ایک پل کے لیے متحرک انگلیاں روک کر اسے دیکھا پھر دیکھتا ہی چلا گیا۔ سبز کاہی رنگ کے سوٹ میں لمبے بال اور دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ بہت تروتازہ اور کھلی کھلی لگ رہی تھی۔

"اسد!" افق کو اس کا ارتکاز بری طرح محسوس ہوا تو جیسے ڈپٹ کر بولی۔

"ہاں ہاں..... یار! وہ میں یہ کوئی سوال ہے بھلا؟" وہ بے ساختہ بوکھلا گیا تھا۔

"تم مجھے جواب دو، زیادہ ایکٹنگ نہ کرو۔"

"میں تو کچھ بھی نہیں چاہتا۔"

"تو پھر شرافت کے ساتھ شادی کرو۔"

"شرافت کے ساتھ..... تمہارا مطلب ہے میں اپنے شوفر کے ساتھ..... یار افق دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا..... شام کے وقت بال کھولے پھر رہی ہو لگتا ہے اثر وغیرہ ہو گیا ہے..... کوئی دم درود پڑھو یار! مجھ پر اتنا بھی براوقت نہیں آیا کہ میں شرافت کے ساتھ....." حسب عادت وہ تیز تیز بولتا چلا گیا۔

"میں تو اسے ڈرائیور کے روپ میں دیکھنا مجبوری خیال کرتا ہوں کجا کہ بیوی کے روپ میں..... اس سے سو درجہ بہتر وہ تحریم ہی ہے۔ تھوڑی سی تیز ہے تو کیا ہوا....." اس کا کام ختم ہو چکا تھا اس لیے پی سی شٹ ڈاؤن کرنے لگا۔

"ہو چکی تمہاری بکواس؟" افق نے گھور کر دیکھا۔

"کیا مطلب..... میں کوئی بکواس نہیں کر رہا حقیقت بتا رہا ہوں تمہیں۔" وہ اب اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"آج تحریم میرے کالج میں آئی تھی۔" اس نے بتایا تو وہ کان کھجانے لگا۔

"اوہ..... چین نہیں ہے محترمہ کو۔"

"تم اس کی کال کیوں نہیں ریسیو کرتے؟"

"یار بہت بولتی ہے کان میں درد ہونے لگتا ہے۔" وہ کان سہلانے لگا۔

"تم سے تو کم ہی بولتی ہوگی۔"

"ارے نہیں کہاں، وہ تو سامنے والے کی بولتی ہی بند کر دیتی ہے۔ عجب اسٹیشن لگتی ہے مجھے یہ لڑکی، امی نے مصیبت گلے ڈال دی قسم سے۔"

"اب مصیبت گلے پڑ ہی چکی ہے تو اسے بھگتو بھی۔ تمہاری غلطیوں کا خمیازہ ہے۔" افق کے ترشے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی تھی۔ اسد نے ایک زخمی نگاہ اس پر ڈالی اور فائلز ادھر ادھر رکھنے لگا۔

"واقعی زاہد ہوتا تو دنیا میں حور مل جاتی۔"

"خیر اب اتنے بھی گئے گزرے نہیں ہو اس لیے تحریم جیسی خوش شکل لڑکی مل رہی ہے۔"

"پتہ نہیں یار! وہ مجھے خوب صورت کیوں نہیں لگتی۔" بے بسی اس کے لہجے سے عیاں تھی۔

"اپنی نظر کا علاج کراؤ اسد! اچھی خاصی لڑکی تمہیں اچھی نہیں لگتی۔"

"حسن تو اپنی اپنی نگاہ میں ہوتا ہے افق بی بی۔"

"یہ تم نے پھر مجھے بی بی کہا....." لڑنے کو تو وہ بھی تیار ہی رہتی تھی۔

"بیوی تو کہنے سے رہا۔" بے ساختہ لبوں سے پھسلا تھا۔ افق نے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا۔ وہ ہنسنے لگا۔

"میرے سامنے اپنی زبان کو ذرا قابو میں رکھا کرو۔ مجھے فضول مذاق پسند نہیں۔"

"مذاق کون کافر کرتا ہے..... یہ تو تقدیر ہی امتحان لینے پر تل گئی ہے۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کی آس ہے۔" وہ بڑبڑایا افق کو آخری لفظ ہی سمجھ میں آئے۔

"تو ادھر ادھر لڑھکنے کی ضرورت کیا ہے تم تو برسوں سے ایک ہی کھونٹے سے بندھے ہو۔ پھر نیت میں فتور کیوں آ گیا۔"

"نیت ہی ہے نا پھسل جاتی ہے۔"

"پلیز اسد! میں بہت پسند کرتی ہوں تمہیں 'صرف.....'"

"کیا واقعی؟" پوری بات سنے بغیر ہی وہ کھل اٹھا تھا۔

"ہاں صرف اس لیے کہ تم دوسرے لوگوں سے بہت مختلف ہو۔ اپنے آپ میں مگن ہو کر بھی تم سب کا خیال رکھ لیتے ہو۔ میرے بہت اچھے دوست ہو ایک بہت پیارے بھائی ہو۔"

"یار!" اس نے منہ بگاڑا۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔" وہ بددل سا ہو کر وہاں سے اٹھ گیا۔

"اسد میری بات تو درمیان میں ہی رہ گئی۔" وہ پیچھے سے بول رہی تھی اس کی بات واقعی درمیان میں ہی رہ گئی تھی۔

☆☆☆

"میں اسلام آباد جا رہا ہوں....." وہ ہمیشہ خاموشی سے ہی دھماکے کرنے کا عادی تھا۔

"کیوں.....؟" سب کے چہروں پر سوالیہ نشان آ گیا۔ وہ سب اس وقت ڈنر کر رہے تھے۔

"ہیڈ آفس سے..... میرے ٹرانسفر آرڈرز آ گئے ہیں۔" وہ دوبارہ کھانے میں مشغول ہو چکا تھا۔

"کب؟ کیوں؟ تم نے بتایا تو نہیں..... اس طرح اچانک....." سب ہاتھ روک کے سوال پر سوال کر رہے تھے اور افق حسب عادت اسے گھور رہی تھی جواز کی بے پرواہی سے کھانے میں مگن تھا۔

"پہلے طاہر صاحب کو جانا تھا مگر اب مجھے بھیجا جا رہا ہے۔"

"اور اس کے لیے تم نے خود ہی خدمات پیش کی ہوں گی۔" ریحانہ تو اس سے شاکی ہی رہتی تھیں۔ اسد نے جواب دینا ضروری خیال نہیں کیا۔ اس کا مطلب تھا کہ حقیقت یہی تھی۔

"مہک میری پیکنگ کروا دینا افق کے ساتھ۔"

"اسلام آباد میں تم رہو گے کہاں؟ وہاں تو ہمارے کوئی رشتے دار بھی نہیں ہیں۔" افق سے بڑے مواحد نے سوال کیا سب ڈنر سے فارغ ہو چکے تھے اس لیے باری باری اٹھ گئے۔

"ریزیڈنسی کی سہولت ہوگی۔ اگر رشتے دار ہوتے بھی تو میں اپنی وجہ سے کسی کو پریشان نہیں کرتا۔" اس نے نیپکن سے ہاتھ صاف کیے، مواحد سر ہلاتا اپنی بیوی کے پیچھے چلا گیا۔

"کہیں اور جا کر چھوڑنا بے پر کی..... دو ماہ سے ہمیں پریشان کر رکھا ہے اور کہتے ہو اپنی وجہ سے کسی کو پریشان نہیں کرتا۔ ہمیں کس گناہ کی پاداش میں سزا دے رہے ہو۔" ریحانہ کو تو اسے لتاڑنے کا موقع چاہیے ہوتا۔

"امی پلیز!" اس کا لہجہ ملتجی تھا۔ افق کو اس کی شکل پر ترس آ رہا تھا۔ ہر وقت ہی ملامت کا نشانہ تھا۔

"ہاں تو ٹھیک کہہ رہی ہوں میں، کیوں ہمیں شرمندہ کرنے پر تلے ہوئے ہو تم دونوں، اس سے اچھا تو خدا ہمیں اولاد ہی نہ دیتا۔" وہ سخت بدظن ہو رہی تھیں اپنی اولاد سے۔

www.pkdigest.com

"ریحانہ! کیوں اپنا ٹیمپر لوز کرتی رہتی ہو۔ ہوجائے گی شادی بھی۔" ہارون سجاد بھی ہر وقت کی تکرار سے عاجز آچکے تھے۔

"یہ آپ ہی کا کیا دھرا ہے سارا۔ میری تو قسمت ہی خراب ہے نہ شوہر نے کبھی پرواہ کی نہ اولاد نے۔"

"چچی! جہاں اتنے سال انتظار کیا وہاں ایک سال اور سہی۔" افق ہی اس کی مدد کو آئی تھی۔

"کوئی وجہ بھی تو ہو انتظار کی....."

"کیا یہ وجہ کافی نہیں کہ میں ابھی ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں۔"

"کیوں تیار نہیں ہو آخر؟"

"چچی! آپ ہی ضد چھوڑ دیں۔" افق نے اشارے سے اسے خاموش رہنے کو کہا تھا۔

"یہ ضد نہیں ہے افق! بیٹیوں کو بیاہنا ماں باپ کی بہت بڑی ذمہ داری اور فرض ہوتا ہے۔ میں کب تک حمیرا کو ٹالتی رہوں وہ خود مجھے کئی بار شادی کا کہہ چکی ہے۔"

"افق بھی تو کسی کی بیٹی تھی۔ اس کے لیے آپ نے کیوں نہ سوچا۔" وہ پھر پٹڑی سے اتر گیا۔

"اسد! اسٹاپ اٹ' میری بات مت کرو۔" افق نے ڈپٹا تو وہ ٹیبل پہ ہاتھ مار کر اٹھ گیا۔

"کیوں نہ کروں تمہاری بات..... تبریز ہارون کے ساتھ بھی زبردستی کی تھی ان لوگوں نے۔ کیا ملا انہیں..... آج تم بیٹھی ہو یہاں اور وہ آٹھ سال سے دیار غیر میں ہے۔ وہ تو اپنی زندگی کا آغاز کرے گا اپنی مرضی سے' وہ خود مختار ہے کرسکتا ہے سب..... تم..... تمہیں کیا ملے گا افق مامون.....؟ تم تو رہ جاؤ گی نا تنہا۔"

"میں نے کہا نا تم سے میری بات مت کرو تم۔" وہ بھی غصے میں آگئی۔ ریحانہ اور ہارون سجاد نے چور نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور کرسیاں کھینچ کر اٹھ گئے۔

"جب تک تمہاری بات کلیئر نہیں ہوجاتی میں کہیں شادی نہیں کروں گا سمجھیں تم۔ اور یہ لوگ بھی سن لیں۔ جو تجارت کی طرح رشتوں کی سوداگری کرکے اب واویلے کررہے ہیں۔" ایک زہر خند نگاہ اپنے ماں باپ پر ڈال کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔ افق بے بسی سے لب چباتی رہ گئی تھی۔

منگل کی شام اسے اسلام آباد فلائی کرجانا تھا۔ اس کی شادی کا قصہ ایک بار پھر ادھورا رہ گیا تھا۔ تحریم غالباً افق سے بھی خفا ہوگئی تھی اس لیے اس نے نہ اسے کوئی میسج کیا تھا اور نہ کال..... افق ان دنوں ذہنی اذیت سے دوچار تھی۔ ایک اس کی وجہ سے کتنے لوگ پریشان تھے۔ اس کے ماں باپ' بہن بھائی' چچا چچی اور سب سے بڑھ کر اسد ہارون.....

یہ اب کی بات نہیں تھی اسد ہارون تو بچپن سے اس کی پروا کرتا آیا تھا۔ حالانکہ وہ ڈیڑھ دو ماہ چھوٹا تھا اس سے پھر بھی وہ اس پر پیار بھری دھونس جماتا رہتا۔ افق کو اس سے لاکھ اختلاف ہوتا مگر وہ اسے قائل کرکے چھوڑتا۔ افق کی سادہ دلی اور منگسر المزاجی سے وہ چڑتا بھی بہت تھا۔ اس کے خیال میں تو فی زمانہ افق مامون جیسی لڑکیاں احمق اور بے وقوف تصور کی جاتی ہیں۔ افق کو یہ القاب پسند نہ تھے اس لیے اسی بات پر ان کا جھگڑا بھی ہوجاتا تھا۔

"تو تم چھوڑ دو یہ احمقانہ پن۔" وہ اس سے کہتا تو وہ تیوری چڑھا لیتی۔

"میری سعادت مندی کو تم خامی کیوں شمار کرتے ہو۔ اچھا ہے نا میں تمہاری طرح منہ پھٹ اور بدلحاظ نہیں ہوں۔ کم از کم دوسروں کا دل تو رکھ لیتی ہوں۔"

"اور دوسرے..... ان کا کوئی فرض نہیں ہے کہ وہ

بھی کسی کا دل رکھ لیں۔ ساری نیکیاں تمہیں ہی کمانی ہیں؟ بی بی کسی اور کو بھی موقع دے دیا کرو ثواب کمانے کا۔"

"میں نے منع تو نہیں کیا..... تم بھی نیکیاں جمع کرلو اپنے اعمال نامے میں۔"

"ہاں..... تم کب سدھرو گی افق بی بی! تمہاری وجہ سے میری گنی چنی نیکیاں بھی برابر ہوجاتی ہیں۔" اس کی بات پر وہ ہنستی چلی جاتی اور وہ گھورتا رہ جاتا۔

اس وقت بھی ایک بھولی بسری یاد اس کے تراشیدہ لبوں پر مسکان بن کر پھیلی ہوئی تھی جبھی انیلہ بھابی ٹوک گئیں۔

"خیریت لیکچرر صاحبہ! اکیلے اکیلے کیسے سوچ کر مسکرا رہی ہیں۔" پھر اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے بولیں۔ "میرا مطلب ہے اس وقت نہ شام ہے اور نہ شام کے سائے۔"

"بس یونہی ایک بات یاد آگئی تھی۔ آپ آج چائے نہیں بنائیں گی۔" اخبار سائیڈ ٹیبل پر ڈال کر وہ دوپٹا شانوں پر برابر کرتی اٹھ گئی۔

"بنا کر تھرمس میں ڈال دی ہے۔ تمہیں ہی دیکھنے آئی تھی کہ آج باہر کیوں آئیں۔ ناشتے کے لیے بھی کہہ دیا' بھوک نہیں ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔" اس کے کمرے میں پھیلا واہمہ کم ہوتا تھا۔ بہت نفیس طبیعت پائی تھی اس نے۔ کمرے کے پردے سرکاتے ہوئے انہوں نے اس کی طرف دیکھا جو کرسی پر نیم دراز آنکھیں موندے کچھ سوچ رہی تھی۔

"جی ٹھیک ہے۔ یونہی سستی سی چھائی ہے۔ کالج سے بھی آف کروں گی۔"

"اوکے تو پھر تم آرام کرو۔ میں مہک کے ہاتھ چائے بھجوا دیتی ہوں۔" وہ اسٹینڈ پہ رکھے اس کے میلے کپڑے اٹھا کر باہر نکل گئیں۔ وہ بے دھیانی میں اپنے بیڈ پر رکھی شادی کی تصویریں دیکھنے لگی جو وہ رات دیکھتے دیکھتے سوگئی تھی۔ اس کے دل میں ایک ہوک اٹھی۔

جدائی پل تو نہ جائے گی
تمہارے ہاتھ کو
احساس وصل کی ڈوری
جو کل بھی چھوڑنا ہے
اب بھی چھوٹ جائے گی
اگر میں وقت کے پاؤں کو چھو بھی لوں
پھر بھی
تم اپنا فیصلہ ہجر کو نہ بدلو گے.....!

"نصیب اگر آسمان پر لکھے جاتے ہیں تو زمین پر بسنے والے اپنی منشاء اور مرضی کو ہی کیوں حرف آخر سمجھ کر تقدیر پر بنا دیتے ہیں؟"

زندگی دل کے سہارے نہیں گزرتی قسمت اسے ساتھ ساتھ لے کر چلتی ہے۔ جہاں قسمت ساتھ چھوڑ دے وہاں زمین و آسمان بھی اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں' پھر انسان ہوا میں معلق ہو کر رہ جاتا ہے۔ جس کے قدموں تلے زمین کا سہارا ہوتا ہے' اور نہ سر پر جھکے آسمان کو چھونے کی سکت رہتی ہے۔

افق مامون بھی گزشتہ آٹھ برسوں سے ہوا میں معلق تھی۔ یہ الگ بات کہ اس نے ضبط کو آزمائش کے لیے رہن رکھ دیا تھا۔ آٹھ برس پہلے گھر کے بڑوں نے اچانک ہی اس کی اور تبریز ہارون کی قسمت کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ تبریز ہائر اسٹڈیز کے لیے باہر جانا چاہتا تھا اور ہارون صاحب نے اس کی حوصلہ افزائی کی تھی وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم یافتہ دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی چار اولادیں تھیں' سب سے بڑی ملاحت اور زوہار پھر تھیں' ملاحت کی شادی اس کے ماموں زاد سے ہوئی تھی اور وہ لاہور میں

www.pkdigest.com

رہتے تھے۔ زوباریہ کی شادی انہوں نے اپنے عزیزوں میں کی تھی مگر شادی کے کچھ عرصے بعد ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں اس کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس کے شوہر نے دوسری شادی کرلی تھی۔ پھر تبریز تھا اور سب سے چھوٹا اسد ہارون تھا۔ وہ اس وقت بی۔ اے کررہا تھا۔ تبریز ایک کوالیفائڈ ڈاکٹر تھا اور اب اسپیشلائزیشن کے لیے یو کے جانا چاہتا تھا۔ ریحانہ تو قطعی اس بات کے حق میں نہ تھیں۔ ایک جوان بیٹی کو کھودینے کے بعد وہ وہمی سی ہوگئی تھیں لیکن یہاں ہارون صاحب نے اپنے بیٹے کی بھرپور وکالت کی۔ ریحانہ اس بات پر راضی ہوئیں کہ وہ شادی کرکے جائے تاکہ اس کے جلد آنے کا جواز بن سکے۔ ہارون صاحب کو کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ اعتراض تو افق مامون کو بھی نہیں تھا جو اس وقت بی ایس سی کررہی تھی۔ اسے اپنا سوبر اور سنجیدہ مزاج کزن شروع سے پسند تھا۔ اب اس کے نام کے ساتھ افق کا نام لیا جانے لگا تو کئی خواب اس کی نوخیز امنگوں کو جلا دینے لگے۔ وہ بہت آسودہ اور مطمئن سی تھی۔ اس کے بابا کو تو تامل نہیں تھا لیکن نعیمہ افق کا رشتہ اپنے بھانجے کے ساتھ کرنے کی خواہش مند تھیں۔ ان دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کو عندیہ بھی دے رکھا تھا لیکن مامون سجاد کی 'ہاں' کے آگے ان کا انکار دم توڑ گیا۔ اسد کی بات بھی انہی دنوں اس کی خالہ زاد تحریم کے ساتھ چل رہی تھی۔

ان سب سے لاتعلق تبریز باہر جانے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا۔ اس پر ان دنوں بس ملک سے باہر جانے کا جنون سوار تھا۔ ہزار گز پر پھیلے سجاد پیلس میں اس وقت دھماکا ہوا جب تبریز ہارون نے افق مامون کے ساتھ شادی سے انکار کردیا۔ سب حیران و پریشان رہ گئے۔

"یہ ناانصافی ہے ابو جی! آپ لوگوں کو میرے کیریئر پر شک ہے کوئی جو اس طرح پابند کررہے ہیں۔" ماں باپ کے ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار نے اسے خاصا خودسر اور بدلحاظ بنادیا تھا۔

"اس میں پابندی کیسی؟ شادی تو ہمارا فریضہ ہے اور تمہارا بھی۔" انہوں نے رسان سے کہا تھا۔

"ہاں تو وقت آنے پر میں یہ فریضہ سرانجام دے لوں گا۔ اس کے لیے بہت وقت ہے ابھی۔"

"بس تمہاری ماں کو شوق ہے بہو لانے کا۔ اسے اپنے ارمان نکال لینے دو۔"

"ہاں تبریز بیٹا! میری خوشی ہے اس میں..... میں تو تمہارے باہر جانے کے حق میں نہیں ہوں لیکن پھر بھی تمہاری ضد سے مجبور ہوکر تمہاری بات مان لی اب تم اپنی ماں کی بات بھی مان لو بیٹا۔" ریحانہ بھی اپنے بیٹے کے مزاج سے واقف تھیں اس لیے لہجہ پست رکھا۔

"امی! میں وہاں اپنا کیریئر بنانے جارہا ہوں۔ میں اپنی تمام تر توجہ صرف اپنے پروفیشن پہ دینا چاہتا ہوں۔ شادی اور منگنی جیسی کوئی زنجیر میں اپنے قدموں میں ڈالنا نہیں چاہتا۔"

"مگر ہم یہ زنجیر تمہارے قدموں میں ڈالنا چاہتے ہیں' ہم چاہتے ہیں تم جلد لوٹ آؤ اپنے گھر کے لیے ہی سہی۔" ریحانہ ملول ہورہی تھیں۔

"امی! میں ابھی شادی جیسی خرافات میں نہیں پڑنا چاہتا' اور اگر شادی کروں گا بھی تو کسی ڈاکٹر سے کروں گا۔ آپ کی وہ بے وقوف اور جھینپوسی بھتیجی ہرگز بھی میرے آئیڈیل سے میچ نہیں کرتی۔ مجھے ایسی بیوی چاہیے جو پروفیشنل لائف میں میرے ساتھ موو کرسکے۔ افق جیسی نان پروفیشنل لڑکی کے ساتھ شادی کرکے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔"

"افق جیسی سعادت مند اور سلیقہ شعار بہو ہمیں

کہاں ملے گی بے وقوف۔"

"تو ٹھیک ہے اگر وہ آپ کو اتنی ہی پسند ہے تو اسد سے شادی کردیں اس کی۔" اس نے اسد کو دیکھا جو سیل فون پر کوئی گیم کھیل رہا تھا۔ اس کی بات پر اس کے ہاتھ سے سیل فون چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔

"کیا بکواس ہے یہ..... اسد کی بات تو تحریم سے طے ہورہی ہے اور پھر وہ دو ماہ بڑی ہے اسد سے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" اپنی غرض کے لیے وہ سب جواز مسترد رہا تھا۔ "اور پھر ان کی باقاعدہ منگنی تو نہیں ہوئی اور اسد سے بھی پوچھ لیں۔ میرا خیال ہے اسے کوئی اعتراض نہ ہوگا اس کی تو خاصی بنتی ہے اپنی کزن سے کیوں اسد؟" اسد جز بز ہوکر رہ گیا۔

"فضول مت بولو..... ہمارے ہاں زبان دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ باقاعدہ منگنی بھی تمہارے ساتھ ہی ہوگی۔" ہارون اس دوران خاموشی سے ماں بیٹے کی تکرار سن رہے تھے۔

"اُفوہ میرا ذکر چھوڑیں۔ بہو کا ارمان ہے تو اسد کی کردیں۔ نیکسٹ ویک میری فلائٹ ہے میں....." وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا مگر ریحانہ نے غصے سے اس کی بات کاٹ دی۔

"ہم تم سے کیا بات کررہے ہیں اور تم کیا ہانکے جارہے ہو۔ اسد کو چھوڑو ہم تمہاری بات کررہے ہیں۔ گھر میں نکاح کی تیاریاں ہورہی ہیں اور تم....."

"وہاٹ نکاح.....؟ ابو جی سمجھایئے انہیں پلیز آپ لوگ تو مجھے مجرم بنارہے ہیں۔"

"ہم تمہاری اتنی بڑی خواہش پوری کررہے ہیں تم ہماری چھوٹی سی بات نہیں مان سکتے۔" انہوں نے کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

"یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے' میری زندگی کی بات ہے۔"

"تو پھر میں بھی تمہیں باہر جانے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ نہیں جاؤ گے تم باہر۔"

"امی پلیز..... آپ جذباتی مت ہوں پلیز امی! اسد تم بھی کچھ بولو یار۔"

"کیا کہوں میں..... آپ افق سے شادی کرلیں بہت اچھی ہے وہ ہر لحاظ سے۔"

"میں نے کب کہا وہ اچھی نہیں ہے بس میرے ٹائپ کی نہیں ہے۔"

"گھر اور خاندان میں بات پھیل چکی ہے تبریز' تمہیں اس فیصلے کو قبول کرنا ہی ہوگا۔"

"یہ میرے لیے ناممکن ہے ابو جی! آئی ایم سوری..... آپ میری خواہش کے بدلے اپنی خواہش پر اولاد سے سودے بازی نہ کریں۔ اس میں سراسر نقصان آپ لوگوں کا ہے۔" اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔ البتہ ریحانہ نے ہارون اور اسد پر خوب دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

❀

"کیا یہ سچ ہے اسد؟" وہ اپنے دوست کاشف کی طرف جارہا تھا جب افق اس کے پیچھے چلی آئی۔

"کیا؟" جیب سے بائیک کی چابی نکالتے ہوئے اس نے قدرے رخ موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا۔ یہ سمٹتی شام کا منظر تھا۔ نارنجی سورج کی زرد شعاعیں افق کی گندمی رخساروں پہ شفق بن کر پھوٹ رہی تھیں۔

"کہ تبریز بھائی نے مجھ سے شادی سے انکار کردیا ہے۔" ایک تو شادی کا ذکر اوپر سے بھائی کا سابقہ اسے ہنسی آگئی۔

"میں پریشان ہورہی ہوں تمہیں ہنسی آرہی ہے۔" وہ برا مان گئی۔

"ہاں بس وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے..... تم سے یا کسی سے بھی۔"

www.pkdigest.com

”کیا میں انہیں پسند نہیں ہوں؟“ سترہ اٹھارہ سالہ وہ معصوم اور سادہ سی لڑکی جسے ٹھیک طرح سے تعلقات کو برتنا بھی نہیں آتا تھا خود سے دو ماہ چھوٹے اسد ہارون سے سوال کر رہی تھی۔

”تم میں ناپسند کرنے والی کون سی بات ہے یار!“ اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے اس نے سن گلاسز آنکھوں پر لگائے۔

”تو پھر......؟“

”تو پھر یہ کہ وہ اپنے جیسی میچور اور پروفیشنل ہاف بیٹر کے خواہش مند ہیں۔ جب کہ تم ان کے خیال میں ان سے مزاجاً بہت مختلف ہو۔“ اسد نے سادگی سے کہا۔

”تو میں ان جیسی بن جاؤں گی نا...... میچور اور پروفیشنل۔“

”وہ ایک ڈاکٹر ہیں اور ڈاکٹر ہی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔“ اسد کو اس کے چہرے پہ چھائے افسردگی کے بادل بھلے محسوس ہو رہے تھے جبھی سچ کہتا چلا گیا حالانکہ وہ بات ٹال بھی سکتا تھا۔

”اوہ...... پھر تو وہ بالکل نہیں مانیں گے۔“

”تمہیں اتنا کیوں شوق ہو رہا ہے ان سے شادی کرنے کا۔“ اسے جانے کیوں پہلی بار ہلکی سی جیلسی محسوس ہوئی۔

”وہ بس......“ حیا نے اس کے رخسار مزید گلابی کردیے تھے۔ اس کا نظریں چرا کر شرمانا اس قدر دلفریب منظر تھا کہ اسد پل بھر کو مبہوت سا ہو گیا۔

”افق! کیا تم پسند کرتی ہو تبریز بھائی کو؟“ وہ محبت کہتے کہتے رہ گیا۔

”ان میں ناپسند کرنے والی کون سی بات ہے۔“ اس نے اس کی بات لوٹادی۔

”ہاں وہ تو ٹھیک ہے مگر...... اگر وہ تم سے شادی نہیں کرتے تو......“

”تو ان کی مرضی...... میں مجبور تھوڑی کر سکتی ہوں انہیں پھر میں ان کے آئیڈیل پر پوری بھی نہیں اترتی۔“

”تو پھر تم پریشان کیوں ہو؟“ اس کے ذہن میں تبریز کا خیال گونجا (اگر وہ آپ کو اتنی ہی پسند ہے تو اسد سے شادی کر دیں اس کی)۔

”نہیں میں پریشان تو نہیں ہوں۔“ وہ مسکرائی تو اس کی آنکھوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ عجیب حزن پھیلا تھا سنہری جھیلوں میں۔ اسد کو اس کی اداس آنکھیں اچھی نہیں لگیں۔

”مگر مجھے تو تم خاصی افسردہ اور پُرملال نظر آ رہی ہو۔ جیسے تمہارا کوئی بڑا نقصان ہو گیا ہے۔“

”اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔“ وہ اب بھی مسکرا رہی تھی۔ ”تم کہاں جا رہے ہو؟“

”کاشف کی طرف جا رہا ہوں۔“

”اچھا...... میں بھی الٹی سمت میں گھوم کے گھر جا رہے ہو۔“ وہ اسے چھیڑنے لگی۔

”وہاں کیوں؟“ وہ انجان بنتے ہوئے بائیک اسٹارٹ کرنے لگا۔

”بھئی تمہاری ہونے والی سسرال ہے آخر۔“ وہ شوخ ہو رہی تھی اسد نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور زن سے بائیک نکال کرلے گیا۔

گھر میں کسی نے بھی اس بات پر ہنگامہ برپا نہیں کیا تھا کہ تبریز ہارون نے افق سے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ہارون سجاد نے اپنے بھائی سے یہی کہا تھا کہ وہ فی الحال شادی نہیں کرنا چاہتا۔ نعیمہ کو تو اس سے خاص فرق نہیں پڑا بلکہ انہوں نے گھر میں یہ بات پھیلادی کہ وہ اپنے بھانجے سے افق کا رشتہ کرنے کی خواہش مند ہیں۔ یہ بات ہارون سجاد

کو سانپ سونگھ گئی۔

افق کی کہیں اور شادی ہونے کا مطلب تھا کہ اس کے نام جو اچھی خاصی جائیداد تھی وہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتی۔ دراصل شروع میں دونوں بھائیوں کا لیدر گارمنٹس کا اکٹھا کاروبار تھا مگر پھر ایک حادثے کے باعث ماموں سجاد چھ ماہ تک بستر پر پڑے رہے تھے۔ ان کی ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی تھی۔ ان چھ ماہ میں ہارون سجاد کے کئی عاقبت نا اندیش فیصلوں کے باعث ان کی فرم کو شدید نقصان پہنچا۔ درحقیقت ان کی کامیابی کے پیچھے ماموں سجاد کا زیادہ ہاتھ تھا لیکن وہ خود کو عقل کل سمجھتے تھے اور یہ جتاتے بھی رہتے تھے کہ ان کی پلاننگ اور دن رات کی محنت کا نتیجہ ہے ماموں سجاد بہت سادہ مزاج انسان تھے انہوں نے کبھی اپنے چھوٹے بھائی کی باتوں کا برا نہیں مانا تھا تاہم حقیقت تب کھل کر سامنے آگئی جب ان کی بیماری کے باعث فیکٹری دیوالیہ ہونے کے قریب ہوگئی۔ ان کی بیس سال کی محنت کو ہارون سجاد نے چھ ماہ کی نااہلی کے باعث خاک میں ملا دیا تھا۔ بچے ابھی چھوٹے تھے۔ ماموں سجاد کی تین اولادیں تھیں مواحد افق اور مہک مواحد اس وقت انجینئرنگ کے تیسرے سال میں تھا جبکہ افق اور مہک اسکول میں تھیں۔ فیکٹری کو دوبارہ رن اپ کرنے کے لیے انہیں لاکھوں روپے قرض کی ضرورت تھی۔ ماموں صاحب قرضے کے حق میں نہ تھے اس لیے انہوں نے فیکٹری کو بیچنے کا ارادہ کر لیا تاہم ہارون اور ریحانہ کو جگ ہنسائی کا خوف تھا۔ وہ اپنا رہا سہا بھرم گنوانا نہیں چاہتے تھے۔

”ٹھیک ہے آپ کل قیمت کا تخمینہ لگوا کر مجھے آدھی رقم دے دیں میں الگ کاروبار شروع کر لیتا ہوں۔ آپ اپنی فیکٹری کو سنبھال لیں۔“ انہوں نے بھائی سے کہا تھا جس پر وہ اور ریحانہ معترض نہ ہوئے۔ انہیں آدھے سے بھی کم رقم ملی مگر انہوں نے احتجاجاً ایک لفظ بھی نہ کہا۔ گو کہ ان کی زمین و جائیداد بھی کافی تھی مگر ماموں نے پندرہ لاکھ کی معمولی رقم سے ہی اپنا کاروبار شروع کر دیا اور یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ان کے اس کام میں برکت ہوئی اور جلد ہی ان کا کاروبار وسیع پیمانے پر پھیلتا چلا گیا۔

ہارون سجاد بزنس کی ابجد سے بھی واقفیت نہ رکھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے فیکٹری کے لیے اپنی زمینیں اور پراپرٹی بیچ دی مگر پھر بھی وہ مقام نہ حاصل کر سکے جس کی انہیں چاہت تھی۔ ماموں اس کی نسبت صحیح معنوں میں ترقی کر رہے تھے اور اب تو ان کا بیٹا بھی ٹیکسٹائل انجینئرنگ کر کے اپنی فیکٹری سے منسلک ہو چکا تھا۔ ان کے کاروبار ضرور الگ ہو چکے تھے مگر رشتہ آج بھی وہیں تھی۔ اپنی دونوں بھتیجیوں کی شادی پہ ماموں صاحب نے انہیں گاڑیاں گفٹ کی تھیں۔ ہارون سجاد اپنی غلطیاں تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے مگر انہیں اس بات کا بے حد قلق تھا کہ ماموں سجاد کی نسبت ان کی مالی پوزیشن کم ہو گئی تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو ہر جگہ خود کو نمایاں رکھنا چاہتے ہیں۔ اپنی تعریف و توصیف اور بڑائی میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور افق کو بہو بنانے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ اس کے حصے کی جائیداد ان کے پاس آجاتی۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح ماموں سجاد کے مقابلے میں ان کی پوزیشن مستحکم اور مضبوط ہو جائے تاکہ انہیں ایک بار پھر خود کو نمایاں کرنے کا موقع میسر آجائے مگر ان کا بیٹا ان کی خواہشوں پہ پانی پھیر دینے کو تھا۔

”نہیں بھائی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ افق ہماری بیٹی ہے، گھر میں رشتہ موجود ہوتے ہوئے بھی ہم اسے

کیجیے باہر جانے دیں۔" انہوں نے فوراً تاویلیں پیش کردیں۔

"تبریز نے افق سے شادی کے لیے تو انکار نہیں کیا' وہ بس ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔"

"ہاں ہاں! ہم نے اس لیے زیادہ فورس نہیں کیا کہ جب تک وہ باہر سے آئے گا افق بیٹی کی تعلیم بھی مکمل ہوجائے گی۔" ریحانہ نے نعیمہ کی طرف دیکھا جو متامل تھیں۔

"لیکن بھابی! افق اور تبریز کے مزاج میں تفاوت ہے۔ وہ دونوں ایک ساتھ خوش نہیں رہ پائیں گے۔" افق کھڑکی سے لگی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ اسے اپنی ماں پر غصہ آنے لگا کہ وہ کیوں انکار کیے جارہی ہیں۔

"شادی کے بعد خود بخود انڈراسٹینڈنگ ہوجاتی ہے' دونوں پڑھے لکھے باشعور ہیں۔ ایک دوسرے کو سمجھ لیں گے۔"

"ٹھیک ہے اگر تبریز کو اعتراض نہیں ہے تو ہم کیوں کریں۔ آپ بسم اللہ کریں۔ اگلے جمعے کو دونوں کا نکاح کردیتے ہیں۔" مامون سجاد نے بات سمیٹ دی۔ ہارون اور ریحانہ کے چہرے کھل اٹھے۔

"جی جی بھائی صاحب! کیوں نہیں بات طے ہے بس چلو بھئی مٹھائی لاؤ۔" وہ دونوں خوش خوش باہر نکلے تو نعیمہ اپنے شریک حیات سے شکوہ کیے بنا رہ نہ سکی۔

"آپ ایک غلط فیصلے میں ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے میری بیٹی تبریز کے ساتھ خوش نہ رہ پائے گی۔"

"سب اللہ پہ چھوڑ کر مطمئن ہوجاؤ..... وہ یقیناً بہتر کارساز ہے۔" افق کو اپنے باپ پہ بے حد فخر ہوا تھا۔ اس سے دل کی خوشی سنبھالی نہیں جارہی تھی۔

❀

"امی! آپ لوگوں کو میں نے منع بھی کیا ہے پھر بھی آپ لوگ.....!" تبریز کو اس ذکر سے چڑ ہونے لگی تھی۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو۔" ہارون سجاد نے گھرکا۔ "جانتے ہو افق کے نام پر لاہور والا شاپنگ پلازہ ہے اور سوسائٹی کی دو دکانیں بھی اسی کے نام ہیں' اس کے علاوہ کروڑوں روپے کا جہیز الگ ساتھ لائے گی۔" اسد اس وقت بھی ان سے لاتعلق سا بیٹھا تھا' اپنے باپ کی بات سن کر اس کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔

"تو میں کیا کروں؟" تبریز بیزاری سے بولا۔

"تبریز! تمہارے باپ کے پاس سوائے اس فیکٹری کے اور اس گھر میں آدھے حصے کے ہے ہی کیا؟ ہم نے اپنا بھرم بھائی صاحب کی وجہ سے قائم رکھا ہے ورنہ اصل حقیقت سے تو ہم ہی واقف ہیں۔" وہ آہستہ آہستہ اس کی برین واشنگ کرنے لگے۔

"تو یہ سب مجھے کسی اور سے شادی کرکے بھی مل سکتا ہے؟"

"بھلے سے مل سکتا ہے مگر بیٹا افق بہت سادہ اور گھریلو سی لڑکی ہے اسے اپنی جائیداد سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ تم اپنے نام کروالینا پلازہ اور شاپس..... دوسری لڑکی ایسا کرنے کبھی دے تو ہم اس پہ وہ رعب اور دھونس تو نہیں جما سکیں گے۔" وہ سراسر اپنا فائدہ دیکھ رہے تھے۔

"مگر ابو! مجھے افق سے شادی کرنی ہے' اس کی پراپرٹی سے نہیں۔ اس کے ساتھ زندگی گزارنی ہے' اس کے بینک بیلنس کے ساتھ نہیں۔" اسد نے بھی اس کے ساتھ ہی سر پلایا تھا۔ اسے اپنے باپ سے اتنی خودغرضی کی امید نہ تھی۔

"یہ تمہاری ابھی کی سوچ ہے' دس سال بعد تمہیں میرے فیصلے پر فخر ہوگا بیٹا۔ میں تمہارا باپ ہوں تمہاری بہتری چاہتا ہوں بس۔"

"ابو! میں اپنے زور بازو پہ یقین رکھتا ہوں۔ جو میں خود کرسکتا ہوں اس کے لیے میں دوسروں کی طرف کیوں دیکھوں؟"

"تم کیا سمجھتے ہو آج کے دور میں یہ سب اتنا آسان ہے؟"

"چھوڑیں ابو! آپ کیا بحث لے کر بیٹھ گئے ہیں۔" وہ سخت بیزار نظر آرہا تھا۔

"اس جمعے کو تمہارا اور افق کا نکاح ہے' ہم نے خاندان بھر میں پیغام بھیج دیا ہے۔ اب مزید میں تمہاری بکواس نہیں سننا چاہتا۔ میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ تم۔" وہ غصے میں آگئے۔

"آہستہ بات کریں ہارون! بھابی کو معلوم ہوگیا کہ ہم زبردستی تبریز کو آمادہ کررہے ہیں تو وہ کسی صورت اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیں گی۔" ریحانہ نے ان کا ہاتھ دبا کر انہیں شانت ہونے کو کہا۔

"ہاں انہیں تو موقع چاہیے اپنے غریب رشتے داروں کی مدد کرنے کا' کیا ہے ان کا بھانجا M.B.A کی ڈگری لے کر سمجھتا ہے جانے کون سا تیر مار لیا۔ تم اپنے بیٹے سے کہہ دو کہ میرا دماغ مزید خراب نہ کرے۔" وہ سخت خفا ہوگئے تھے اس سے۔

"میرا تو اس میں کچھ نہیں جائے گا ابو مگر میں آپ کی بھتیجی کی خوشیوں کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔" اس نے ہار مانتے ہوئے کہا۔ ان کی باتیں دل کو لگ رہی تھیں۔

"وقت آنے پر سب ٹھیک ہوجائے گا۔" انہوں نے سر جھٹک کر کہا۔ "جو بھی ہوگا اس کے نصیب سے ہوگا۔" وہ اپنی بات کہہ کر باہر نکل گئے تھے۔

"امی! یہ تو افق کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ بھائی کی زندگی میں کیوں زبردستی شامل کررہے ہیں آپ اسے؟" اسد نے باپ کی غیر موجودگی میں زبان کھولی۔ وہ ان کے غصے سے خائف ہوگیا تھا۔

"میں کیا کروں' تمہارے ابو کی عقل میں جو بات سما جائے اس سے پیچھے تھوڑی ہٹتے ہیں۔"

"ابو اس فائدے میں افق کا نقصان کردیں گے۔" اسے افق کی فکر ہورہی تھی۔

"ویسے ایسا ہو بھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے باہر سے پتا نہیں کیسی بہو آئے۔ افق میں ادب لحاظ تو ہے ہمارا۔" ریحانہ کو بھی مطلب سوجھ رہا تھا۔

"بھائی! آپ ابھی بھی انکار کرسکتے ہیں۔ وقت ہے آپ کے پاس۔ آپ افق جیسی معصوم اور سادہ سی لڑکی کو کیوں دکھ دینا چاہتے ہیں؟" وہ تبریز سے کہہ رہا تھا جو اسے دیکھ کر رہ گیا مگر بولا کچھ نہیں۔ اسے ہارون سجاد کی دور اندیشی اب سمجھ میں آرہی تھی۔

"تمہیں بڑی فکر ہے افق کی۔" ریحانہ نے ترخ کر کہا۔

"تو کیوں نہ کروں..... میری فرسٹ کزن ہے اور بیسٹ فرینڈ بھی۔"

"تحریم لوگوں سے رشتے داری کی وجہ بھی یہی ہے نا امی؟" تبریز نے سوال کیا۔

"ہاں تو اور کیا' جب میری بہن غریب تھی تمہارے ابو ان کے دروازے پر جا کر کھڑے بھی نہ ہوتے تھے اب خود ہی رشتے کی بات چھیڑی ہے۔"

"میں ابو کو اتنا خودغرض اور مطلب پرست نہیں سمجھتا تھا۔" اسد نے سادگی سے کہا تو ریحانہ گھورنے لگیں۔

"شرم کرو تمہارے ابو ہیں وہ..... تم لوگوں کے بہتر مستقبل کے لیے ہی یہ سب کررہے ہیں۔"

❀

کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کہی کا بھید کھل جائے

www.pkdigest.com

اسی خدشے میں تم مجھ سے
میری تخلیق کے جوہر جدا کرتے رہے ہو
اور مری تکمیل سے ڈرتے رہے ہو
تمہاری مصلحت کوشی کی سفاکی
تمہاری فطرت بے مہر سے واقف بھی ہوں
تسلیم کرتی ہوں
مگر یہ کیا اذیت ہے؟
عجب انداز وحشت ہے!
مجھے تم سے محبت ہے......!

''بہت خوش نظر آرہی ہو؟'' وہ پلر سے ٹیک لگائے بند آنکھوں سے مسکراتے ہوئے گلابی ہتھیلی پر بوندوں کا رقص محسوس کررہی تھی جب اسد اس کے قریب آکر کھڑا ہوگیا۔

''ہاں خوش ہوں بہت خوش۔'' وہ طمانیت سے مسکرائی۔ اب سے کچھ دیر پہلے ہی اس کا اور تبریز ہارون کا نکاح ہوا تھا۔ ساتھ ہی تحریم اور اسد کی منگنی کا بھی اعلان کردیا گیا تھا۔ تقریب انہوں نے آواری ہوٹل میں منعقد کی تھی۔ تمام عزیز واقارب کو وہیں مدعو کرلیا گیا تھا۔ خوب تصاویر بنائی گئی تھیں۔ رسٹ کلر کے لہنگے میں افق کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ دل کی دنیا آباد ہونے کی خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ تبریز بھی گولڈن شیروانی میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھ دیکھ کر مسکراتی رہی تھی۔ ایک دھیمی سی مسکراہٹ تو تبریز کے لبوں پہ بھی پھیلی ہوئی تھی۔ گھر آتے آتے بارہ بج گئے تھے۔ وہ کپڑے چینج کرکے باہر لان میں نکل آئی جہاں ہوا میں خنکی کے ساتھ اب آسمان سے بوندیں بھی گرنے لگی تھیں۔ اسد نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے اسے لان میں آتے دیکھا تھا پھر خود بھی وہیں چلا آیا۔

''پرسوں بھائی جارہے ہیں؟''

''جانتی ہوں۔'' وہ اب بھیگا ہوا ہاتھ اپنے چہرے سے لگا رہی تھی۔

''انہیں روک لو؟''

''ایں...... کیوں؟ کس لیے؟'' وہ اسے دیکھنے لگی۔

''اپنے لیے......''

''کوئی فائدہ نہیں۔'' اس نے مایوسی سے سر ہلایا۔

''کیوں؟''

''انہیں جانتی ہوں میں جو فیصلہ کرلیں اس سے منحرف نہیں ہوتے۔''

''اور کتنا جانتی ہو انہیں۔'' وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر دوسرے ستون کے پاس جا کر کھڑا ہوگیا۔

''زیادہ تو نہیں جانتی...... یہ بھی بچپن کی باتوں سے محسوس ہوا ہے۔''

''مجھے زیادہ جانتی ہو یا بھائی کو؟'' وہ جانے کیا جاننا چاہ رہا تھا۔

''ظاہر ہے تم دونوں بچپن کے دوست ہیں اس لیے تمہیں ہی زیادہ جانتی ہوں۔''

''پھر بھی اندازاً کتنا؟''

''اُفوہ...... مجھے حساب کتاب نہیں آتا۔ کوئی اور بات کرو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ میں دلہن بن کر کیسی لگ رہی تھی؟'' اس نے پوچھا تو وہ گردن موڑ کر اسے بغور دیکھنے لگا۔

''دلہن بن کر کہا ہے اب کا نہیں۔'' وہ چڑ کر بولی تو اسد مسکرانے لگا۔

''سچ کہوں تو میں نے آج پہلی بار کسی دلہن کو اس قدر خوب صورت روپ میں دیکھا ہے۔'' اس کے ذہن میں افق کا سراپا لہرانے لگا۔

''کیا واقعی اسد۔'' وہ پُرجوش سی ہوگئی۔

''ہوں...... تمہیں تو پتا ہے میں کم از کم تمہارے

ساتھ جھوٹ نہیں بولتا۔''

''پھر تصویریں بھی اچھی آئیں گی۔ ہم تبریز کو پکچرز میل کریں گے ٹھیک؟''

اسی وقت گیٹ سے باہر ہارن بجا۔ واچ مین نے بھاگ کر مین گیٹ کھولا۔ تبریز ہارون کی گاڑی پورٹیکو میں داخل ہورہی تھی۔ وہ دوستوں کی وجہ سے سب سے لیٹ آیا تھا۔

''تمہارے میاں جی آگئے ہیں۔'' اسد نے سرگوشی کی۔ بوندوں کے رقص میں وہ ہوا کے دوش پر اڑتی چلی گئی۔ افق شرما کر ستون کی اوٹ میں ہوگئی۔ کوریڈور کی طرف بڑھتا ہوا تبریز ان دونوں کو دیکھ کر ایک پل کو رکا تھا۔

''اسد ادھر جاؤ تم'' وہ اس سے کہہ رہی تھی۔ تبریز کے ذہن میں ایک خیال ابھر کر ڈوب گیا اگلے ہی لمحے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

''چلو اب تم بھی جا کر سو جاؤ۔'' اسد دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس کے پاس آ کر رکا۔

''تمہیں نہیں سونا۔'' وہ اسے دیکھنے لگی۔

''میں بھی جارہا ہوں۔'' اسد کو نیند آرہی تھی۔

''تمہیں نیند آجائے گی اسد؟'' وہ اس کے پیچھے چلنے لگی۔

''ہاں! آیت الکرسی پڑھ کر سوجاؤں گا تاکہ وہ چڑیل تحریم خوابوں میں آکر نہ ڈرائے۔'' اس کی بات پر وہ ہنستی چلی گئی تھی۔ اندر وارڈروب سے نائٹ ڈریس نکالتے ہوئے تبریز ہارون کو اس کی ہنسی بری طرح محسوس ہوئی تھی۔

پھر وہ یوں کے چلا گیا۔

ان کی تصویریں توقع سے زیادہ خوب صورت آئی تھیں۔ افق کو انٹرنیٹ استعمال کرنا نہیں آتا تھا اس لیے وہ اسد کے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ وہ تبریز کو تصویریں میل کردے اور وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کررہا تھا۔

''بھائی کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ میل چیک کرتے پھریں۔ تمہاری طرح فارغ تھوڑی ہوتے ہیں۔''

''تم کردو بس۔ مجھے تو تسلی ہوجائے گی۔'' وہ اس کے کمپیوٹر پہ بیٹھی تھی۔

''پھر تم میری جان کھاؤ گی کہ انہوں نے کیا کہا...... تعریف کی یا تنقید؟''

''ہاں تو تم بتادینا......'' وہ مزے سے بولی۔

''یار! تم مجھے اپنی سہیلی کیوں بنائے بیٹھی ہو؟''

''تو اور کیا بناؤں...... تم جانتے ہو تمہارے علاوہ میری کوئی بیسٹ فرینڈ نہیں ہے۔''

''لاحول ولاقوۃ...... تم نے تو مجھے سعیدہ ہی بنالیا ہے اسد سے...... اچھا کردیتا ہوں اٹھو تو سہی یہاں سے۔''

''ابھی میرے سامنے کرو۔'' وہ اٹھ گئی۔

''اچھا میری دوست۔'' اس نے زچ ہوکر کہا اور پھر قدرے توقف سے بولا۔

''میں کررہا ہوں جب تک تم چائے بنا کر لاؤ میرے لیے۔''

''اچھا بنادوں گی۔''

''نہیں بنا کر لاؤ پہلے۔''

''مرو تم...... بہت ہی برے انسان ہو۔'' وہ برے برے منہ بناتی باہر نکلی تو اس نے دو چار اچھے پوز سلیکٹ کرکے میل کردیے۔ اتفاق سے اس وقت تبریز آن لائن تھا۔

''افق کیسی لگ رہی ہے؟''

''سو سو۔''

''سیریسلی بتائیں نا۔''

''میں اس وقت بزی ہوں۔ یہ فضول سوال پھر

www.pkdigest.com

کبھی کر لینا۔"

"بھائی! اس نے بہت شوق سے اپنی پکچرز میل کروائی ہیں۔"

"تو میں کیا کروں۔" اس کا انداز خاصا بیزار کن تھا۔

"آپ کیا کر رہے تھے؟"

"اپنے فرینڈز کی میلز چیک کر رہا ہوں۔"

"افق سے کہہ دوں کہ آپ کو پکچرز بہت پسند آئی ہیں۔" اسے افق کا گلابی چہرہ یاد آیا۔

"اسد! تم جانتے ہو مجھے افق میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ میں اسے خوش فہمیوں میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا مگر وہ بے وقوف سی لڑکی؟"

"وہ آپ کی وائف ہے بھائی۔"

"زبردستی کی مصیبت گلے ڈال دی ابو نے۔"

"تب میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ انکار کر دیں۔"

"تم جانتے ہو میں اس پوزیشن میں نہیں تھا۔ مجھے یو کے آنے کے لیے ابو کی مدد کی ضرورت تھی ورنہ میرے پاس صرف ٹکٹ کے پیسے تھے۔"

"آپ دونوں نے اپنے مطلب کے لیے افق کو قربانی کا بکرا بنا دیا۔"

"میری تو مجبوری تھی میرے بھائی۔ ابو نے بلیک میلنگ کی۔" وہ صاف دامن بچا گیا۔

"اب تو وہ آپ کی زندگی میں شامل ہو چکی ہے۔ اب تو اسے قبول کر لیں۔"

"یہ ناممکن ہے اسد۔"

"یہ لو چائے مظلی انسان۔" وہ ٹرے میں کپ رکھے چلی آئی تو اس نے بات ختم کر دی۔

"کیا کروں یار! یہ دنیا ہی مطلب کی ہے۔"

"آپی! آپی" اس سے قبل وہ کچھ پوچھتی مہک نے پکار لیا۔

"میں ابھی آتی ہوں۔" وہ چائے رکھ کر باہر نکل گئی۔ اسد نے شکر کیا تھا کہ اسے مزید جھوٹ بولنا نہیں پڑا تھا۔

وہ سادہ پُرخلوص اور بے ریا سی لڑکی خود کو صرف اس لیے بدلنا چاہتی تھی کہ تبریز ہارون کو اس طرح کی لڑکیاں پسند نہیں تھیں۔ گریجویشن کے بعد اس کا ارادہ تعلیم کو خیرباد کہنے کا تھا مگر اس نے اپلائیڈ کیمسٹری میں ایم ایس سی کا اعلان کیا تو سب سے زیادہ حیرت اسد کو ہی ہوئی تھی۔

"میں پریکٹیکل لائف میں آنا چاہتی ہوں اسد۔ اس کے لیے ایجوکیشن بہت ضروری ہے۔ میں کسی ایسے سبجیکٹ میں ماسٹر کرنا چاہتی ہوں جسے میں اپنے کیریئر میں کام لا سکوں۔ میں محض خانہ پری کر کے ڈگری ہولڈر نہیں کہلانا چاہتی خود کو۔"

"اچھی بات ہے یار! مگر کیمسٹری میں بہت دماغ کھپانا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں میں کور کر لوں گی۔" وہ پُرعزم تھی۔ اسد کی انجینئرنگ کا تیسرا سال تھا۔ وہ کیمیکل انجینئرنگ کر رہا تھا۔

اسد کو علم تھا کہ وہ یہ سب تبریز ہارون کے لیے کر رہی ہے۔ وہ تبریز ہارون جسے افق مامون کی مطلق پروانہ تھی۔ وہ بڑے مزے سے اسد کو اپنی دوست مہرین، جائیفر اور نکول کے ساتھ گزرے وقت کا احوال سنایا کرتا، انگلینڈ جیسے ملک میں جا کر اچھے بھلے زاہد کا ایمان متزلزل ہو جاتا ہے وہ تو پھر عام انسان تھا۔ جس کی زندگی میں فطری جذباتیت کا بڑا عمل دخل تھا۔ وہ یہ فراموش کر چکا تھا کہ پاکستان میں اس کی بیوی بھی ہے۔ جسے ازراہ مجبوری ہی سہی مگر اس نے ہزار لوگوں کی موجودگی میں اپنا شریک سفر بنایا ہے۔ وہ جو ایک مشرقی عورت کی طرح اس کی

خاطر خود کو سنوار رہی تھی، اس کا انتظار کر رہی تھی، وہ جو بہت امید سے ہر روز پوچھا کرتی تھی کہ کیا تبریز نے اس کا ذکر کیا، کیا اس کے متعلق کوئی بات کی، کیا اس کے حوالے سے کوئی جملہ کہا، اور وہ ہمیشہ ہنس کر ٹال جاتا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی افق مامون کو یہ نہیں بتا پاتا تھا کہ وہ جو اس کے ہر خواب، حوالے اور دل میں جاگزیں ہے اس کے کسی بات، تذکرے اور حوالے میں افق مامون نہ تھی۔ بلکہ اسے تو یاد نہیں رہتا تھا کہ پاکستان میں کوئی اس کا بے پناہ شدتوں سے منتظر بھی ہے۔

اسے کبھی کبھی افق مامون پر ترس آنے لگتا۔ جب کبھی وہ خیالوں میں کھو کر چپکے سے مسکراتی یا کبھی بے ساختہ آہٹ پر چونک جاتی تو اسے افق مامون پر رحم آتا۔ وہ ہر دو دن بعد تبریز کا کمرہ سیٹ کرتی۔ گرد و غبار جھاڑتی، کلینگ کرتی۔ مگر جو گرد و غبار ان کے تعلق پر پڑ چکی تھی اس کا ازالہ کون کرتا؟

چار سال بعد بھی اس کمرے کا مکین واپس نہیں لوٹا تھا۔ اسے فقط افق نے آباد کر رکھا تھا ورنہ وہاں پھیلے سناٹے اور خاموشی کی وجہ سے کوئی اس طرف کا رخ نہ کرتا تھا۔ کبھی اس کا دل چاہتا افق کو شانوں سے پکڑ کر جھنجوڑ دے اور پوچھے کہ

"کس کے لیے کرتی ہو یہ سب؟"

اسے علم تھا اگر کبھی اس نے پوچھ بھی لیا تو وہ آسودگی سے مسکرا کر کہے گی۔

"اس محبت کے لیے جو مجھے تبریز ہارون سے ہے۔"

اس کے لیے تڑپتے کھیلتے نہ جانے کب اسد ہارون بھی افق مامون سے محبت کر بیٹھا۔ حالانکہ اس کی زندگی میں تحریم موجود تھی وہ علی الاعلان اس پر حق جتاتی اسے اپنے ساتھ ہر فنکشن، گیٹ ٹوگیدر اور پارٹی میں کھینچ کر لے جاتی۔

❀

اس روز جب وہ یونیورسٹی سے لوٹا تھا۔ اس کا آج آخری دن تھا یونیورسٹی میں۔ وہ بہت خوش تھا کہ اس کی محنت پایہ تکمیل کو پہنچی، اور اب ثمر کھانے کا وقت آ گیا تھا۔ وہ قریباً چار بجے کے قریب گھر لوٹا تھا۔ افق اس وقت بھابی کے ساتھ کہیں جانے کے لیے اپنے کمرے سے نکلی تھیں۔ سفید لباس میں لائٹ گرین چادر سر پر لیے وہ اتنی معصوم، پاکیزہ اور پُرکشش لگ رہی تھی کہ اسد کو اپنی دھڑکنیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"تم آ گئے اسد؟ میں ابھی تمہیں کال کرنے ہی لگی تھی۔"

"کیوں خیریت؟" اپنے من میں ہوتے ارتعاش سے نظریں چراتے ہوئے وہ بھابی کے منجھلے بیٹے کو دیکھنے لگا جو گھٹنوں کے بل چلتا اس کی طرف آ رہا تھا۔

"امی اور سب لوگ منیر خالو کی طرف گئے ہیں ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ زین کی بھی طبیعت خراب ہے میں اور بھابی اسپتال جا رہے ہیں تم طلحہ اور عیشل کو رکھ لو۔ موسم بہت گرم ہو رہا ہے کہیں ان کی بھی طبیعت خراب نہ ہو جائے۔" کلائی پر گھڑی باندھتے ہوئے وہ کچن کی طرف جانے لگی۔

"او کے! تم لوگ جاؤ۔"

"میں کھانا ٹیبل پر لگا رہی ہوں، کپڑے چینج کر کے آ جاؤ۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سے پانچ بجے کا ٹائم لیا ہوا ہے ہمیں جلدی نکلنا ہے۔"

"کھانا میں گرم کر لوں گا تم لوگ جاؤ۔" اس نے زین کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

"کھانا تو گرم ہی ہے ہم نے بھی کچھ دیر پہلے ہی کھایا ہے۔ میں نکال رہی ہوں تم آ جاؤ۔" وہ کچن

www.pkdigest.com

میں گئی تو وہ بھی چینج کرنے کے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب آیا تو عیشل اور طلحہ لاؤنج میں کھیل رہے تھے اور وہ دونوں اسپتال جانے کے لیے نکل چکی تھیں۔ وہ کھانا بھی لاؤنج میں ہی لے آیا تھا تاکہ بچوں پر بھی نگاہ رہے۔ اور ابھی اس نے تیسرا نوالہ ہی لیا تھا کہ تحریم حسب عادت ہائی ہیل کی ٹک ٹک بجاتی چلی آئی۔

"ہیلو اسد!" وہ اس وقت لانگ شرٹ اور کیپری میں تھی اور خاصی فریش لگ رہی تھی۔

"ہیلو....." اسد نے مسکرا کر ٹرے سائیڈ پر کی۔ وہ تحریم کے سامنے کھانا نہیں کھا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ٹوکتی بہت تھی۔

"مائے گاڈ! تم اس وقت لنچ کر رہے ہو۔ اتنی لیٹ کیوں؟ اور یہ اتنی خاموشی کیوں ہے؟ گھر پر کوئی نہیں ہے کیا؟" وہ بولنا اسٹارٹ کر چکی تھی۔

"ہاں! آج یونیورسٹی سے لیٹ ہو گیا لاسٹ ڈے تھا نا اور سب لوگ منیر انکل کے گھر گئے ہیں۔"

"اوہاں ان کی مدر کی ڈیتھ ہو گئی ہے نا۔ مما بھی جا رہی تھیں۔ میں تو زوبی کی طرف جا رہی تھی مگر پھر یاد آیا وہ تو آج اپنی آپی کے گھر انوائیٹڈ تھی کسی فنکشن میں تو اس طرف چلی آئی، تمہیں کال کرنے ہی لگی تھی کہ تیار ہو جاؤ لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔ موسم کتنا رومینٹک ہو رہا ہے۔"

"تم اس موسم کو رومینٹک کہتی ہو۔" اس نے انگلی سے گلاس وال کی طرف اشارہ کیا جہاں شام کے سائے پھیل رہے تھے اور موسم میں ابھی بھی تپش تھی۔

"میری نظر سے دیکھو تو رومینٹک ہی لگے گا۔ چلو چھوڑو کھانا وانا..... باہر ہی کچھ کھا لیں گے۔" وہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھی تھی۔ سلیولیس اور کھلے ڈلے گلے کے ساتھ وہ بہت بولڈ لگ رہی تھی۔ اسد کو ایک دم ہی خیال آیا کہ گھر پہ اس وقت کوئی بھی نہیں تھا ان دونوں کے سوا اور بچے تو کسی شمار میں نہیں تھے۔

"سوری، میں نہیں جا سکتا۔" وہ نظریں جھکا کر عیشل کو پاس بلانے لگا۔

"کیوں؟" تحریم نے پہلے اسے اچنبھے سے دیکھا اور پھر بچوں کو۔

"کیا بھابی انہیں تمہارے پاس چھوڑ گئی ہیں؟"

"ہوں؟" اس کا دل چاہ رہا تھا کہ تحریم وہاں سے چلی جائے۔

"یہ کیا بات ہوئی، تم ان کے میڈ ہو کیا؟ چلو انہیں بھی ساتھ لے چلو گاڑی میں چھوڑ دیں گے۔" اس کے ذہن میں آئیڈیا آ گیا۔

"سوری تحریم! میں اس وقت آرام کے موڈ میں ہوں۔ یہیں صوفے پر لیٹ کر اخبار وغیرہ پڑھوں گا۔ پھر بھی چلیں گے۔"

"مگر میرا ابھی موڈ ہو رہا ہے۔"

"تو پھر تم چلی جاؤ۔" وہ واقعی تھکا ہوا تھا۔

"اکیلی میں کیا خاک انجوائے کروں گی۔ اوکے ایز یو وش۔" وہ غالباً خفا ہو گئی تھی اس لیے ٹک ٹک کرتی باہر نکل گئی۔ ہائی ہیل کی ٹک ٹک اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھی۔ اب تو کھانا بھی ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر دراز ہو گیا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسے تحریم کی خفگی کا ذرا بھی خیال نہ رہا تھا اور دھیرے دھیرے یہ عادت بڑھتی گئی۔

تحریم کو یقین تھا کہ وہ اسے منانے ضرور آئے گا۔ پہلے بھی وہ اس سے خفا ہو جاتی تھی اور وہ اس سے ایکسکیوز کر لیتا تھا۔ محبت جیسے خوب صورت تعلق کو نبھانے کی یہی چھوٹی چھوٹی خوشیاں اور خفگیاں ہوتی

ہیں جو ہر بار محبت کی تجدید کر دیتی ہیں لیکن اب تو تین دن گزر گئے تھے اور اسد نے اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔ وہ خود بھی بے چین سی ہو رہی تھی اس لیے خود ساختہ خفگی بھلا کر اسے کال کرنے لگی۔ لیکن حیرت انگیز طور پر اس کا نمبر بھی آف جا رہا تھا۔

"کہیں اس کی طبیعت زیادہ خراب نہ ہو۔" وہ بے تاب سی ہو کر اٹھی اور حمیرا کو بتا کر کہ میں اسد سے ملنے جا رہی ہوں گاڑی لے کر نکل آئی۔ دل طرح طرح کے وسوسوں کا شکار تھا۔ فل اسپیڈ میں گاڑی دوڑاتی ہوئی وہ سجاد پیلس میں آئی تو گیٹ خلاف معمول کھلا ہوا تھا وہ گاڑی پورٹیکو میں لے گئی۔ واچ مین ملازم کو ساتھ لگائے گیراج دھلوا رہا تھا۔

"اسد گھر پر ہے؟" اس نے سن گلاسز نیچے کیا۔

"نہیں جی وہ اور افق بی بی تو پارک گئے ہیں۔"

"وہ اور افق بی بی..... پارک؟" اسے اچنبھا ہوا۔ "کیوں؟"

"وہ افق بی بی ڈرائیونگ سیکھ رہی ہیں جی آج کل۔" اختر نے اطلاع بہم پہنچائی تو وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

میری خفگی کی کوئی پروا نہیں ہے اور یہاں..... اسے افق پر بھی غصہ آیا۔

"اوکے....." سن گلاسز دوبارہ چڑھا کر اس نے کار ریورس کی اور رخ قریبی پارک کی طرف کر لیا۔ وہ لوگ پہلے بھی یہاں فیملی کے ساتھ آتے تھے۔

(افق بی بی کے اپنے ہسبینڈ تو ملک سے باہر بیٹھے ہیں میموں کے جھرمٹ میں اور دوسروں کو خوامخواہ کوفت میں مبتلا کر رہی ہیں) اسے اپنی بے تابی پر بھی غصہ تھا اور اسد کی بے نیازی پر بھی اس لیے افق کو بھی ملامت کرنے لگی۔ پارک میں آئی تو ساتھ بنے گراؤنڈ میں اسد کی گاڑی دور سے ہی نظر آ گئی تھی۔

وہ دونوں باہر نکل کر کھڑے تھے اور اسد ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ بتا رہا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ حسد کی تیز لہر اس کی رگوں میں سرایت کر گئی اور وہ زن سے گاڑی بھگا کر ان کے قریب لے آئی۔

"ہیلو افق آپی!" آج اس نے جان بوجھ کر افق کے ساتھ آپی کا اضافہ کیا تھا اور خوب چبا کر کہا تھا۔ افق چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"اوہ تحریم تم! کیسی ہو ڈیئر..... میں ابھی اسد سے کہنے لگی تھی کہ تم بھی ساتھ....."

"مگر اسد صاحب کے پاس اتنی فرصت کہاں ہے کہ وہ کسی کا حال احوال دریافت کر لیں۔" اس نے بات کاٹ کر زہر خند نگاہ اسد پر ڈالی جو الجھے ہوئے انداز میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟ تم دونوں خفا ہوا ایک دوسرے سے؟" افق نے اسد کو دیکھا اس سے قبل کہ وہ کچھ کہتا تحریم نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"یہ تحریم کو کیا ہوا؟" افق حیران کن سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"پتا نہیں....." اسد نے کندھے اچکائے۔

"تمہیں علم ہو گا ضرور..... نہ بتانا چاہو تو الگ بات ہے میرا خیال ہے کافی دیر ہو گئی اب چلنا چاہیے۔"

"اوہ..... اب تم خفا مت ہو جانا۔" اسد نے مسکراتے ہوئے اسے ساری بات بتا دی۔

"یہ اتنی بڑی بات تو نہیں..... وہ تو تم سے سخت خفا لگ رہی تھی۔"

"اس بار میں نے ایکسکیوز جو نہیں کیا۔"

"کیوں؟ تم نے ایکسکیوز کیوں نہیں کیا؟"

"بس یونہی۔ وہاں بورڈ تک ایک راؤنڈ لگا کر آتے ہیں۔" اس نے اشارہ کیا۔

www.pkdigest.com

میں گئی تو وہ بھی چینج کرنے کے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب آیا تو عیشل اور طلحہ لاؤنج میں کھیل رہے تھے اور وہ دونوں اسپتال جانے کے لیے نکل چکی تھیں۔ وہ کھانا بھی لاؤنج میں ہی لے آیا تھا تاکہ بچوں پر بھی نگاہ رہے۔ اور ابھی اس نے تیسرا نوالہ ہی لیا تھا کہ تحریم حسب عادت ہائی ہیل کی ٹک ٹک بجاتی چلی آئی۔

"ہیلو اسد!" وہ اس وقت لانگ شرٹ اور کیپری میں تھی اور خاصی فریش لگ رہی تھی۔

"ہیلو....." اسد نے مسکرا کر ٹرے سائیڈ پر کی۔ وہ تحریم کے سامنے کھانا نہیں کھا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ٹوکتی بہت تھی۔

"مائے گاڈ! تم اس وقت لنچ کر رہے ہو۔ اتنی لیٹ کیوں؟ اور یہ اتنی خاموشی کیوں ہے؟ گھر پر کوئی نہیں ہے کیا؟" وہ بولنا اسٹارٹ کر چکی تھی۔

"ہاں! آج یونیورسٹی سے لیٹ ہو گیا لاسٹ ڈے تھا نا اور سب لوگ منیر انکل کے گھر گئے ہیں۔"

"اوہاں ان کی مدر کی ڈیتھ ہو گئی ہے نا۔ مما بھی جا رہی تھیں۔ میں تو زوبی کی طرف جا رہی تھی مگر پھر یاد آیا وہ تو آج اپنی آپی کے گھر انوائیٹڈ تھی کسی فنکشن میں تو اس طرف چلی آئی، تمہیں کال کرنے ہی لگی تھی کہ تیار ہو جاؤ لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔ موسم کتنا رومینٹک ہو رہا ہے۔"

"تم اس موسم کو رومینٹک کہتی ہو۔" اس نے انگلی سے گلاس وال کی طرف اشارہ کیا جہاں شام کے سائے پھیل رہے تھے اور موسم میں ابھی بھی تپش تھی۔

"میری نظر سے دیکھو تو رومینٹک ہی لگے گا۔ چلو چھوڑو کھانا وانا..... باہر ہی کچھ کھا لیں گے۔" وہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھی تھی۔ سلیولیس اور کھلے ڈلے گلے کے ساتھ وہ بہت بولڈ لگ رہی تھی۔ اسد کو ایک دم ہی خیال آیا کہ گھر پہ اس وقت کوئی بھی نہیں تھا ان دونوں کے سوا اور بچے تو کسی شمار میں نہیں تھے۔

"سوری، میں نہیں جا سکتا۔" وہ نظریں جھکا کر عیشل کو پاس بلانے لگا۔

"کیوں؟" تحریم نے پہلے اسے اچنبھے سے دیکھا اور پھر بچوں کو۔

"کیا بھابی انہیں تمہارے پاس چھوڑ گئی ہیں؟"

"ہوں؟" اس کا دل چاہ رہا تھا کہ تحریم وہاں سے چلی جائے۔

"یہ کیا بات ہوئی، تم ان کے میڈ ہو کیا؟ چلو انہیں بھی ساتھ لے چلو گاڑی میں چھوڑ دیں گے۔" اس کے ذہن میں آئیڈیا آ گیا۔

"سوری تحریم! میں اس وقت آرام کے موڈ میں ہوں۔ یہیں صوفے پر لیٹ کر اخبار وغیرہ پڑھوں گا۔ پھر بھی چلیں گے۔"

"مگر میرا ابھی موڈ ہو رہا ہے۔"

"تو پھر تم چلی جاؤ۔" وہ واقعی تھکا ہوا تھا۔

"اکیلی میں کیا خاک انجوائے کروں گی۔ اوکے ایز یو وش۔" وہ غالباً خفا ہو گئی تھی اس لیے ٹک ٹک کرتی باہر نکل گئی۔ ہائی ہیل کی ٹک ٹک اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھی۔ اب تو کھانا بھی ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر دراز ہو گیا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسے تحریم کی خفگی کا ذرا بھی خیال نہ رہا تھا اور دھیرے دھیرے یہ عادت بڑھتی گئی۔

تحریم کو یقین تھا کہ وہ اسے منانے ضرور آئے گا۔ پہلے بھی وہ اس سے خفا ہو جاتی تھی اور وہ اس سے ایکسکیوز کر لیتا تھا۔ محبت جیسے خوب صورت تعلق کو نبھانے کی یہی چھوٹی چھوٹی خوشیاں اور خفگیاں ہوتی

ہیں جو ہر بار محبت کی تجدید کر دیتی ہیں لیکن اب تو تین دن گزر گئے تھے اور اسد نے اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔ وہ خود بھی بے چین سی ہو رہی تھی اس لیے خود ساختہ خفگی بھلا کر اسے کال کرنے لگی۔ لیکن حیرت انگیز طور پر اس کا نمبر بھی آف جا رہا تھا۔

"کہیں اس کی طبیعت زیادہ خراب نہ ہو۔" وہ بے تاب سی ہو کر اٹھی اور حمیرا کو بتا کر کہ میں اسد سے ملنے جا رہی ہوں گاڑی لے کر نکل آئی۔ دل طرح طرح کے وسوسوں کا شکار تھا۔ فل اسپیڈ میں گاڑی دوڑاتی ہوئی وہ سجاد پیلس میں آئی تو گیٹ خلاف معمول کھلا ہوا تھا وہ گاڑی پورٹیکو میں لے گئی۔ واچ مین ملازم کو ساتھ لگائے گیراج دھلوا رہا تھا۔

"اسد گھر پر ہے؟" اس نے سن گلاسز نیچے کیا۔

"نہیں جی وہ اور افق بی بی تو پارک گئے ہیں۔"

"وہ اور افق بی بی..... پارک؟" اسے اچنبھا ہوا۔ "کیوں؟"

"وہ افق بی بی ڈرائیونگ سیکھ رہی ہیں جی آج کل۔" اختر نے اطلاع بہم پہنچائی تو وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

میری خفگی کی کوئی پروا نہیں ہے اور یہاں..... اسے افق پر بھی غصہ آیا۔

"اوکے....." سن گلاسز دوبارہ چڑھا کر اس نے کار ریورس کی اور رخ قریبی پارک کی طرف کر لیا۔ وہ لوگ پہلے بھی یہاں فیملی کے ساتھ آتے تھے۔

(افق بی بی کے اپنے ہسبینڈ تو ملک سے باہر بیٹھے ہیں میموں کے جھرمٹ میں اور دوسروں کو خوامخواہ کوفت میں مبتلا کر رہی ہیں) اسے اپنی بے تابی پر بھی غصہ تھا اور اسد کی بے نیازی پر بھی اس لیے افق کو بھی ملامت کرنے لگی۔ پارک میں آئی تو ساتھ بنے گراؤنڈ میں اسد کی گاڑی دور سے ہی نظر آ گئی تھی۔

وہ دونوں باہر نکل کر کھڑے تھے اور اسد ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ بتا رہا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ حسد کی تیز لہر اس کی رگوں میں سرایت کر گئی اور وہ زن سے گاڑی بھگا کر ان کے قریب لے آئی۔

"ہیلو افق آپی!" آج اس نے جان بوجھ کر افق کے ساتھ آپی کا اضافہ کیا تھا اور خوب چبا کر کہا تھا۔ افق چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"اوہ تحریم تم! کیسی ہو ڈیئر..... میں ابھی اسد سے کہنے لگی تھی کہ تم بھی ساتھ....."

"مگر اسد صاحب کے پاس اتنی فرصت کہاں ہے کہ وہ کسی کا حال احوال دریافت کر لیں۔" اس نے بات کاٹ کر زہر خند نگاہ اسد پر ڈالی جو الجھے ہوئے انداز میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟ تم دونوں خفا ہوا ایک دوسرے سے؟" افق نے اسد کو دیکھا اس سے قبل کہ وہ کچھ کہتا تحریم نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"یہ تحریم کو کیا ہوا؟" افق حیران کن سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"پتا نہیں....." اسد نے کندھے اچکائے۔

"تمہیں علم ہو گا ضرور..... نہ بتانا چاہو تو الگ بات ہے میرا خیال ہے کافی دیر ہو گئی اب چلنا چاہیے۔"

"اوہ..... اب تم خفا مت ہو جانا۔" اسد نے مسکراتے ہوئے اسے ساری بات بتا دی۔

"یہ اتنی بڑی بات تو نہیں..... وہ تو تم سے سخت خفا لگ رہی تھی۔"

"اس بار میں نے ایکسکیوز جو نہیں کیا۔"

"کیوں؟ تم نے ایکسکیوز کیوں نہیں کیا؟"

"بس یونہی۔ وہاں بورڈ تک ایک راؤنڈ لگا کر آتے ہیں۔" اس نے اشارہ کیا۔

www.pkdigest.com

"نہیں بابا میں بہت تھک چکی ہوں اب گھر چلو۔" وہ دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گئی تو اسد کو بھی اس کا ساتھ دینا پڑا۔

وہ فاسکر ہاتھ میں لیے ناخن تراش رہی تھی جب نعیمہ عیشل کو گود میں اٹھائے اس کے قریب آ بیٹھیں۔ اس نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

"اس کے بھی ناخن کاٹ دینا بیٹا! بڑے ہو رہے ہیں۔" انہوں نے پوتی کو اس کے سامنے کشن پر بٹھا دیا۔

"جی اچھا....." اس نے مسکرا کر اپنی بھتیجی کو دیکھا جو بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ تاڑ رہی ہیں پھوپھو۔" (یہ کیا کر رہی ہیں)

"میں نیل کاٹ رہی ہوں سوئٹی۔ آپ کے بھی کاٹوں۔"

"اوں ہوں..... خون آئے گا۔" اس نے جھٹ ہاتھ پیچھے کر لیے۔

"ایسے ہی خون نکلے گا۔ میرے نکل رہا ہے کیا۔" اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے کیے وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

"تو پھر آپ کے بھی نہیں نکلے گا۔ دیکھیں آپ کے نیلز کتنے بڑے ہو رہے ہیں۔" وہ اس کے چھوٹے چھوٹے گلابی ہاتھ پکڑ کر ناخن تراشنے لگی۔ نعیمہ نے نظر بھر کر اپنی بیٹی کو دیکھا پھر ریحانہ کے متعلق استفسار کرنے لگیں۔

"یہ تمہاری چچی کہاں گئی ہیں۔"

"معلوم نہیں، شاید تحریم لوگوں کے گھر گئی ہیں اسد کے ساتھ۔"

"چھوٹی بہو کی کتنی فکر ہے۔ بڑی کی کوئی پروا ہی نہیں۔ باندھ کے بٹھا دیا عمر بھر کے لیے۔ صاحبزادے کے آنے کی نہ خیر خبر ہے نہ اطلاع کوئی۔" وہ تو بھری بیٹھی تھیں موقع ملتے ہی شروع ہوگئیں۔

"اتنا کہا تھا کہ نہیں مانتا بیٹا تو نہ کرو، نہ زبردستی کے بندھن باندھو مگر نہیں جی اپنی منوا کے چھوڑی سب نے اور وہ تمہارا باپ، اسے تو بھائی بھابی کے علاوہ کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ میں تو اولاد کی دشمن تھی جیسے..... سب سمجھتی تھی اس اتھرے گھوڑے جیسے بیٹے کے مزاج، لاڈ پیار نے کوئی کسر چھوڑی ہے بگاڑنے میں۔ ہمارا بھی تو اکلوتا بیٹا ہے الحمدللہ اتنا فرماں بردار ادب لحاظ والا..... بھائی اور بھائی صاحب کو تو گویا انوکھی اولاد ملی تھی دنیا سے..... اب کیسے پریشان پھر رہی ہیں بیٹا آ کر جو نہیں دے رہا۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔ جن گھروں کی بنیادیں ہی کچی ہوں وہ گرتے ضرور ہیں۔"

افق خاموشی سے سر جھکائے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ واقعی سات برس ہو گئے تھے۔ اس مسافر کو سفر کا آغاز کیے، لیکن ابھی تک لوٹنے کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔

"تمہارے باوا بھی اب گوشہ نشین ہو کر رہ گئے ہیں۔ اب پچھتاوے کے ناگ ڈستے ہوں گے۔ چپیس واں تو لگ گیا تمہیں، لوگ سو سوال کرتے ہیں، کیا جواب دیں ہم انہیں۔ دو بار جا کر خود مل آئے بیٹے سے۔ اپنے کلیجے کی آگ بجھالی اور ہمارے کلیجے میں جو آگ لگائی ہے اسے کون بجھائے گا۔ مجھے تو لگ رہا ہے ضرور اس نے ادھر شادی وادی کر لی ہوگی۔ اتنا معصوم تو ہرگز نہیں تھا اور نہ اتنے برس یونہی گزار سکتا ہے۔" ان کی بات پر اس کے دل نے سسکی بھری تھی۔ ایسے ہی خدشات اور واہمے تو آج کل اسے بھی ستانے لگے تھے۔

"میں تو تمہارے باپ سے جھگڑتی ہوں کہ کوئی تو آس امید کا سرا تھمائے ہمیں..... کسی کنارے تو لگائیں

www.pkdigest.com

کب تک انتظار کی سولی سے لٹکائے رکھیں گے۔ میری معصوم بچی ماں باپ کی خواہش پر قربان ہوگئی۔ کوئی چوں چرا نہ کی۔" وہ بلک بلک کر رونے لگی تھیں۔

"امی پلیز" وہ ان کے قدموں میں آ بیٹھی۔ "آپ کیوں رو رہی ہیں۔ یہ تو میرا نصیب ہے امی۔"

"روؤں نہ تو کیا کروں میری بچی سات سال کم نہیں ہوتے۔ اور اب تو مہک بھی بڑی ہوتی جا رہی ہے۔"

"آزمائش تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے نا امی' ہوسکتا ہے اللہ ہمیں آزما رہا ہو۔"

"ہمارے غلط فیصلوں کی سزا تجھے کیوں ملے۔ وہ تیرے قابل نہیں تھا افق۔"

(اور امی میرے دل میں پھر بھی اس کی طلب اور خواہش تھی۔ اللہ میاں نے میری خواہش کو حسرت نہیں بنایا امی' میں تو بہت خوش نصیب ہوں۔)

"ہمیں معاف کر دینا میری بچی! ہم سے ایک بڑی غلطی ہوگئی۔" ان کا ہاتھ اس کے سر پر آ ٹھہرا تھا۔

"پلیز امی! ایسے مت کہیں۔ پلیز آپ لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔" اس نے ان کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگا لیا۔

"مگر مجھے یقین ہے میرا اللہ تمہارے اس صبر کا بڑا اجر دے گا۔ وہ تمہارے سارے دکھوں کا مداوا کرے گا۔ ان شاء اللہ۔"

"ان شاء اللہ امی!" اسے بھی رونا آ رہا تھا مگر وہ ضبط کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

☆☆☆

"فارگاڈ سیک تحریم' کبھی تو تصویر کا روشن رخ دیکھ لیا کرو' میں کسی لڑکی سے بھی ہنس کر بات کرلوں تم اس کی دشمن ہو جاتی ہو۔ انیتا' بھابی کی چھوٹی بہن ہے' اس کی اگلے ماہ شادی طے ہوگئی ہے' وہ شاپنگ کے سلسلے میں بھابی کو لینے آئی تھی تو میں نے انہیں ڈراپ کرنے کی آفر کردی۔ اب مجھے کیا خبر تھی کہ تم بھی..... پہلے بات سن لیا کرو پھر اپنے نادر خیالات کا اظہار کیا کرو۔ تمہاری وجہ سے مجھے انیتا کے سامنے کتنی خفت اٹھانی پڑی مگر تم..... تمہیں کسی سے کیا غرض؟" وہ بے حد طیش میں تھا۔ اس کے غصے کی وجہ بھی درست تھی۔ وہ اور انیتا لان میں کھڑے بھابی کا انتظار کر رہے تھے وہ اپنے بچوں کو تیار کر رہی تھیں۔ اس وقت تحریم چلی آئی' انیتا ایک سانولے رنگ کی پرکشش لڑکی تھی۔ اس کی اہم خوبی اس کا سروقد ہونا تھا۔ اسد نے کچھ دن قبل ہی باتوں باتوں میں اسے بتایا تھا کہ اسے لمبی ہائٹ والی لڑکیاں پسند ہیں۔ تحریم کی اپنی ہائٹ تو بمشکل 5 فٹ تھی اس لیے اب وہ زیادہ ہائٹ والی لڑکیوں سے بھی جلنے لگی تھی۔ انیتا کو دیکھ کر اسد کی لمبے قد والی بات ہی اس کے ذہن میں آئی تھی اس لیے اس نے بے سوچے سمجھے جانے ہی کہا کہ.....

"اوہو سروقد شخصیت بھی مل گئی تمہیں..... خالی ہائٹ ہونا ہی کافی نہیں کچھ اور گٹس بھی چاہیے لڑکی میں۔" انیتا کو تو اس کی بات خاک سمجھ میں آنی۔ اسد کے "شٹ اپ تحریم" نے تحریم کو واک آؤٹ کرنے پر مجبور کیا تھا اور اب وہ اس کے گھر آ کر اس کی کلاس لے رہا تھا۔

"ہر انسان کی عزت نفس ہوتی ہے۔ دوسروں کی طرف انگلی اٹھانے سے قبل ایک لمحے کو سوچ لیا کرو پلیز۔"

"آئی ایم سوری؟" غلطی اس کی تھی اس لیے اس نے جلدی سے سوری کہہ دیا۔

"تم جانتے ہو' میں تمہارے لیے بہت حساس ہوں اسد۔ میں کسی لڑکی کو تمہارے پاس کھڑے بھی برداشت نہیں کرسکتی کجا کہ تم اس سے خوشگوار موڈ میں

باتیں کرو۔" وہ لگاوٹ سے کہتی ہوئی اس کے سامنے آ گئی۔ "کیا کروں؟ اس محبت نے تو مجھے بالکل ہی ناکارہ کر دیا ہے۔ میری فرینڈز رشتے دار سب کہتے ہیں تم بہت بدل گئی ہو۔ یہ صرف تمہاری محبت ہے اسد! اور کچھ نہیں میں یہ سب تمہاری محبت میں ہی کرتی ہوں۔" وہ اس کے شانے پر سر ٹکانے لگی تھی۔

اسد کرنٹ کھا کر دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ اسے بے حد ناگواری کا احساس ہوا تھا۔

"کیا ہوا اسد؟" وہ اچنبھے سے اسے دیکھنے لگی۔

"کچھ نہیں' میں چلتا ہوں۔" جانے کیوں وہ خود سے بھی نادم سا ہوگیا تھا۔

"اسد!" تحریم نے اس کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی وہ مزید پیچھے ہوگیا۔

"کیا تم اب بھی مجھ سے خفا ہو۔ میں نے سوری تو کی ہے۔"

"نہیں بس ٹھیک ہے۔" وہ فوراً ہی نکل گیا۔ افق نے بھی زندگی میں بہت بار اس کا ہاتھ تھاما تھا وہ اکثر کہیں جاتے تو ساتھ چلے جاتے تھے۔ کئی کئی گھنٹے ایک دوسرے سے بات کرتے گزار دیتے مگر جو ناگواری اسے آج تحریم کے انداز اور بے باکی سے محسوس ہوئی وہ افق کے استحقاق سے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے اور افق کے مابین احترام اور گریز کا بہت خوب صورت سا ربط قائم تھا۔ بے شک یہ نسوانیت کا وقار اور تقدس ہی ہوتا ہے کہ عورت اپنا احترام خود کروائے۔ اپنی عزت کی وجہ خود ہو عورت وہی قابل عزت و احترام ہوتی ہے جسے اپنی نسوانی حیا اور فطری شرم کا پاس ہو۔

اسے تحریم سے عجیب سی بے زاری محسوس ہو رہی تھی یہ تعلق اس کے لیے ایک بوجھ بنتا جا رہا تھا۔

اسے تحریم جیسی بے باک اور خود کو ایکسپوز کرنے والی لڑکیوں سے گھن آتی تھی۔ اسے تحریم کے وجود سے بھی گھن آ رہی تھی۔ اس رات وہ اس کے دل سے ہمیشہ کے لیے نکل گئی تھی۔

☆☆☆

کبھی اس نگر تجھے ڈھونڈا کبھی اس نگر تجھے ڈھونڈا
کبھی رات بھر تجھے سوچا کبھی رات بھر تجھے ڈھونڈا
مجھے جا بجا تیری جستجو تجھے ڈھونڈتا ہوں میں کو بکو
کہاں کھل سکا تیرے روبرو میرا اس قدر تجھے ڈھونڈنا

وہ سنگی بینچ پر نیم دراز سیاہ آسمان کے دامن پر جگمگاتے ستاروں کی ضیاء دیکھتے ہوئے کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ جب افق پانی پینے کی غرض سے کچن کی طرف گئی۔ کچن کی کھڑکی سے اس نے اسد کو لان میں تنہا بیٹھے دیکھا تو ابھی ہوئی اس کی طرف چلی آئی۔

"اسد.....!" اس نے دھیرے سے پکارا تھا۔ اسد کی آنکھیں بند تھیں اسے یوں لگا جیسے خواب میں اسی دشمن جاں نے پکارا ہو۔

"کہو....." اس کے لب بے آواز ہلے۔

"اسد!" اب کے اس نے زور سے پکارا تھا وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا اور وحشت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ اس وقت یہاں کیوں بیٹھے ہو۔" وہ تشویش سے پوچھ رہی تھی اور وہ بے اختیار پیشانی رگڑتے ہوئے کھڑا ہوگیا۔

"بس یونہی یار! ہوا خوری کے لیے آیا تھا۔"

"میں تو ڈر گئی تمہیں دیکھ کر اتنے ہراساں کیوں نظر آ رہے ہو؟"

"تم سوئی نہیں....." وہ روش پر چلنے لگا۔

"سونے لگی تھی بس..... سخت پیاس لگ رہی تھی تو پانی پینے آئی تھی۔ پھر کچن کی کھڑکی سے تمہیں دیکھا

www.pkdigest.com

تو یہاں آ گئی۔" وہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

(کاش ہم دونوں زندگی کے سفر میں بھی ایک ہو جائیں) اسد کے دل میں بے نام سی خواہش نے سر اٹھایا تھا۔ اس کی آنکھوں کی سرخی مزید گہری ہونے لگی۔

"صبح آفس سے آف ہے اس لیے اتنی رات گئے تک جاگ رہے ہو ورنہ تم تو گیارہ بجے ہی محو استراحت ہو جاتے ہو۔"

"اب بہت مشکلوں سے نیند آتی ہے یار۔" وہ بے بس سا ہو رہا تھا۔

"وہ کیوں؟ اچھا اچھا..... سمجھ گئی۔ تم بھی تارے گننے لگے ہو تحریم کے فراق میں۔"

"تمہیں تحریم کے علاوہ اور کچھ نہیں سوجھتا۔" وہ اب اس کے ذکر سے بھی چڑنے لگا تھا۔

"میں تمہاری بات کر رہی ہوں اپنی نہیں۔"

"میرے پاس اتنی فرصت نہیں ہے کہ فضول لوگوں کی وجہ سے رت جگے مناؤں۔"

"اسد! تم پریشان ہو؟" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔ اسد نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ افق کے پورے وجود میں ارتعاش سا برپا ہوا تھا۔ اسے اسد کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"ہاں ہوں میں پریشان ..... کیا تم مجھے اس پریشانی سے نجات دلا سکتی ہو؟" وہ کچھ دیر اسے دیکھتے رہنے کے بعد آہستگی سے گویا ہوا تھا پھر خود ہی نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں تم کیسے دلا سکتی ہو۔ جو خود ہی..... او کے گڈ نائٹ..... شب بخیر۔" وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا آن واحد میں اپنے پورشن میں غائب ہو گیا تھا۔ افق اپنی جگہ متحیری کھڑی رہ گئی تھی۔

❀

پھر دن بہ دن اس کے اور تحریم کے درمیان فاصلوں کی خلیج بڑھتی گئی تھی اور یہ سب اسد کی طرف سے ہو رہا تھا۔ وگرنہ تحریم تو اب بھی اس کے آگے پیچھے پھرتی تھی۔ وہ ریحانہ سے شکایت کرتی تو وہ اسے ٹال دیتیں کہ آفس کی مصروفیات بڑھ گئی ہیں اور اس میں حقیقت بھی تھی۔ وہ خود کو زیادہ سے زیادہ مصروف رکھنے کی کوشش کرتا تھا تاکہ اس کا دھیان بٹ جائے۔ وہ افق مامون کے متعلق سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس کے لیے نہایت قابل احترام ہستی تھی۔ وہ اس کے بھائی کی عزت تھی۔ اسے خود پر بہت تاؤ آتا تھا۔ وہ کوشش کرتا کہ افق سے کم سے کم سامنا ہو۔ اب تو اس کوشش میں وہ کامیاب بھی ہو رہا تھا کیونکہ افق نے ماسٹرز کے بعد مقامی کالج میں جاب کر لی تھی۔

آج صبح ایک جوائنٹ وینچر کی وجہ سے وہ معمول سے پہلے آفس کے لیے نکلا تھا جب اس نے مواحد کی گاڑی کے پاس افق کو کھڑے دیکھا۔ لائٹ گرے اور بلیک کمبینیشن کی سادہ سادھی میں شولڈر تک آتے بالوں کو جوڑے میں مقید کیے وہ بہت گریس فل لگ رہی تھی۔ اس نے سرتاپا خود کو تبریز کی پسند میں ڈھال لیا تھا۔

"صبح بخیر!" وہ اس کے قریب سے گزرا تو افق نے جتاتے ہوئے کہا تھا۔

"صبح بخیر!" وہ اپنی گاڑی کا لاک کھولنے لگا۔

"آج اتنی جلدی جا رہے ہو؟"

"ہوں..... تم مواحد بھائی کا ویٹ کر رہی ہو ان کے ساتھ جاؤ گی؟"

"ہاں..... طلحہ اور عیشل کو بھی ساتھ جانا ہے۔ آج ان کا رزلٹ آؤٹ ہوگا۔"

"وہ تو ابھی بریک فاسٹ کر رہے ہیں تم آ کر کھڑی بھی ہو گئیں۔"

"میں لیٹ ہو جاؤں گی۔ میری گاڑی سروس کے لیے گئی ہے کل سے۔"

"میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں آ جاؤ۔"

"نہیں..... تمہارا اور میرا روٹ مختلف ہے۔" اس نے عام سی بات کہی تھی وہ چونک گیا۔

"تمہیں بہت آؤٹ آف وے ہو جائے گا۔ مواحد بھائی کا آفس اور اسکول تو راستے میں ہی ہے۔"

"کوئی بات نہیں..... کبھی کبھی راستے بدل لینا بھی زندگی کو سہل بنا دیتا ہے۔" ذومعنی انداز میں کہتے ہوئے وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا تھا۔ افق سر ہلاتی دوسری طرف آ کر بیٹھ گئی۔

"اب تو موسم بدل رہا ہے۔ دن جلدی نکل آتا ہے۔" اس نے گلاسز آنکھوں پہ لگاتے ہوئے کہا تو وہ سائیڈ مرر میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"موسموں کا بدلنا تو ان کی فطرت ہے افق! کیا انسان بھی بدل جاتے ہیں۔" اس نے کاریورس کی۔

"ہاں کیوں نہیں..... وقت اور حالات بہت کچھ بدل دیتے ہیں۔"

"کیا تم پہلے کی نسبت بدلی ہو افق؟" وہ اب ڈیش بورڈ سے کوئی سی ڈی سلیکٹ کر رہا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟"

"ہاں بہت بدل گئی ہو..... وہ پہلے والی افق تو تم میں کہیں کھو گئی ہے۔"

"بدل تو تم بھی گئے ہو اسد۔" اس نے لطیف سا شکوہ کیا۔

"میں بدل گیا ہوں..... کیسے؟"

"میرا ظاہر بدل گیا ہے اور تمہارا باطن۔"

"مطلب؟" اس نے بے اختیار اسے دیکھا۔ اس کے دل میں چور تھا اس لیے وہ بات بات پر چونک جاتا تھا حالانکہ افق کا لہجہ تو سادہ ہوتا تھا۔

"تم میرے اب اچھے دوست نہیں رہے ہو....." وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔ پہلے وہ اس سے اکثر تبریز کے حوالے سے بات کر لیتی تھی۔ اس کا حال احوال پوچھ لیتی تھی مگر اسی تکلیف دہ ذکر سے بچنے کے لیے تو وہ بدل رہا تھا خود کو۔

"بس یار مصروفیات ہی اس قدر بڑھ گئی ہیں۔"

"تم نے جان بوجھ کر خود کو مصروف کر لیا ہے ورنہ اور کچھ نہیں۔"

"میں بھلا ایسا کیوں کروں گا؟"

"یہ تو تمہیں علم ہوگا لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں نے ایک اچھا دوست گنوا دیا ہے۔" وہ قطعیت سے کہہ رہی تھی۔ اسد تردید بھی نہ کر سکا۔ افق کو دکھ ہوا تھا۔ کبھی کبھی خاموشی کچھ نہ کہتے ہوئے بھی بہت کچھ کہہ جاتی ہے۔ ایسی ہی معنی خیز خاموشی ان کے درمیان بھی پھیلی تھی۔

❀

"میں نے اور کرسٹینا نے کل شادی کر لی ہے۔" بہت عام سے انداز میں تبریز ہارون نے کسی کے دل کے اجڑنے کا سامان کیا۔ اسد چند لمحے کچھ کہہ نہیں سکا۔ اسے یقین تھا کہ ایسا ہوگا لیکن پھر آج کیوں بے یقین ہو گیا تھا۔

"اس نے میرے لیے اسلام قبول کر لیا ہے اسد! اس کا نام اب فاطمہ مثال ہے۔ تم جانتے ہو نا مجھے شروع سے ہی فاطمہ نام پسند ہے۔ وہ گائنا کولوجسٹ ہے۔ میرے ساتھ ہی ہولی ہے۔ میں تمہیں آج رات کو اپنی ویڈنگ پکچرز میل کروں گا۔" وہ بہت خوش تھا۔

"ہم پچھلے تین سال سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ جب ہمیں اندازہ ہو گیا کہ ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے لازم

www.pkdigest.com

وملزوم ہیں تو ہم نے شادی کا فیصلہ کرلیا۔" اسد کو یاد تھا کہ وہ اکثر کرسٹینا کا ذکر کرتا رہتا تھا۔

"تم امی کو بتا دینا اسد! انہیں دکھ تو بہت ہوگا لیکن میں اپنی زندگی کو کسی کی مرضی کے تابع نہیں گزار سکتا۔ ہمیں بچپن سے ہی اپنے لیے جینے کی عادت ڈالی گئی ہے اور تم جانتے ہو بچپن کی عادتیں تو فطرت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ تمہیں بھی افق سے زیادتی کا بہت احساس ہوگا آفٹر آل وہ تمہاری بیسٹ فرینڈ ہے۔ لیکن تم ٹھنڈے دل سے سوچنا زبردستی کے بندھن ہمیشہ ناپائیدار ہوتے ہیں۔ تمہارا اور تحریم کا رشتہ تم دونوں کی پسند سے طے ہوا تھا تم اس لیے خوش اور مطمئن ہو جبکہ میرے ساتھ ایسا نہیں تھا۔" اتنی دور بیٹھ کر وہ کیسے اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ تحریم کے تعلق سے کتنا اداس اور ملول رہتا ہے۔

"میں نے افق کو کبھی دل سے قبول نہیں کیا۔ وہ میرے لیے تھی ہی نہیں۔ اسد! کچھ تو کہو یار!" ایک دم اسے احساس ہوا کہ کب سے وہی بولے جا رہا ہے۔ "کوئی تو جواب دو۔"

(میں آپ سے کیا کہوں بھائی! مجھے تو یہی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ مجھے اس بات نے آزردہ کیا ہے یا خوش...... میں تو خود گنجلک سوال بن چکا ہوں۔ کسی بات کا جواب کیا دوں)

"ٹھیک ہے بھائی! میں امی ابو سے کہہ دوں گا کہ بھائی نے خود ہی اپنے سر پہ سہرا سجا لیا ہے۔ ہر رشتہ موجود ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی شادی میں تنہا شریک ہوئے۔" اس کا لہجہ اور انداز تبریز کو شرمندہ کر گیا۔

"سوری یار! لیکن تم فکر مت کرو۔ میں اور فاطمہ ان شاء اللہ جلد ہی پاکستان آئیں گے۔ ہمارے ولیمے کی تقریب وہیں ہوگی بلکہ ایسا کرو تم بھی شادی کی تیاری کرو ہم دونوں کا ولیمہ اکٹھا ہوگا۔" وہ اپنی خوشی میں اس کی خفگی نظر انداز کر گیا۔

"بھائی آپ نے کچھ افق کے متعلق بھی سوچا ہے۔ وہ آپ کی فرسٹ کزن بھی تو ہے۔ اسی رشتے سے ہی آپ کو اس کا ذرا بھی خیال نہیں ہے کس بات کی سزا ملی ہے اسے؟ آپ کے نام پہ آٹھ سال سے بیٹھی ہے وہ...... آٹھ سال سے بھائی...... آپ نے اسے اپنی زندگی سے اس طرح نکال باہر کیا جیسے آپ نے اسے اپنایا ہی نہیں تھا کبھی۔" آٹھ برسوں کا غبار جمع تھا اس کے اندر وہ کہتا چلا گیا۔

"کیا وہ آپ کے لیے کریڈٹ کارڈ کی طرح تھی جسے آپ نے استعمال کیا اور پھینک دیا۔ اس کا وجود کوئی حیثیت نہیں رکھتا؟ کیا وہ ساری زندگی اسی طرح گزارے گی آپ کی راہ دیکھتے...... آپ کا انتظار کرتے؟"

"میں ایسا نہیں چاہتا اسد!" وہ آہستگی سے گویا ہوا۔ "میں اسے اپنے نام پہ بٹھائے نہیں رکھنا چاہتا۔ میں اسے آزاد کر دوں گا۔" چند لمحے تو اسد کچھ بول ہی نہ سکا۔

"میں بہت پہلے سے ایسا چاہتا تھا مگر ابو نہیں مانے۔ وہ جب میرے پاس مانچسٹر آئے میں نے تب بھی انہیں قائل کرنے کی بہت کوشش کی کہ آپ افق کی زندگی خراب نہ کریں۔ ابھی وقت ہے اسے نئی زندگی شروع کر لینے دیں مگر وہ نہیں مانے انہوں نے مجھے اجازت دے دی تھی کہ تم دوسری شادی اپنی پسند سے کر سکتے ہو مگر افق کو طلاق نہیں دو گے۔"

"وہاٹ؟" اسد کے ہاتھ میں ریسیور لرز کر رہ گیا۔ "کیا ابو نے ایسا کہا؟"

"ہاں اسد! انہوں نے تمہیں کچھ بھی بتانے سے منع کیا تھا کیونکہ تم افق کو بتا دیتے۔ لیکن آج تمہاری بات نے مجھے کٹہرے میں کھڑا کیا ہے میری وجہ سے

ایک لڑکی کی زندگی برباد ہو رہی ہے اور مجھے اس بات کا احساس تک نہیں۔"

"ابو اس حد تک جا سکتے ہیں میں سوچ بھی نہیں سکتا...... اپنے مفاد کے لیے انہوں نے افق کی زندگی اور مستقبل داؤ پر لگا دیا صرف اس لیے کہ وہ کروڑوں کا جہیز لے کر آئے گی۔"

"اٹس ٹو مچ...... یہ سراسر ظلم ہے لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں ابو......"

"اسد! غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم افق سے اس سلسلے میں بات کرنا میں ایک دو دن میں اسے طلاق نامے کے پیپر بھجوا دوں گا۔"

"بھائی! میں کیسے......؟" اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی پھر اس نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔ اسے افق ماموں پر بے تحاشہ ترس آیا تھا اتنا کہ وہ رو پڑا۔

"اسد!" وہ اپنے بیڈ پر نیم دراز فائلز کی ورق گردانی کر رہا تھا جب وہ دستک دے کر اندر آ گئی۔

"ہوں...... کیا ہوا؟" اسے دیکھ کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر اس کے ہاتھ میں موجود لفافے کو دیکھ کر سرعت سے اتر کر نیچے آیا۔

"یہ کوئی لیٹر آیا ہے یو کے سے...... تبریز کی طرف سے ہے۔ اس سے پہلے تو اس نے کبھی کوئی خط وغیرہ نہیں لکھا۔ میں نے سوچا پہلے تمہیں دکھا لوں پھر کھولوں گی۔"

"یہ لیٹر مجھے دو۔" اس نے جھپٹنے والے انداز میں اس سے لیٹر لیا تھا۔ "میں نے تبریز سے کچھ اہم ڈیٹیلز منگوائی تھیں وہی ہوں گی۔"

"مگر اس پر تو میرا نام لکھا ہے۔" وہ حیران ہوئی۔

"غلطی سے لکھا ہوگا۔" وہ اس کے قدموں سے زمین سرکانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ پہلے اسے ذہنی طور پر آمادہ کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے شاک نہ لگے۔ وہ اسے محروم محبت نہیں بنانا چاہتا تھا۔

"غلطی سے کیسے؟ تم اسے کھولو تو سہی۔" وہ بے چین ہو رہی تھی۔

"افق! کہا ہے نا میں نے کہ یہ لیٹر میرے لیے ہے۔" اسے اپنا لہجہ سخت کرنا پڑا۔

"اوکے...... اس سے قبل بھی پچھتایا ہے میرے لیے جواب...... ایسے ہی خوش فہمی کا شکار ہو گئی تھی میں۔" وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔ وہ رخ موڑے کھڑا رہا وہ جانے لگی اور پھر دروازے کی ناب پہ ہاتھ رکھ کر اسے دیکھا۔

"اسد! اس خط کا لفافہ مجھے دے دینا۔"

"کیوں؟"

"اس پہ تبریز نے میرا نام لکھا ہے پہلی بار اس نے اپنے ہاتھوں سے میرا نام لکھا ہے۔ غلطی سے ہی سہی مگر لکھا تو ہے۔" اتنا کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔ اسد نے وہ لفافہ کھول کر دیکھا۔ اس میں وہی کاغذات تھے جس میں تبریز نے رسمی سا بندھن بھی ختم کر دیا تھا۔ تبریز کے دستخط موجود تھے اور افق کے دستخط ہونا باقی تھے۔ وہ کتنی ہی دیر تک اس پر نگاہیں جمائے کھڑا رہا۔ جانے یہ فیصلہ سجاد چیلس میں کیا طوفان لے کر آتا لیکن افق کی ڈولتی لڑکھڑاتی ناؤ ایک کنارے سے آ لگی تھی اگرچہ اس کا انجام المیہ تھا۔

❀

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟" تحریم طوفانی انداز میں اس کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔ وہ اس وقت کام ختم کر کے نکلنے کا سوچ ہی رہا تھا۔ آدھے سے زیادہ آفس ورکر جا چکے تھے۔ جو چند ایک تھے انہیں تحریم اور اسد کے تعلق کا علم تھا کیونکہ وہ اس سے پہلے بھی اکثر آفس آتی رہتی تھی۔ ان کی فیکٹری آج کل پھر نقصان میں

www.pkdigest.com

جارہی تھی۔ آدھے سے زیادہ ورکرز تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کررہے تھے جبکہ مال کی سپلائی بھی کم ہوگئی تھی۔ وہ بے حد پریشان تھا۔ اس لیے آفس کو زیادہ وقت دینے لگا تھا لیکن تحریم کو اس کی یہ مصروفیت بے حد کھلنے لگی تھی۔

"کیا ہوگیا ہے؟" اس نے فائلیں دراز میں رکھ کر لاک لگایا۔

"کیا ہوگیا ہے..... تمہیں یہ تک یاد نہیں کہ آج کیا ڈیٹ ہے۔ یادداشت کھوگئی ہے کہیں تمہاری؟" وہ بہت خراب موڈ میں وہاں آئی تھی۔

"کیوں آج کے دن کیا ہوا تھا؟" وہ غائب دماغی سے بولا۔

"وہاٹ! یہ بھی میں بتاؤں تمہیں؟" وہ چیخی۔

"چلاؤ مت یہ آفس ہے تمہارا بیڈروم نہیں۔" اس کا دماغ پہلے ہی خراب ہورہا تھا۔

"میں تمہیں پچھلے دو گھنٹوں سے کال کررہی ہوں۔ سیل فون کیوں آف کررکھا ہے تم نے؟" اس کا انداز دیکھ کر وہ قدرے نرم پڑگئی۔

"کام میں بزی تھا میں۔"

"چوبیس میں سے اٹھارہ گھنٹے تم کام میں ہی بزی ہوتے ہو۔ چھوڑو یہ کام وام اس وقت گھر چلو میرے ساتھ..... آج میری برتھ ڈے پارٹی کا فنکشن ہے۔ تمہیں تو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وش کردو..... سب لوگ جمع ہیں گھر میں..... صرف تمہارا ویٹ کررہی تھی میں..... دو گھنٹے ہوگئے نمبر ٹرائی کرتے مسلسل آف مل رہا ہے۔"

"تحریم! میں اس وقت بہت تھکن محسوس کررہا ہوں۔ گھر جاکر صرف آرام کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی تم اس وقت میرے ساتھ چل رہے ہو۔ تمہارے بغیر میں کیک نہیں کاٹوں گی۔" وہ استحقاق سے کہتے ہوئے اس کی ٹیبل سمیٹنے لگی۔ اسد نے سیل فون آن کیا تو ساتھ ہی بجنے لگا۔ افق اسے کال کررہی تھی۔ اس نے فوراً او کے کیا۔

"اسد..... اسد کہاں ہو تم؟ میں کب سے ٹرائی کررہی ہوں۔" وہ گھبرائی ہوئی تھی۔

"کیوں کیا ہوا افق..... تم ٹھیک تو ہو؟" وہ بے تاب سا ہوکر پوچھ رہا تھا۔ تحریم نے بے ساختہ لب بھینچ لیے۔

"میں یہاں مارکیٹ میں پھنسی ہوں۔ قریب ہی کوئی بلاسٹ ہوا ہے۔ بہت افراتفری ہے یہاں مجھے کوئی کنوینس بھی نہیں مل رہی پلیز جلدی آؤ۔"

"او کے..... او کے جسٹ تین منٹس..... میں ابھی آرہا ہوں۔" اس نے مارکیٹ کا نام پوچھ کر سیل فون آف کیا۔

"کس کا فون تھا؟" تحریم نے کاٹ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"افق کا..... میں اسے لینے جارہا ہوں۔ وہ بلاسٹ ہوا ہے۔ شہر کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ تم بھی گھر جاؤ..... آؤ میں تمہیں ڈراپ کردوں گا۔" وہ بہت عجلت میں آفس سے نکلا تھا پھر وہاں موجود ورکرز اور سیکریٹری کو چند ہدایات دے کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا پارکنگ میں آیا تحریم اس کے پیچھے تھی۔

"اپنی گاڑی لاک کرو میرے ساتھ چلو۔" وہ بہت جلدی میں تھا۔

"نو تھینکس میں اکیلی آئی تھی اکیلی جا بھی سکتی ہوں۔" وہ بے رخی سے کہتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔ اسد نے اس کے گاڑی میں بیٹھنے سے قبل ہی کار ریورس کرلی تھی۔

"تمہیں تو دیکھ لوں گی میں۔" تحریم زخمی ناگن کی طرح پھنکار رہی تھی۔

اسد پندرہ منٹ تک اسے ڈھونڈتا رہا تھا اب وہ نظر آئی تھی اسے چھبیس سالہ افق مامون ٹیلی فون بوتھ کے پاس کھڑی اس وحشت زدہ بچی کی طرح لگ رہی تھی جس کا میلے میں کسی اپنے سے ہاتھ چھوٹ گیا ہو۔ اس کے معصوم چہرے پر حد درجہ خوف اور سراسیمگی تھی اور اسد کو اپنے سامنے پاکر وہ گلاب کی طرح کھل اٹھی تھی۔

گاڑی کے قریب آکر افق نے رک کر پیچھے دیکھا۔ جانے وہ کیا دیکھ رہی تھی۔

"چلو جلدی بیٹھو..... ٹریفک میں نہ پھنس جائیں اب۔"

"اسد! کتنا خوف وحشت اور افراتفری پھیلی ہے۔" وہ گاڑی میں بیٹھ کر بھی گردن موڑ کر دور ہوتے کربناک مناظر دیکھ رہی تھی۔

"میں نے پہلی بار بلاسٹ کی آواز سنی اسد! مجھے یوں لگا جیسے میری سماعتیں سن ہوگئی ہوں۔ میرے وجود کے پرخچے اڑ گئے ہوں..... اسد میں بہت ڈر گئی تھی۔" وہ انتہائی سہمے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"اسد قاتل کے سینے میں دل کی جگہ پتھر رکھا ہوتا ہے شاید..... کس قدر سفاکی سے وہ معصوم لوگوں کی زندگیوں سے کھیل جاتا ہے۔ ان لوگوں کا کیا جرم ہوتا ہے۔ انہیں کس گناہ کی سزا دی جاتی ہے؟ مارکیٹوں میں اشیائے خورونوش کے ساتھ اب موت بھی بکنے لگی ہے نا اسد..... جو طلب گار ہوتا ہے وہ خریدنے آجاتا ہے....." وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

"ٹیک اٹ ایزی۔" اسد نے اس کے شانے پر سر ہاتھ رکھ کر تسلی دی تو وہ ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح اس کے شانے پر سر ٹکا کر رونے لگی۔

"میں بھی موت خریدنے نکلی تھی اسد مگر میرا سودا منظور نہیں ہوا..... اسد اگر تم نہ آتے تو..... میرا ہارٹ فیل ہوجاتا..... میں وہیں سڑک پر گر کر مرجاتی۔" وہ لرز رہی تھی۔ اسد نے اس کے آنسوؤں کو بہنے دیا تاکہ اس کی وحشت باہر نکل جائے۔

"تم نے فون کیوں آف کررکھا تھا۔" اس نے ضبط کرتے ہوئے سوال کیا۔

"سوری یار! کچھ ضروری کام کرنا تھا۔ میں یکسوئی سے کرنا چاہتا تھا۔" اسے تحریم یاد آگئی۔

"آج تحریم کی برتھ ڈے بھی ہے..... میں اس کے لیے کوئی گفٹ بھی لینا چاہتی تھی۔" وہ سیدھی ہوکر بیٹھی تو وہ سائیڈ مرر میں اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں..... وہ لینے آئی تھی مجھے مگر میں نے انکار کردیا۔"

"کیوں؟"

"صبح سات بجے سے آفس میں ہوں۔ فائلز کے ساتھ سر کھپانے کے ساتھ ورکرز کے ساتھ بھی مغز ماری کرتا ہوں۔ ابو کو تو اپنے آفس کی مصروفیات کافی ہیں۔ مجھ میں اب اتنی سکت نہیں تھی کہ اس کی فضول پارٹی میں جاکر اس کی بورنگ گیدرنگ اٹینڈ کروں۔" وہ خاصا بیزار نظر آرہا تھا۔

"اسے وش بھی نہیں کیا تم نے۔"

"یاد ہی نہیں رہا۔"

"یہ تو غلط بات ہے۔ وہ ٹھیک خفا ہوتی ہے تم سے۔"

"ہوتی رہے مجھے پروا نہیں۔" اس نے سر جھٹکا۔ افق اسے دیکھتی رہ گئی۔

وہ گھر آئے تو نعیمہ بے حد پریشانی کے عالم میں لان میں ٹہل رہی تھیں۔ انہیں خیریت سے گھر لوٹتے دیکھا تو شکر کا سانس لیتے ہوئے ان کی طرف آئیں۔

"کرم ہے مولا کا تم لوگ آگئے۔ میرا دل کب

www.pkdigest.com

سے ہول رہا ہے۔ ٹی وی پر نیوز آرہی تھی کہ بلاسٹ ہوا ہے گھر پہ بھی کوئی نہیں سب حمیرا کی طرف گئے ہیں ارسہ بھی میکے گئی ہوئی ہے۔"

"بس شکر ہے تائی جی ورنہ آپ کی صاحبزادی نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔"

"ہاں! یہ تو ٹیکسی کر کے گئی تھی تمہیں کہاں مل گئی۔" انہیں خیال آیا تو پوچھنے لگیں۔

"جی..... میں تو آفس میں تھا۔ محترمہ نے کال کر کے بلایا مجھے۔ رونے والی ہو رہی تھیں۔" اس نے وہ منظر یاد کرتے ہوئے خوشگواری سے کہا تو وہ اسے گھورنے لگی۔

"تم وہاں ہوتے تو تمہاری بھی یہی حالت ہوتی۔"

"تمہاری طرح تو پھر بھی نہ ہوتی۔ چھبیس سال کی ہو کر چھ سالہ بچی کی طرح رو رہی تھیں۔" وہ اب ہنس رہا تھا۔ نعیمہ بھی ان کی نوک جھونک پر مسکرا دیں۔

"چلو اب ڈائننگ روم میں آجاؤ میں کھانا لگا رہی ہوں..... ارے ہاں! وہ تحریم بھی آئی تھی تمہارا پوچھنے۔ تم نے تو اپنا سیل فون آف کر رکھا تھا۔ تمہاری بات ہوئی اس سے؟"

"جی" وہ مختصراً کہتے ہوئے آگے بڑھا۔

"تو تم اس کے ساتھ نہیں گئے۔ وہ تو کافی غصے میں لگ رہی تھی۔"

"بس موڈ نہیں بنا۔"

"لو سب لوگ وہاں جمع ہیں اور جو مہمان خصوصی ہیں ان کا موڈ نہیں بن رہا۔" افق نے کتابیں ٹیبل پر رکھ کر غصے کی اسپیڈ تیز کی۔

"تمہیں بھی تو انوائیٹ کیا تھا اس نے۔ تم کیوں نہیں جا رہیں؟" وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے بولا۔

"میرے جانے نہ جانے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا مگر تمہارے نہ جانے سے اسے بہت فرق پڑے گا اسد۔" وہ اس کے مقابل آ بیٹھی وہ صوفے کے بیک سے سر لگا کر ہولے سے گنگنانے لگا۔

"اے میری زندگی تو میرے ساتھ ہے اب زمانے کی مجھ کو پروا نہیں" یہ گانا اسے بہت پسند تھا۔

"تمہاری زندگی ہی تم سے خفا رہتی ہے۔ زمانے کی تو بات ہی نہیں۔" افق ہنسنے لگی۔

"تم بہت غلط اندازے قائم کرتی ہو دوسروں کے متعلق..... تمہاری آبزرویشن زیرو ہے بالکل۔"

"ایسے ہی زیرو ہے۔ مجھے انسانی نفسیات میں کافی دلچسپی ہے۔"

"لگتا تو نہیں ہے۔" وہ سیدھا ہو کر اس کی طرف جھکا۔

"تم کیسے کہتے ہو؟"

"جو مجھے نہیں جان پائی اب تک وہ کسی اور کو کیسے جانے گی۔" وہ اس کی آنکھوں کی گہرائی ناپتے ہوئے بولا تھا۔ افق پزل سی ہو گئی۔

"مجھے کیا ضرورت ہے تمہیں جاننے کی۔ تحریم کو ہوگی وہ جان لے۔"

"یہ تم ہر بات میں تحریم کو کیوں کھینچ لاتی ہو خوامخواہ۔" وہ جیسے چڑ کر بولا تھا۔

"کیا تمہاری زندگی میں تحریم کے علاوہ بھی کچھ ہے؟"

"اگر کہوں ہے تو.....؟" وہ مسلسل اسے فوکس کیے ہوئے تھا۔

"تو میں تمہاری اس بات پر قطعی یقین نہیں کروں گی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں تم بہت سلجھے ہوئے انسان ہو۔ اس لیے شرافت سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل

لو مجھے کوفت ہو رہی ہے۔"

"غلط فہمی ہے تمہاری۔" اس نے پھر سے صوفے کے بیک پر سر ٹکا دیا تھا۔

"یہ آج کل تم اتنی الجھی الجھی گفتگو کیوں کرنے لگے ہو؟"

"پتا نہیں یار۔" وہ اداس ہونے لگا۔

"بہت فلسفیانہ انداز آتا جا رہا ہے تمہاری گفتگو میں۔ کس کی کمپنی میں رہتے ہو آج کل۔"

"اثناء فیئر کس میں ہی ہوتا ہوں اور کہاں ہوتا ہوں۔" اس نے اپنی کمپنی کا حوالہ دیا تو وہ مسکرانے لگی۔ پھر قدرے توقف سے بولی۔

"کیا بات ہے اتنے اداس اداس کیوں ہو؟"

"وصی شاہ کی ایک نظم یاد آرہی ہے سناؤں۔"

"ہاں سناؤ....." وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

"تیرا میرا رشتہ کچھ ایسا الجھا ہے
اس کو سلجھاتے سلجھاتے
اپنے دل کی دیواریں زخمی کر بیٹھا ہوں
رشتہ شاید سلجھ نہ پائے
لیکن اس کو سلجھانے کی دھن میں جاناں
سارے خواب بھلا بیٹھا ہوں
اپنا آپ گنوا بیٹھا ہوں!

"ہوں اچھی ہے مگر تمہیں کیا مصیبت پڑ گئی رشتہ سلجھانے کی۔ اچھا خاصا سلجھا ہوا تو ہے۔"

"ملا کی دوڑ مسجد تک..... اور تمہاری تحریم بشارت تک بس۔" وہ گہری سانس لیتا ہوا اٹھ گیا۔

"اور تمہاری؟" وہ فوراً بولی۔

"میری تم تک....." اسے ہنسی آ گئی۔

"جاؤ بدتمیز....." وہ بھی ہنسنے لگی تھی۔

اس کی آخری بات یاد کر کے اسے اب بھی ہنسی آ گئی تھی۔ دونوں ہاتھوں میں اپنی گھنیری زلفوں کو سمیٹتی وہ کھڑکی میں آئی تو سامنے لان میں وہ مہک عیشل اور زین کو ساتھ لگائے پھولوں کی نازبرداری کرنے میں مصروف تھا۔ خزاں زدہ زرد پتوں کا انبار کیاریوں میں جمع تھا۔ جنہیں عیشل اور مہک باسکٹ میں ڈال رہی تھیں اور زین اسد کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

"یہ اسد نے بھی آج آفس سے آف کیا ہے۔" وہ بڑبڑائی۔ بچوں کی تو سالانہ امتحانات کے بعد چھٹیاں تھیں ان دنوں اس لیے وہ سارا دن گھر میں غل غپاڑہ مچائے رکھتے تھے۔ آج تو اسد بھی ان کے ساتھ بچہ بنا ہوا تھا گزشتہ چند ماہ سے اس کے مزاج میں خاطر خواہ تبدیلی آئی تھی۔ ایک طرف وہ بہت خوش مزاج اور برجستگی و حاضر جوابی میں ماہر ہوا تھا دوسری طرف اپنے ماں باپ سے بہت کھنچا کھنچا رہنے لگا تھا بلکہ تحریم سے بھی بیزار نظر آتا۔ ریحانہ اور اس کے درمیان بات چیت بند تھی۔

"وہ کل اسے اسلام آباد جانا ہے۔ اس لیے آج کا دن گھر پر گزار رہا ہے۔" تقریباً چھ ماہ پہلے وہ فیکٹری کا چارج ہارون سجاد کو دے کر وہ خود جاب کرنے لگا تھا کیونکہ وہ خود کو اس معاملے میں نااہل سمجھتا تھا۔ اسے کاروباری اسرار و رموز تو آتے تھے لیکن اپنی سادگی' سادہ دلی اور مروت کی وجہ سے نقصان اٹھا رہا تھا۔ ہارون سجاد بھی مان گئے تھے کہ ان کے دونوں بیٹوں کا رجحان کاروبار کی طرف نہیں تھا۔ دونوں اپنے اپنے پیشوں سے منسلک ہو گئے تھے۔ اس لیے ایک فیکٹری ٹھیکے پر دے کر وہ دوسری فیکٹری خود سنبھالتے تھے۔

وہ شاور لے کر نیچے آئی تو وہ لان کی اچھی خاصی صورت نکال چکے تھے لیکن خود ان کا اپنا حلیہ بگڑ چکا تھا۔ بلیو جینز گھٹنوں تک فولڈ کیے وائٹ ٹی شرٹ پر مٹی کے نقش و نگار بنائے اسد ہارون اپنے اجلے

www.pkdigest.com

ہوئے بالوں سے مٹی اور تنکے نکال رہا تھا۔ بچوں کی حالت تو اس سے بھی زیادہ خراب تھی۔

"یہ تم لوگ کیا کارٹون بنے ہوئے ہو۔" مضحکہ خیز صورتحال کو دیکھ کر اسے ہنسی تو آئی تھی۔

"چاچو! دیکھیں پھوپو آپ کو کارٹون کہہ رہی ہیں۔" عقیشل نے دہائی دی۔

"تمہاری پھوپو تو جیسے مس ورلڈ ہیں نا۔" وہ شرٹ سے مٹی جھاڑنے لگا۔

"ہاں تو ہوں نا مس ورلڈ...... ریلی اسد یہ جاب تمہیں بہت سوٹ کرے گی۔ تمہاری مرضی کی پے دوں گی تمہیں۔" وہ لب دبا کر مسکراہٹ چھپا رہی تھی۔

"تحریم تمہیں اس حالت میں دیکھ لے تو اس کا تو ہارٹ فیل ہوجائے۔"

"واقعی اس کا ہارٹ فیل ہوجائے گا تو یار ابھی بلالو اسے۔" اس نے مہک کے ہاتھ سے گلاب لے لیا۔

"بے فکر رہو وہ تمہیں اوپر پہنچا کر ہی اس دنیا سے جائے گی۔"

"ہوں لگتا تو یہی ہے۔ تم کالج نہیں گئیں۔" ادھ کھلے گلاب کی خوشبو اپنے اندر اتار کر اس نے پھول اس کی طرف بڑھا دیا۔ جسے وہ بے دھیانی میں ہی تھام گئی۔

دفعتاً گیٹ پر بیل ہوئی' وہ دونوں پلٹ کر دیکھنے لگے۔

"اوہ تو...... کوئی گیسٹ آگئے ہیں غالباً اور میرا حلیہ" اسد کو اپنی فکر لگ گئی۔

"اسد! یہ تو تبریز......" افق کے ہاتھ سے سرخ گلاب چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ وہ تحیر سے آنکھیں پھیلائے گیٹ کی سمت دیکھ رہی تھی۔ تبریز ہارون کو لمحے بھر میں اس نے پہچان لیا تھا حالانکہ ان آٹھ برسوں میں وہ بہت بدل گیا تھا۔

"ہاں واقعی۔" اسد بھی خوش گوار حیرت میں گھر کر بولا۔

"ان کے ساتھ کون ہے؟" وہ اب ان کے عقب میں داخل ہوتی ہوئی لائٹ بلو شلوار سوٹ میں ملبوس اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جس نے گود میں ڈیڑھ دو سال کی بے حد خوب صورت بچی اٹھا رکھی تھی۔

"اسد! یہ" اس کے قدموں تلے سے زمین سرک رہی تھی۔ اس لڑکی کا استحقاق بتا رہا تھا کہ وہ تبریز ہارون کی کیا لگتی ہے؟ اسد تو اپنی حالت سنوارنے کی غرض سے اندر غائب ہوگیا تھا۔ بچے پہلے ہی جاچکے تھے۔ ان سب کا استقبال کرنے کے لیے وہ تنہا رہ گئی تھی۔

وہ اگر مل کے بچھڑتا تو کوئی بات بھی تھی جسے پایا ہی نہیں اسے کھونا کیسا؟

فاطمہ مشال کی تبریز ہارون کی زندگی میں کیا اہمیت تھی؟ اس کا اندازہ اس کے ہر انداز' ادا اور سلوک سے ہو رہا تھا۔ کل سے اس کے لبوں پر فاطمہ کا نام مچل رہا تھا۔ بیٹی تو نہیں سجاد کا۔ افق ماموں اس مشاش میں نہیں بھی نہیں تھی۔ وہ تبریز ہارون کی زندگی میں بھی کہیں پر نہیں تھی۔ سوائے سلام دعا کے کل سے اس نے افق سے کوئی سوال نہ کیا تھا۔ کوئی بات نہ کی تھی۔ کوئی پشیمانی' ندامت' جواز' بہانہ کچھ بھی نہیں تھا۔

"سجاد پیلس" میں اس سے وابستہ لوگوں کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا کہ وہ اپنی پسند سے شادی کر کے بیوی کو ساتھ لے آیا تھا لیکن افق ماموں سے جن کا رابطہ تھا وہ کل سے سکتے کی کیفیت میں تھے خود افق بھی' اس کے تمام خدشے' واہمے اور وسوسے حقیقت کا روپ دھارے اس کے سامنے تھے۔

"میں نے کہا تھا نا ایسا ہی ہوگا۔" نعیمہ کو اپنی بیٹی کی حرماں نصیبی پر ڈھیروں رونا آیا تھا۔

"اگر اسے ایسا ہی کرنا تھا تو میری بہن کو کیوں

اپنے نام پہ بٹھائے رکھا۔ میں چچا جان سے بات کرتا ہوں' لاوارث سمجھ رکھا ہے انہوں نے افق کو جس کا والی وارث کوئی نہیں ہے۔" مواحد بہت غصے میں تھا۔ مگر افق نے اسے روک دیا۔

"نہیں بھائی! آپ کسی سے کچھ نہیں کہیں گے ایک لفظ بھی نہیں۔"

"مگر کیوں؟ اتنا بڑا ظلم کیا اس نے تمہارے ساتھ اور تم کہتی ہو کچھ نہ کہیں۔ مرے نہیں ہیں ہم زندہ ہیں۔ آٹھ سال سے یہ لوگ بیوقوف بنا رہے ہیں ہمیں۔ سب پتا ہوگا انہیں اپنے صاحبزادے کے کرتوتوں کا۔"

"بھائی! آپ سے کہا ہے نا آپ خاموش رہیں۔ فاطمہ کی موجودگی میں میں خود کو مظلوم ثابت نہیں کرنا چاہتی۔ میں نہیں چاہتی کسی کی آنکھوں میں میرے لیے رحم اور ہمدردی ہو۔" وہ بہت ضبط اور حوصلے سے کام لے رہی تھی۔ ماموں سجاد تو گویا قوت گویائی سے محروم ہوگئے تھے۔ ان کے پاس ایک بھی حرف تسلی نہ تھا۔

"اسد! تمہیں علم تھا نا اس بات کا۔" وہ اس کے پاس چلی آئی تھی۔

"کس بات کا؟" وہ خود کو بھی مجرم تصور کر رہا تھا۔

"میری طرف دیکھ کر بات کرو تم۔" وہ پہلی بار اس پر چلا رہی تھی۔ اسد کی گردن بدستور جھکی رہی۔

"میں تمہارے بھائی سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔ میرا اس سے کوئی گلہ نہیں...... اس نے بھی مجھے اتنا مان دیا ہی نہیں کہ میں اس سے کوئی سوال جواب کرسکوں مگر اسد! تم...... تم تو میرے اپنے تھے نا۔" اس کے سامنے وہ حوصلہ ہار گئی تھی۔

"تم پر تو میں نے خود سے بڑھ کر اعتبار کیا تھا۔ مجھے تو تم پر اندھا اعتماد تھا کہ تم مجھے اندھیرے میں نہیں رکھو گے۔ پھر تم نے کیوں میرے جذبات سے یہ کھیل کھیلا؟ بولو اسد! چپ کیوں ہو......؟ جواب دو مجھے۔ تم کیوں میری رائیگاں محبت کا احساس چھپاتے رہے مجھ سے بہلاتے رہے مجھے' لفظوں' دلاسوں سے......" وہ اس کا گریبان تھامے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"میں تبریز سے کیوں کوئی سوال کروں؟ میرے مجرم تو تم ہو...... میری محبت کے گواہ تو تم تھے۔ میں ساری زندگی اپنی محبت پر قربان کردیتی اسد! لیکن اتنی ذلت' اتنی توہین...... مجھے تماشا بنا دیا ہے تم لوگوں نے...... میرا سارا فخر و مان چھین لیا' کیا بگاڑا تھا میں نے تمہارا...... تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اسد! تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" وہ اس کے شانے سے سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کیوں افق ماموں کو اس کے ظرف سے زیادہ آزماتے رہے۔ میں نے محبت ہی تو کی تھی تم لوگوں سے اور کیا گناہ کیا تھا؟ چچا جان کو اپنی بھتیجی پر ترس نہیں آیا...... تمہیں اپنی دوست سے کیسی محبت تھی اسد جو یوں شب خون مارا؟"

وہ بری طرح ٹوٹ کر بکھر رہی تھی۔

آٹھ سال کا ضبط آٹھ لمحوں میں سمندر ہوگیا تھا۔

فاطمہ مشال کو علم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تبریز ہارون نے افق سے نکاح کیا تھا۔ وہ کون سا اس کے لیے دل میں اتنی وسعت رکھتا تھا جو اسے کسی حوالے سے متعارف کرواتا۔ وہ پرخلوص لڑکی تھی لیکن افق کی طرح سادہ لوح اور قناعت پسند نہیں تھی اس لیے پوری طرح تبریز کو اپنے ہاتھ میں کر رکھا تھا۔ ریحانہ کو وہ بہو کے روپ میں بھائی نہیں تھی لیکن اپنے بیٹے کے لیے اسے قبول کرچکی تھیں۔ ہارون سجاد تو لاتعلق بنے رہے ان کی برسوں پرانی عادت تھی یہ۔ وہ لوگ ایک ہفتے سے یہیں تھے۔ تبریز نے اسے کراچی کا کونا کونا دکھایا تھا۔ وہ روز صبح کو گھر سے نکلتے اور رات گئے لوٹتے۔ خاندان بھر میں چہ میگوئیاں جاری تھیں کہ

www.pkdigest.com

تبریز کی بیوی تو افق تھی لیکن یہ فاطمہ کہاں سے آ گئی درمیان میں......

افق برابر کالج جا رہی تھی۔ اس نے ایک چپ سی سادھ لی تھی۔ اس کی یہ خاموشی اسد کو بہت دکھ دیتی تھی وہ اس سے بات کرنا بالکل چھوڑ چکی تھی۔ بلکہ ان سب کا تعلق ہی ان لوگوں سے ختم ہو گیا تھا۔ دلوں میں خلیج حائل ہوئی تو گھروں میں بھی ان دیکھی دیواریں کھڑی تھیں۔ جبھی اسد نے ایک اور قدم اٹھایا تھا۔ اس نے تحریم سے شادی کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اپنی طرف سے منگنی ختم کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس بات پر ان کے گھر میں ایک طوفان مچا تھا لیکن اسد کو کسی کی پروا نہ رہی تھی۔

''تمہاری اس حرکت سے میں اپنی بہن کو ہمیشہ کے لیے کھو دوں گی۔'' حمیرا چیخ رہی تھیں۔

''کوئی بات نہیں، آپ لوگوں کو رشتوں سے دلچسپی۔ ابو نے بھائی کھو دیا آپ بہن کو کھو دیں گی۔ کہیں کچھ نہیں ہوگا امی۔'' وہ بے حسی کی حدوں کو چھو رہا تھا۔

''تحریم کو کس بات کی سزا دے رہے ہو وہ تم سے محبت کرتی ہے۔'' افق اس وقت کوریڈور کی سیڑھیوں پر بیٹھی پلر سے ٹیک لگائے ان کی تکرار سن رہی تھی۔

''افق کو کس بات کی سزا آپ لوگوں نے دی۔ وہ بھی تو آپ کے بیٹے سے محبت کرتی تھی۔'' اس کے لہجے میں بے پناہ درد تھا افق کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

''تبریز کو تو یہ تعلق اول دن سے قبول نہیں تھا مگر تمہیں تو تحریم قبول تھی۔''

''وہ مجھے پسند تھی اب نہیں رہی۔ بھائی کو یہ تعلق قبول نہیں تھا تو آپ نے جوڑا ہی کیوں تھا۔''

''اپنے باپ سے پوچھو جا کر میرا دماغ خراب مت کرو۔ میں کسی قیمت پر یہ منگنی ختم نہیں ہونے دوں گی سنا تم نے۔'' انہوں نے کوئی شے اٹھا کر زمین پر دے ماری تھی۔

''افق کے لیے آپ نے اتنی محبت کیوں نہیں دکھائی امی اس لیے کہ وہ ابو کی بھتیجی تھی آپ کی نہیں۔''

''جب تمہارے ابو کو ہی کوئی پروا نہیں تھی تو میں کیا کرتی۔''

''آپ اب بھی کچھ نہ کریں...... بس مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ بہت سہہ چکا ہوں میں آپ لوگوں کی زیادتیاں...... اب مزید نہیں سہوں گا۔''

''میں تمہاری شادی کی ڈیٹ لے کر آؤں گی آج۔ اب تمہاری ایک نہیں سنوں گی۔''

''آپ لوگوں نے اولاد کو کھلونا بنا رکھا ہے اپنی ذاتی خواہشات اور مفادات کے سامنے آپ کو کچھ نظر نہیں آتا۔ بھائی نے کتنی منتیں کی تھیں کہ افق کی زندگی خراب نہ کریں مگر آپ لوگوں نے ایک نہ سنی...... تین سال پہلے سے بھائی آپ سے کہہ رہے ہیں کہ وہ افق کو آزاد کر دیں گے آپ لوگ اس کی شادی کہیں اور کر دیں لیکن آپ لوگوں نے ان کی نہیں سنی۔''

افق کو یہ انکشافات سن کر از حد حیرت ہوئی۔ تو کیا اس کی بربادی میں اس گھر کے بڑوں کا ہاتھ تھا......؟

''جو گزر گیا سو گزر گیا...... مٹی ڈالو اس قصے پر اپنی فکر کرو تم۔''

''جو آج ہے وہ بھی گزر ہی جائے گا۔ میں تحریم

گاڑیوں کو دیکھ رہی تھی۔

''تو......؟''

''تو اس نے کچھ نہیں کہا...... وہ بس ابھی شادی نہیں چاہتا تحریم پلیز تم بدگمانی کو دل میں جگہ مت دو۔''

''شادی اگر اسے کرنی ہے تو ابھی کیوں نہیں؟''

''میرا خیال ہے وہ پہلے مالی طور پر مضبوط ہونا چاہتا ہے۔''

''اس کے لیے بھی میں نے اسے کہا کہ پاپا کے ساتھ پارٹنر شپ کر لو۔''

''تم جانتی ہو وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔''

''ہاں جانتی ہوں اسے بھی...... اس کے نام نہاد اصولوں کو بھی...... کیا پاپا اس کے کچھ نہیں لگتے کیا پاپا کے بزنس میں میں حصہ دار نہیں ہوں لیکن اسد کو تو عادت ہے ہمیشہ غلط سمت چلنے کی۔''

''وہ بہت خوددار ہے تحریم۔''

''خوددار نہیں خود غرض ہے۔ صرف اپنی منواتا ہے ہمیشہ۔'' وہ بہت متنفر ہو رہی تھی۔

''ایسا نہیں ہے تحریم! تم دراصل سمجھی نہیں ہو اسد کو۔''

''جتنا سمجھنا تھا سمجھ چکی ہوں۔'' اس نے بہت ریش انداز میں ٹرن لیا تھا۔ افق کا سر ڈیش بورڈ سے لگتے لگتے بچا۔ وہ خود بھی ہل کر رہ گئی تھی اس لیے گاڑی روک دی۔

''سنبھل کے تحریم۔'' اس نے ڈپٹا۔ ''اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہو؟''

''میرے اندر بہت غبار ہے افق آپی؟ بہت دنوں سے میں خود پر ضبط کر رہی ہوں۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں...... میں اس دنیا کو آگ لگا دوں۔''

''تحریم پلیز! اس طرح مت سوچو پلیز۔'' افق نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ ستارے اس کی پلکوں پر لرزاں تھے۔

''آپ جانتی ہیں ناکہ میں اسد کے لیے کتنا شدت کے ساتھ سوچتی ہوں۔ میں اپنی فیلنگز کیسے بتاؤں آپ کو......''

''میں سمجھ سکتی ہوں۔ چلو اب گھر چلو...... میں آج اسد سے کھل کر بات کروں گی۔''

''پلیز ضرور کیجیے گا۔ اگر وہ خولہ کی وجہ سے......''

''نہیں تحریم! خولہ کو بیچ میں مت لاؤ۔ وہ اور اسد یونیورسٹی فیلو ضرور رہ چکے ہیں مگر ان کے درمیان دوستی کے سوا کچھ نہیں ہے اور ویسے بھی خولہ زرمین آپی کے دیور سہیل میں انٹرسٹڈ ہے بلکہ وہ دونوں ایک دوسرے میں......''

''تمہیں یقین ہے؟'' اس نے گردن موڑ کر افق کی طرف دیکھا۔

''ہاں۔'' اس نے مسکرا کر سر ہلایا تو وہ ہلکی پھلکی سی ہو کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگی۔

☆☆☆☆☆

''تم آخر بتا کیوں نہیں دیتے؟'' وہ کمپیوٹر پر ڈیٹا بنانے میں مصروف تھا جب افق اس کے سامنے آ کر بیٹھ گئی۔

''کیا؟'' اس کی توجہ مکمل طور پر اپنے کام کی طرف تھی۔

''یہی کہ تم چاہتے کیا ہو؟''

''یار وہ آفس کا ہی ایک کام ہے۔ کل چیمہ صاحب کے ساتھ میٹنگ ہے ناتو......''

''اسد'' وہ چڑ گئی اس کی غائب دماغی محسوس کر کے۔

''کیا ہوا'' اسد نے حیران سا ہو کر پل بھر کو نظر اٹھائی پھر دوبارہ نظریں پی سی پر گاڑ دیں۔

www.pkdigest.com

"میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔"

"ہاں تو بتا تو رہا ہوں کہ آفس کا....."

"میں نے یہ پوچھا ہے تم سے؟"

"تو اور کیا.....؟ کیا کچھ اور پوچھا ہے؟"

"مسٹر اسد ہارون صاحب! میں یہ پوچھ رہی ہوں کہ تم چاہتے کیا ہو؟"

"وہاٹ؟" اسد نے ایک پل کے لیے متحرک انگلیاں روک کر اسے دیکھا پھر دیکھتا ہی چلا گیا۔ سبز کاہی رنگ کے سوٹ میں لمبے بال اور دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ بہت تروتازہ اور کھلی کھلی لگ رہی تھی۔

"اسد!" افق کو اس کا ارتکاز بری طرح محسوس ہوا تو جیسے ڈپٹ کر بولی۔

"ہاں ہاں..... یار! وہ میں یہ کوئی سوال ہے بھلا؟" وہ بے ساختہ بوکھلا گیا تھا۔

"تم مجھے جواب دو زیادہ ایکٹنگ نہ کرو۔"

"میں تو کچھ بھی نہیں چاہتا۔"

"تو پھر شرافت کے ساتھ شادی کرو۔"

"شرافت کے ساتھ..... تمہارا مطلب ہے میں اپنے شوفر کے ساتھ..... یار افق دماغ تو ٹھیک ہے تمہارا..... شام کے وقت بال کھولے پھر رہی ہو لگتا ہے اثر وغیرہ ہو گیا ہے..... کوئی دم درود پڑھو یار! مجھ پر اتنا بھی برا وقت نہیں آیا کہ میں شرافت کے ساتھ....." حسب عادت وہ تیز تیز بولتا چلا گیا۔

"میں تو اسے ڈرائیور کے روپ میں دیکھنا مجبوری خیال کرتا ہوں کجا کہ بیوی کے روپ میں..... اس سے سو درجہ بہتر وہ تحریم ہی ہے۔ تھوڑی سی تیز ہے تو کیا ہوا....." اس کا کام ختم ہو چکا تھا اس لیے پی سی شٹ ڈاؤن کرنے لگا۔

"ہو چکی تمہاری بکواس؟" افق نے گھور کر دیکھا۔

"کیا مطلب..... میں کوئی بکواس نہیں کر رہا حقیقت بتا رہا ہوں تمہیں۔" وہ اب اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"آج تحریم میرے کالج میں آئی تھی۔" اس نے بتایا تو وہ کان کھجانے لگا۔

"اوہ..... چین نہیں ہے محترمہ کو۔"

"تم اس کی کال کیوں نہیں ریسیو کرتے؟"

"یار بہت بولتی ہے کان میں درد ہونے لگتا ہے۔" وہ کان سہلانے لگا۔

"تم سے تو کم ہی بولتی ہوگی۔"

"ارے نہیں کہاں' وہ تو سامنے والے کی بولتی ہی بند کر دیتی ہے۔ عجب انٹیشن لگتی ہے مجھے یہ لڑکی' امی نے مصیبت گلے ڈال دی قسم سے۔"

"اب مصیبت گلے پڑ ہی چکی ہے تو اسے بھگتو بھی۔ تمہاری غلطیوں کا خمیازہ ہے!" افق کے ترشے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی تھی۔ اسد نے ایک نگاہ اس پر ڈالی اور فائلز ادھر ادھر رکھنے لگا۔

"واقعی زاہد ہوتا تو دنیا میں حور مل جاتی۔"

"خیر اب اتنے بھی گئے گزرے نہیں ہو اس لیے تحریم جیسی خوش شکل لڑکی مل رہی ہے۔"

"پتہ نہیں یار! وہ مجھے خوب صورت کیوں نہیں لگتی۔" بے بسی اس کے لہجے سے عیاں تھی۔

"اپنی نظر کا علاج کراؤ اسد! اچھی خاصی لڑکی تمہیں اچھی نہیں لگتی۔"

"حسن تو اپنی اپنی نگاہ میں ہوتا ہے افق بی بی۔"

"یہ تم نے پھر مجھے بی بی کہا....." لڑنے کو تو وہ بھی تیار ہی رہتی تھی۔

"بیوی تو کہنے سے رہا۔" بے ساختہ لبوں سے پھسلا تھا۔ افق نے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا۔ وہ ہنسنے لگا۔

"میرے سامنے اپنی زبان کو ذرا قابو میں رکھا کرو۔ مجھے فضول مذاق پسند نہیں۔"

"مذاق کون کافر کرتا ہے..... یہ تو تقدیر ہی امتحان لینے پر تل گئی ہے۔ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کی آس ہے۔" وہ بڑبڑایا افق کو آخری لفظ ہی سمجھ میں آئے۔

"تو ادھر ادھر لڑھکنے کی ضرورت کیا ہے تم تو برسوں سے ایک ہی کھونٹے سے بندھے ہو۔ پھر نیت میں فتور کیوں آ گیا۔"

"نیت ہی ہے نا پھسل جاتی ہے۔"

"پلیز اسد! میں بہت پسند کرتی ہوں تمہیں صرف....."

"کیا واقعی؟" پوری بات سنے بغیر ہی وہ کھل اٹھا تھا۔

"ہاں صرف اس لیے کہ تم دوسرے لوگوں سے بہت مختلف ہو۔ اپنے آپ میں مگن ہو کر بھی تم سب کا خیال رکھ لیتے ہو۔ میرے بہت اچھے دوست ہو' ایک بہت پیارے بھائی ہو۔"

"یار! اس نے منہ بگاڑا۔"

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں۔" وہ بددل سا ہو کر وہاں سے اٹھ گیا۔

"اسد میری بات تو درمیان میں ہی رہ گئی۔" وہ پیچھے سے بول رہی تھی' اس کی بات واقعی درمیان میں ہی رہ گئی تھی۔

☆☆☆

"میں اسلام آباد جا رہا ہوں....." وہ ہمیشہ خاموشی سے ہی دھماکے کرنے کا عادی تھا۔

"کیوں.....؟" سب کے چہروں پر سوالیہ نشان آ گیا۔ وہ سب اس وقت ڈنر کر رہے تھے۔

"ہیڈ آفس سے..... میرے ٹرانسفر آرڈر آ گئے ہیں۔" وہ دوبارہ کھانے میں مشغول ہو چکا تھا۔

"کب؟ کیوں؟ تم نے بتایا تو نہیں..... اس طرح اچانک....." سب ہاتھ روک کے سوال پر سوال کر رہے تھے اور افق حسب عادت اسے گھور رہی تھی جو ازلی بے پروائی سے کھانے میں مگن تھا۔

"پہلے طاہر صاحب کو جانا تھا مگر اب مجھے بھیجا جا رہا ہے۔"

"اور اس کے لیے تم نے خود ہی خدمات پیش کی ہوں گی۔" ریحانہ تو اس سے شاکی ہی رہتی تھیں۔ اسد نے جواب دینا ضروری خیال نہیں کیا۔ اس کا مطلب تھا کہ حقیقت یہی تھی۔

"مہک میری پیکنگ کروا دینا افق کے ساتھ۔"

"اسلام آباد میں تم رہو گے کہاں؟ وہاں تو ہمارے کوئی رشتے دار بھی نہیں ہیں۔" افق سے بڑے مواحد نے سوال کیا سب ڈنر سے فارغ ہو چکے تھے اس لیے باری باری اٹھ گئے۔

"ریزیڈنسی کی سہولت ہوگی۔ اگر رشتے دار ہوتے بھی تو میں اپنی وجہ سے کسی کو پریشان نہیں کرتا۔" اس نے نیپکن سے ہاتھ صاف کیے' مواحد سر ہلاتا اپنی بیوی کے پیچھے چلا گیا۔

"کہیں اور جا کر چھوڑنا بے پر کی..... دو ماہ سے ہمیں پریشان کر رکھا ہے اور کہتے ہو اپنی وجہ سے کسی کو پریشان نہیں کرتا۔ ہمیں کس گناہ کی پاداش میں سزا دے رہے ہو۔" ریحانہ کو تو اسے لتاڑنے کا موقع چاہیے ہوتا۔

"امی پلیز!" اس کا لہجہ ملتجی تھا۔ افق کو اس کی شکل پر ترس آ رہا تھا۔ ہر وقت ہی ملامت کا نشانہ تھا۔

"ہاں تو ٹھیک کہہ رہی ہوں میں' کیوں ہمیں شرمندہ کرنے پر تلے ہوئے ہو تم دونوں' اس سے اچھا تو خدا ہمیں اولاد ہی نہ دیتا۔" وہ سخت بدظن ہو رہی تھیں اپنی اولاد سے۔

www.pkdigest.com

"ریحانہ! کیوں اپنا ٹیمپر لوز کرتی رہتی ہو۔ ہو جائے گی شادی بھی۔" ہارون سجاد بھی ہر وقت کی تکرار سے عاجز آ چکے تھے۔

"یا آپ ہی کا کیا دھرا ہے سارا۔ میری تو قسمت ہی خراب ہے نہ شوہر نے کبھی پرواہ کی نہ اولاد نے۔"

"چچی! جہاں اتنے سال انتظار کیا وہاں ایک سال اور سہی۔" افق ہی اس کی مدد کو آئی تھی۔

"کوئی وجہ بھی تو ہو انتظار کی....."

"کیا یہ وجہ کافی نہیں کہ میں ابھی ذہنی طور پر تیار نہیں ہوں۔"

"کیوں تیار نہیں ہو آخر؟"

"چچی! آپ ہی ضد چھوڑ دیں۔" افق نے اشارے سے اسے خاموش رہنے کو کہا تھا۔

"یہ ضد نہیں ہے افق! بیٹیوں کو بیاہنا ماں باپ کی بہت بڑی ذمہ داری اور فرض ہوتا ہے۔ میں کب تک حمیرا کو ٹالتی رہوں وہ خود مجھے کئی بار شادی کا کہہ چکی ہے۔"

"افق بھی تو کسی کی بیٹی تھی۔ اس کے لیے آپ نے کیوں نہ سوچا۔" وہ پھر پٹڑی سے اتر گیا۔

"اسد! اسٹاپ اٹ' میری بات مت کرو۔" افق نے ڈپٹا تو وہ ٹیبل پہ ہاتھ مار کر اٹھ گیا۔

"کیوں نہ کروں تمہاری بات..... تبریز ہارون کے ساتھ بھی زبردستی کی تھی ان لوگوں نے۔ کیا ملا انہیں..... آج تم بیٹھی ہو یہاں اور وہ آٹھ سال سے دیارِ غیر میں ہے۔ وہ تو اپنی زندگی کا آغاز کرے گا اپنی مرضی سے' وہ خود مختار ہے کر سکتا ہے سب..... تم..... تمہیں کیا ملے گا افق ماموں.....؟ تم تو رہ جاؤ گی نا تنہا۔"

"میں نے کہا نا تم سے میری بات مت کرو تم۔" وہ بھی غصے میں آ گئی۔ ریحانہ اور ہارون سجاد نے چور نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور کرسیاں کھینچ کر اٹھ گئے۔

"جب تک تمہاری بات کلیئر نہیں ہو جاتی میں کہیں شادی نہیں کروں گا سمجھیں تم۔ اور یہ لوگ بھی سن لیں۔ جو تجارت کی طرح رشتوں کی سوداگری کر کے اب واویلے کر رہے ہیں۔" ایک زہر خند نگاہ اپنے ماں باپ پر ڈال کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔ افق بے بسی سے لب چباتی رہ گئی تھی۔

منگل کی شام اسے اسلام آباد فلائی کر جانا تھا۔ اس کی شادی کا قصہ ایک بار پھر ادھورا رہ گیا تھا۔ تحریم غالباً افق سے بھی خفا ہو گئی تھی اس لیے اس نے نہ اسے کوئی میسج کیا تھا اور نہ کال..... افق ان دنوں ذہنی اذیت سے دوچار تھی۔ ایک اس کی وجہ سے کتنے لوگ پریشان تھے۔ اس کے ماں باپ' بہن بھائی' چچا چچی اور سب سے بڑھ کر اسد ہارون.....

یہ اب کی بات نہیں تھی اسد ہارون تو بچپن سے اس کی پروا کرتا آیا تھا۔ حالانکہ وہ ڈیڑھ دو ماہ چھوٹا تھا اس سے پھر بھی وہ اس پر پیار بھری دھونس جماتا رہتا۔ افق کو اس سے لاکھ اختلاف ہوتا مگر وہ اسے قائل کر کے چھوڑتا۔ افق کی سادہ دلی اور منکسر المزاجی سے وہ چڑتا بھی بہت تھا۔ اس کے خیال میں تو فی زمانہ افق ماموں جیسی لڑکیاں احمق اور بے وقوف تصور کی جاتی ہیں۔ افق کو یہ القاب پسند نہ تھے اس لیے اسی بات پر ان کا جھگڑا بھی ہو جاتا تھا۔

"تو تم چھوڑ دو یہ احمقانہ پن۔" وہ اس سے کہتا تو وہ تیوری چڑھا لیتی۔

"میری سعادت مندی کو تم خامی کیوں شمار کرتے ہو۔ اچھا ہے نا میں تمہاری طرح منہ پھٹ اور بدلحاظ نہیں ہوں۔ کم از کم دوسروں کا دل تو رکھ لیتی ہوں۔"

"اور دوسرے..... ان کا کوئی فرض نہیں ہے کہ وہ

بھی کسی کا دل رکھ لیں۔ ساری نیکیاں تمہیں ہی کمانی ہیں؟ بی بی کسی اور کو بھی موقع دے دیا کرو ثواب کمانے کا۔"

"میں نے منع تو نہیں کیا..... تم بھی نیکیاں جمع کر لو اپنے اعمال نامے میں۔"

"ہاں..... تم کب سدھرو گی افق بی بی! تمہاری وجہ سے میری گنی چنی نیکیاں بھی دریا برد ہو جاتی ہیں۔" اس کی بات پر وہ ہنستی چلی جاتی اور وہ گھور تا رہ جاتا۔

اس وقت بھی ایک بھولی بسری یاد اس کے تراشیدہ لبوں پر مسکان بن کر پھیلی ہوئی تھی جبھی انیلہ بھابی ٹوک گئیں۔

"خیریت سیکچر رصاحبہ! اکیلے اکیلے کسے سوچ کر مسکرا رہی ہیں۔" پھر اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے بولیں۔ "میرا مطلب ہے اس وقت نہ شام ہے اور نہ شام کے سائے۔"

"بس یونہی ایک بات یاد آ گئی تھی۔ آپ آج چائے نہیں بنائیں گی۔" اظہار سائیڈ ٹیبل پر ڈال کر وہ دوپٹا شانوں پر برابر کرتی اٹھ گئی۔

"بنا کر تھرمس میں ڈال دی ہے۔ تمہیں ہی دیکھنے آئی تھی کہ آج باہر کیوں آئیں۔ ناشتے کے لیے بھی کہہ دیا' بھوک نہیں ہے۔ طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری۔" اس کے کمرے میں پھیلاوا بہت کم ہوتا تھا۔ بہت نفیس طبیعت پائی تھی اس نے۔ کمرے کے پردے سرکاتے ہوئے انہوں نے اس کی طرف دیکھا جو کرسی پر نیم دراز آنکھیں موندے کچھ سوچ رہی تھی۔

"جی ٹھیک ہے۔ یونہی سستی سی چھائی ہے۔ کالج سے بھی آف کروں گی۔"

"اوکے تو پھر تم آرام کرو۔ میں مہک کے ہاتھ چائے بھجوا دیتی ہوں۔" وہ اسٹینڈ پہ رکھے اس کے میلے کپڑے اٹھا کر باہر نکل گئیں۔ وہ بے دھیانی میں اپنے بیڈ پر رکھی شادی کی تصویریں دیکھنے لگی جو وہ رات دیکھتے دیکھتے سو گئی تھی۔ اس کے دل میں ایک ہوک اٹھی۔

جدائی ٹل تو نہ جائے گی
تمہارے ہاتھ کو
احساس وصل کی ڈوری
جو کل بھی چھوڑنا ہے
اب بھی چھوٹ جائے گی
اگر میں وقت کے پاؤں کو چھو بھی لوں
پھر بھی
تم اپنا فیصلہ ہجر کو نہ بدلو گے.....!

"نصیب اگر آسمان پر لکھے جاتے ہیں تو زمین پر بسنے والے اپنی منشاء اور مرضی کو ہی کیوں حرفِ آخر سمجھ کر تقدیر بنا دیتے ہیں؟"

زندگی دل کے سہارے نہیں گزرتی قسمت اسے ساتھ ساتھ لے کر چلتی ہے۔ جہاں قسمت ساتھ چھوڑ دے وہاں زمین و آسمان بھی اپنا تعلق توڑ لیتے ہیں' پھر انسان ہوا میں معلق ہو کر رہ جاتا ہے۔ جس کے قدموں تلے زمین کا سہارا ہوتا ہے' اور نہ سر پر جھکے آسمان کو چھونے کی سکت رہتی ہے۔

افق ماموں بھی گزشتہ آٹھ برسوں سے ہوا میں معلق تھی۔ یہ الگ بات کہ اس نے ضبط کو آزمائش کے لیے رہن رکھ دیا تھا۔ آٹھ برس پہلے گھر کے بڑوں نے اچانک ہی اس کی اور تبریز ہارون کی قسمت کا فیصلہ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ تبریز ہائر اسٹڈیز کے لیے باہر جانا چاہتا تھا اور ہارون صاحب نے اس کی حوصلہ افزائی کی تھی وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم یافتہ دیکھنا چاہتے تھے۔ ان کی چار اولادیں تھیں' سب سے بڑی ملاحت اور زوبار یہ تھیں' ملاحت کی شادی اس کے ماموں زاد سے ہوئی تھی اور وہ لاہور میں

www.pkdigest.com

رہتے تھے۔ زوباریہ کی شادی انہوں نے اپنے عزیزوں میں کی تھی مگر شادی کے کچھ عرصے بعد ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں اس کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس کے شوہر نے دوسری شادی کرلی تھی۔ پھر تبریز تھا اور سب سے چھوٹا اسد ہارون تھا۔ وہ اس وقت بی۔ اے کررہا تھا۔ تبریز ایک کوالیفائڈ ڈاکٹر تھا اور اب اسپیشلائزیشن کے لیے یوکے جانا چاہتا تھا۔ ریحانہ تو قطعی اس بات کے حق میں نہ تھیں۔ ایک جوان بیٹی کو کھودینے کے بعد وہ وہمی سی ہوگئی تھیں لیکن یہاں ہارون صاحب نے اپنے بیٹے کی بھرپور وکالت کی۔ ریحانہ اس بات پر راضی ہوئیں کہ وہ شادی کرکے جائے تاکہ اس کے جلد آنے کا جواز بن سکے۔ ہارون صاحب کو کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ اعتراض تو افق مامون کو بھی نہیں تھا جو اس وقت بی ایس سی کررہی تھی۔ اسے اپنا سوبر اور سنجیدہ مزاج کزن شروع سے پسند تھا۔ اب اس کے نام کے ساتھ افق کا نام لیا جانے لگا تو کئی خواب اس کی نوخیز آنکھوں کو جلا دینے لگے۔ وہ بہت آسودہ اور مطمئن سی تھی۔ اس کے بابا کو تو تامل نہیں تھا لیکن نعیمہ افق کا رشتہ اپنے بھانجے کے ساتھ کرنے کی خواہش مند تھیں۔ ان دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کو عندیہ بھی دے رکھا تھا لیکن مامون سجاد کی 'ہاں' کے آگے ان کا انکار دم توڑ گیا۔ اسد کی بات بھی انہی دنوں اس کی خالہ زاد تحریم کے ساتھ چل رہی تھی۔

ان سب سے لاتعلق تبریز باہر جانے کی کوششوں میں لگا ہوا تھا۔ اس پر ان دنوں بس ملک سے باہر جانے کا جنون سوار تھا۔ ہزار گز پر پھیلے سجاد پیلس میں اس وقت دھماکا ہوا جب تبریز ہارون نے افق مامون کے ساتھ شادی سے انکار کردیا۔ سب حیران و پریشان رہ گئے۔

''یہ ناانصافی ہے ابو جی! آپ لوگوں کو میرے کیریکٹر پر شک ہے کوئی جو اس طرح پابند کررہے ہیں۔'' ماں باپ کے ضرورت سے زیادہ لاڈ پیار نے اسے خاصا خودسر اور بدلحاظ بنادیا تھا۔

''اس میں پابندی کیسی؟ شادی تو ہمارا فریضہ ہے اور تمہارا بھی۔'' انہوں نے رسان سے کہا تھا۔

''ہاں تو وقت آنے پر میں یہ فریضہ سرانجام دے لوں گا۔ اس کے لیے بہت وقت ہے ابھی۔''

''بس تمہاری ماں کو شوق ہے بہو لانے کا۔ اسے اپنے ارمان نکال لینے دو۔''

''ہاں تبریز بیٹا! میری خوشی ہے اس میں..... میں تو تمہارے باہر جانے کے حق میں نہیں ہوں لیکن پھر بھی تمہاری ضد سے مجبور ہوکر تمہاری بات مان لی اب تم اپنی ماں کی بات بھی مان لو بیٹا۔'' ریحانہ بھی اپنے بیٹے کے مزاج سے واقف تھیں اس لیے لہجہ پست رکھا۔

''امی! میں وہاں اپنا کیریئر بنانے جارہا ہوں۔ میں اپنی تمام تر توجہ صرف اپنے پروفیشن پہ دینا چاہتا ہوں۔ شادی اور منگنی جیسی کوئی زنجیر میں اپنے قدموں میں ڈالنا نہیں چاہتا۔''

''مگر ہم یہ زنجیر تمہارے قدموں میں ڈالنا چاہتے ہیں، ہم چاہتے ہیں تم جلد لوٹ آؤ اپنے گھر کے لیے ہی سہی۔'' ریحانہ ملول ہورہی تھیں۔

''امی! میں ابھی شادی جیسی خرافات میں نہیں پڑنا چاہتا' اور اگر شادی کروں گا بھی تو کسی ڈاکٹر سے کروں گا۔ آپ کی وہ بے وقوف اور جھینپو سی بھتیجی ہرگز بھی میرے آئیڈیل سے میچ نہیں کرتی۔ مجھے ایسی بیوی چاہیے جو پروفیشنل لائف میں میرے ساتھ موو کرسکے۔ افق جیسی نان پروفیشنل لڑکی کے ساتھ شادی کرکے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔''

''افق جیسی سعادت مند اور سلیقہ شعار بہو ہمیں

کہاں ملے گی بے وقوف۔''

''تو ٹھیک ہے اگر وہ آپ کو اتنی ہی پسند ہے تو اسد سے شادی کردیں اس کی۔'' اس نے اسد کو دیکھا جو سیل فون پر کوئی گیم کھیل رہا تھا۔ اس کی بات پر اس کے ہاتھ سے سیل فون چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔

''کیا بکواس ہے یہ..... اسد کی بات تو تحریم سے طے ہورہی ہے اور پھر وہ دو ماہ بڑی ہے اسد سے۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔'' اپنی غرض کے لیے وہ سب جواز مٹا رہا تھا۔ ''اور پھر ان کی باقاعدہ منگنی تو نہیں ہوئی اور اسد سے بھی پوچھ لیں۔ میرا خیال ہے اسے کوئی اعتراض نہ ہوگا اس کی تو خاصی بنتی ہے اپنی کزن سے کیوں اسد؟'' اسد جز بز ہوکر رہ گیا۔

''فضول مت بولو..... ہمارے ہاں زبان دینا ہی کافی ہوتا ہے۔ باقاعدہ منگنی بھی تمہارے ساتھ ہی ہوگی۔'' ہارون اس دوران خاموشی سے ماں بیٹے کی تکرار سن رہے تھے۔

''افوہ میرا ذکر چھوڑیں۔ بہو کا ارمان ہے تو اسد کی کردیں۔ نیکسٹ ویک میری فلائٹ ہے میں.....'' وہ کچھ اور کہنا چاہتا تھا مگر ریحانہ نے غصے سے اس کی بات کاٹ دی۔

''ہم تم سے کیا بات کررہے ہیں اور تم کیا ہانکے جارہے ہو۔ اسد کو چھوڑو ہم تمہاری بات کررہے ہیں۔ گھر میں نکاح کی تیاریاں ہورہی ہیں اور تم.....''

''وہاٹ نکاح.....؟ ابو جی سمجھائیے انہیں پلیز آپ لوگ تو مجھے مجرم بنارہے ہیں۔''

''ہم تمہاری اتنی بڑی خواہش پوری کررہے ہیں تم ہماری چھوٹی سی بات نہیں مان سکتے۔'' انہوں نے کہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

''یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے' میری زندگی کی بات ہے۔''

''تو پھر میں بھی تمہیں باہر جانے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ نہیں جاؤ گے تم باہر۔''

''امی پلیز..... آپ جذباتی مت ہوں پلیز امی! اسد تم بھی کچھ بولو یار۔''

''کیا کہوں میں..... آپ افق سے شادی کرلیں بہت اچھی ہے وہ ہر لحاظ سے۔''

''میں نے کب کہا وہ اچھی نہیں ہے بس میرے ٹائپ کی نہیں ہے۔''

''گھر اور خاندان میں بات پھیل چکی ہے تبریز' تمہیں اس فیصلے کو قبول کرنا ہی ہوگا۔''

''یہ میرے لیے ناممکن ہے ابو جی! آئی ایم سوری..... آپ میری خواہش کے بدلے اپنی خواہش پر اولاد سے سودے بازی نہ کریں۔ اس میں سراسر نقصان آپ لوگوں کا ہے۔'' اپنی بات کہہ کر وہ رکا نہیں تھا۔ البتہ ریحانہ نے ہارون اور اسد پر خوب دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

❀

''کیا یہ سچ ہے اسد؟'' وہ اپنے دوست کاشف کی طرف جارہا تھا جب افق اس کے پیچھے چلی آئی۔

''کیا؟'' جیب سے بائیک کی چابی نکالتے ہوئے اس نے قدرے رخ موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا۔ یہ سمٹتی شام کا منظر تھا۔ نارنجی سورج کی زرد شعاعیں افق کی گندمی رخساروں پہ شفق بن کر پھوٹ رہی تھیں۔

''کہ تبریز بھائی نے مجھ سے شادی سے انکار کردیا ہے۔'' ایک تو شادی کا ذکر اوپر سے بھائی کا سابقہ اسے ہنسی آگئی۔

''میں پریشان ہورہی ہوں تمہیں ہنسی آرہی ہے۔'' وہ برا مان گئی۔

''ہاں بس وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتے..... تم سے یا کسی سے بھی۔''

www.pkdigest.com

"کیا میں انہیں پسند نہیں ہوں؟" سترہ اٹھارہ سالہ وہ معصوم اور سادہ سی لڑکی جسے ٹھیک طرح سے تعلقات کو برتنا بھی نہیں آتا تھا خود سے دو ماہ چھوٹے اسد ہارون سے سوال کررہی تھی۔

"تم میں ناپسند کرنے والی کون سی بات ہے یار!" اگنیشن میں چابی گھماتے ہوئے اس نے سن گلاسز آنکھوں پر لگائے۔

"تو پھر......؟"

"تو پھر یہ کہ وہ اپنے جیسی میچور اور پروفیشنل لائف پارٹنر کے خواہش مند ہیں۔ جب کہ تم ان کے خیال میں ان سے مزاجاً بہت مختلف ہو۔" اسد نے سادگی سے کہا۔

"تو میں ان جیسی بن جاؤں گی نا...... میچور اور پروفیشنل۔"

"وہ ایک ڈاکٹر ہیں اور ڈاکٹر ہی سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔" اسد کو اس کے چہرے پہ چھائے افسردگی کے بادل بھلے محسوس ہورہے تھے جبھی سچ کہتا چلا گیا حالانکہ وہ بات ٹال بھی سکتا تھا۔

"اوہ...... پھر تو وہ بالکل نہیں مانیں گے۔"

"تمہیں اتنا کیوں شوق ہورہا ہے ان سے شادی کرنے کا۔" اسے جانے کیوں پہلی بار ہلکی سی جیلسی محسوس ہوئی۔

"وہ بس......" حیا نے اس کے رخسار مزید گلابی کردیئے تھے۔ اس کا نظریں چرا کر شرمانا اس قدر دلفریب منظر تھا کہ اسد پل بھر کو مبہوت سا ہوگیا۔

"افق! کیا تم پسند کرتی ہو تبریز بھائی کو؟" وہ محبت کہتے کہتے رہ گیا۔

"ان میں ناپسند کرنے والی کون سی بات ہے۔" اس نے اس کی بات لوٹادی۔

"ہاں وہ تو ٹھیک ہے مگر...... اگر وہ تم سے شادی نہیں کرتے تو......"

"تو ان کی مرضی...... میں مجبور تھوڑی کرسکتی ہوں انہیں پھر میں ان کے آئیڈیل پر پوری بھی نہیں اترتی۔"

"تو پھر تم پریشان کیوں ہو؟" اس کے ذہن میں تبریز کا خیال گونجا (اگر وہ آپ کو اتنی ہی پسند ہے تو اسد سے شادی کردیں اس کی)۔

"نہیں میں پریشان تو نہیں ہوں۔" وہ مسکرائی تو اس کی آنکھوں نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ عجیب حزن پھیلا تھا سنہری جھیلوں میں۔ اسد کو اس کی اداس آنکھیں اچھی نہیں لگیں۔

"مگر مجھے تو تم خاصی افسردہ اور پُرملال نظر آرہی ہو۔ جیسے تمہارا کوئی بڑا نقصان ہوگیا ہے۔"

"ارے ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ اب بھی مسکرارہی تھی۔ "تم کہاں جارہے ہو؟"

"کاشف کی طرف جارہا ہوں۔"

"اچھا...... میں بھی سمجھی کہ شاید تم میرے گھر جارہے ہو۔" وہ اسے چھیڑنے لگی۔

"وہاں کیوں؟" وہ انجان بنتے ہوئے بائیک اسٹارٹ کرنے لگا۔

"بھئی تمہاری ہونے والی سسرال ہے آخر۔" وہ شوخ ہورہی تھی اسد نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور زن سے بائیک نکال کرلے گیا۔

....

گھر میں کسی نے بھی اس بات پر ہنگامہ برپا نہیں کیا تھا کہ تبریز ہارون نے افق سے شادی کرنے سے انکار کردیا ہے۔ ہارون سجاد نے اپنے بھائی سے یہی کہا تھا کہ وہ فی الحال شادی نہیں کرنا چاہتا۔ نعیمہ کو تو اس سے خاص فرق نہیں پڑا بلکہ انہوں نے گھر میں یہ بات پھیلادی کہ وہ اپنے بھانجے سے افق کا رشتہ کرنے کی خواہش مند ہیں۔ یہ بات ہارون سجاد

کو سانپ سونگھ گئی۔

افق کی نہیں اور شادی ہونے کا مطلب تھا کہ اس کے نام جو اچھی خاصی جائیداد تھی وہ ان کے ہاتھ سے نکل جاتی۔ دراصل شروع میں دونوں بھائیوں کا لیدر گارمنٹس کا اکٹھا کاروبار تھا مگر پھر ایک حادثے کے باعث ماموں سجاد چھ ماہ تک بستر پر پڑے رہے تھے۔ ان کی ریڑھ کی ہڈی متاثر ہوئی تھی۔ ان چھ ماہ میں ہارون سجاد کے کئی عاقبت نااندیش فیصلوں کے باعث ان کی فرم کو شدید نقصان پہنچا۔ درحقیقت ان کی کامیابی کے پیچھے ماموں سجاد کا زیادہ ہاتھ تھا لیکن وہ خود کو عقل کل سمجھتے تھے اور یہ جتاتے بھی رہتے تھے کہ ان کی پلاننگ اور دن رات کی محنت کا نتیجہ ہے۔ ماموں سجاد بہت سادہ مزاج انسان تھے انہوں نے کبھی اپنے چھوٹے بھائی کی باتوں کا برا نہیں مانا تھا تاہم حقیقت تب کھل کر سامنے آگئی جب ان کی بیماری کے باعث فیکٹری دیوالیہ ہونے کے قریب ہوگئی۔ ان کی بیس سال کی محنت کو ہارون سجاد نے چھ ماہ کی نااہلی کے باعث خاک میں ملادیا تھا۔ بچے ابھی چھوٹے تھے۔ ماموں سجاد کی تین اولادیں تھیں مواحد افق اور مہک مواحد اس وقت انجینئرنگ کے تیسرے سال میں تھا جبکہ افق اور مہک اسکول میں تھیں۔ فیکٹری کو دوبارہ رن اپ کرنے کے لیے انہیں لاکھوں روپے قرض کی ضرورت تھی۔ ماموں صاحب قرضے کے حق میں نہ تھے اس لیے انہوں نے فیکٹری کو بیچنے کا ارادہ کرلیا تاہم ہارون اور ریحانہ کو جگ ہنسائی کا خوف تھا۔ وہ اپنا رہا سہا بھرم گنوانا نہیں چاہتے تھے۔

"ٹھیک ہے آپ کل قیمت کا تخمینہ لگوا کر مجھے آدھی رقم دے دیں میں الگ کاروبار شروع کرلیتا ہوں۔ آپ اپنی فیکٹری کو سنبھال لیں۔" انہوں نے بھائی سے کہا تھا جس پر وہ اور ریحانہ معترض نہ ہوئے۔ انہیں آدھے سے بھی کم رقم ملی مگر انہوں نے احتجاجاً ایک لفظ بھی نہ کہا۔ گوکہ ان کی زمین و جائیداد بھی کافی تھی مگر ماموں نے پندرہ لاکھ کی معمولی رقم سے ہی اپنا کاروبار شروع کردیا اور یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ ان کے اس کام میں برکت ہوئی اور جلد ہی ان کا کاروبار وسیع پیمانے پر پھیلتا چلا گیا۔

ہارون سجاد بزنس کی ابجد سے بھی واقفیت نہ رکھتے تھے۔ اس لیے انہوں نے فیکٹری کے لیے اپنی زمینیں اور پراپرٹی بیچ دی مگر پھر بھی وہ مقام نہ حاصل کرسکے جس کی انہیں چاہت تھی۔ ماموں اس کی نسبت صحیح معنوں میں ترقی کررہے تھے اور اب تو ان کا بیٹا بھی ٹیکسٹائل انجینئرنگ کرکے اپنی فیکٹری سے منسلک ہوچکا تھا۔ ان کے کاروبار ضرور الگ ہوچکے تھے مگر دیوار آج بھی وہیں تھی۔ اپنی دونوں بھتیجیوں کی شادی پہ ماموں صاحب نے انہیں گاڑیاں گفٹ کی تھیں۔ ہارون سجاد اپنی غلطیاں تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے مگر انہیں اس بات کا بے حد قلق تھا کہ ماموں سجاد کی نسبت ان کی مالی پوزیشن کم ہوگئی تھی۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو ہر جگہ خود کو نمایاں رکھنا چاہتے ہیں۔ اپنی تعریف و توصیف اور بڑائی میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور افق کو بہو بنانے کا اصل مقصد بھی یہی تھا کہ اس کے حصے کی جائیداد ان کے پاس آجاتی۔ وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح ماموں سجاد کے مقابلے میں ان کی پوزیشن مستحکم اور مضبوط ہوجائے تاکہ انہیں ایک بار پھر خود کو نمایاں کرنے کا موقع میسر آجائے مگر ان کا بیٹا ان کی خواہشوں پہ پانی پھیر دینے کو تھا۔

"نہیں بھائی یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ افق ہماری بچی ہے گھر میں رشتہ موجود ہوتے ہوئے بھی ہم اسے

www.pkdigest.com

کیے باہر جانے دیں۔" انہوں نے فوراً تاویلیں پیش کردیں۔

"تبریز نے افق سے شادی کے لیے تو انکار نہیں کیا' وہ بس ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا۔"

"ہاں ہاں! ہم نے اس لیے زیادہ فورس نہیں کیا کہ جب تک وہ باہر سے آئے گا افق بیٹی کی تعلیم بھی مکمل ہوجائے گی۔" ریحانہ نے نعیمہ کی طرف دیکھا جو متامل تھیں۔

"لیکن بھابی! افق اور تبریز کے مزاج میں تفاوت ہے۔ وہ دونوں ایک ساتھ خوش نہیں رہ پائیں گے۔" افق کھڑکی سے لگی ان کی باتیں سن رہی تھی۔ اسے اپنی ماں پر غصہ آنے لگا کہ وہ کیوں انکار کیے جارہی ہیں۔

"شادی کے بعد خود بخود انڈراسٹینڈنگ ہوجاتی ہے' دونوں پڑھے لکھے باشعور ہیں۔ ایک دوسرے کو سمجھ لیں گے۔"

"ٹھیک ہے اگر تبریز کو اعتراض نہیں ہے تو ہم کیوں کریں۔ آپ بسم اللہ کریں۔ اگلے جمعے کو دونوں کا نکاح کردیتے ہیں۔" مامون سجاد نے بات سمیٹ دی۔ ہارون اور ریحانہ کے چہرے کھل اٹھے۔

"جی جی بھائی صاحب! کیوں نہیں بات طے ہے بس چلو بھئی مٹھائی لاؤ۔" وہ دونوں خوش خوش باہر نکلے تو نعیمہ اپنے شریک حیات سے شکوہ کیے بنا رہ نہ سکی۔

"آپ ایک غلط فیصلے میں ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے میری بیٹی تبریز کے ساتھ خوش نہ رہ پائے گی۔"

"سب اللہ پہ چھوڑ کر مطمئن ہوجاؤ..... وہ یقیناً بہتر کارساز ہے۔" افق کو اپنے باپ پہ بے حد فخر ہوا تھا۔ اس سے دل کی خوشی سنبھالی نہیں جارہی تھی۔

❀

"امی! آپ لوگوں کو میں نے منع بھی کیا ہے پھر بھی آپ لوگ.....!" تبریز کو اس ذکر سے چڑ ہونے لگی تھی۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو۔" ہارون سجاد نے گھرکا۔ "جانتے ہو افق کے نام پر لاہور والا شاپنگ پلازہ ہے اور سوسائٹی کی دو دکانیں بھی اسی کے نام ہیں' اس کے علاوہ کروڑوں روپے کا جہیز الگ ساتھ لائے گی۔" اسد اس وقت بھی ان سے لاتعلق سا بیٹھا تھا' اپنے باپ کی بات سن کر اس کی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں۔

"تو میں کیا کروں؟" تبریز بیزاری سے بولا۔

"تبریز! تمہارے باپ کے پاس سوائے اس فیکٹری کے اور اس گھر میں آدھے حصے کے ہے ہی کیا؟ ہم نے اپنا بھرم بھائی صاحب کی وجہ سے قائم رکھا ہے ورنہ اصل حقیقت سے تو ہم ہی واقف ہیں۔" وہ آہستہ آہستہ اس کی برین واشنگ کرنے لگے۔

"تو یہ سب مجھے کسی اور سے شادی کرکے بھی مل سکتا ہے؟"

"بھلے سے مل سکتا ہے مگر بیٹا افق بہت سادہ اور گھریلو سی لڑکی ہے اسے اپنی جائیداد سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ تم اپنے نام کروالینا پلازہ اور شاپس..... دوسری لڑکی ایسا کرنے کبھی دے تو ہم اس پہ وہ رعب اور دھونس تو نہیں جما سکیں گے۔" وہ سراسر اپنا فائدہ دیکھ رہے تھے۔

"مگر ابو! مجھے افق سے شادی کرنی ہے' اس کی پراپرٹی سے نہیں۔ اس کے ساتھ زندگی گزارنی ہے' اس کے بینک بیلنس کے ساتھ نہیں۔" اسد نے بھی اس کے ساتھ ہی سر پلایا تھا۔ اسے اپنے باپ سے اتنی خودغرضی کی امید نہ تھی۔

"یہ تمہاری ابھی کی سوچ ہے' دس سال بعد تمہیں میرے فیصلے پر فخر ہوگا بیٹا۔ میں تمہارا باپ ہوں

تمہاری بہتری چاہتا ہوں بس۔"

"ابو! میں اپنے زور بازو پہ یقین رکھتا ہوں۔ جو میں خود کرسکتا ہوں اس کے لیے میں دوسروں کی طرف کیوں دیکھوں؟"

"تم کیا سمجھتے ہو آج کے دور میں یہ سب اتنا آسان ہے؟"

"چھوڑیں ابو! آپ کیا بحث لے کر بیٹھ گئے ہیں۔" وہ سخت بیزار نظر آرہا تھا۔

"اس جمعے کو تمہارا اور افق کا نکاح ہے' ہم نے خاندان بھر میں پیغام بھیج دیا ہے۔ اب مزید میں تمہاری بکواس نہیں سننا چاہتا۔ میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ تم۔" وہ غصے میں آگئے۔

"آہستہ بات کریں ہارون! بھابی کو معلوم ہوگیا کہ ہم زبردستی تبریز کو آمادہ کررہے ہیں تو وہ کسی صورت اپنی بیٹی کا رشتہ نہیں دیں گی۔" ریحانہ نے ان کا ہاتھ دبا کر انہیں شانت ہونے کو کہا۔

"ہاں انہیں تو موقع چاہیے اپنے غریب رشتے داروں کی مدد کرنے کا' کیا ہے ان کا بھانجا M.B.A کی ڈگری لے کر سمجھتا ہے جانے کون سا تیر مار لیا۔ تم اپنے بیٹے سے کہہ دو کہ میرا دماغ مزید خراب نہ کرے۔" وہ سخت خفا ہوگئے تھے اس سے۔

"میرا تو اس میں کچھ نہیں جائے گا ابو مگر میں آپ کی بھتیجی کی خوشیوں کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔" اس نے ہار مانتے ہوئے کہا۔ ان کی باتیں دل کو لگ رہی تھیں۔

"وقت آنے پر سب ٹھیک ہوجائے گا۔" انہوں نے سر جھٹک کر کہا۔ "جو بھی ہوگا اس کے نصیب سے ہوگا۔" وہ اپنی بات کہہ کر باہر نکل گئے تھے۔

"امی! یہ تو افق کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ بھائی کی زندگی میں کیوں زبردستی شامل کررہے ہیں آپ اسے؟" اسد نے باپ کی غیر موجودگی میں زبان کھولی۔ وہ ان کے غصے سے خائف ہوگیا تھا۔

"میں کیا کروں' تمہارے ابو کی عقل میں جو بات سما جائے اس سے پیچھے تھوڑی ہٹتے ہیں۔"

"ابو اس فائدے میں افق کا نقصان کردیں گے۔" اسے افق کی فکر ہورہی تھی۔

"ویسے ایسا ہو بھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے باہر سے پتا نہیں کیسی بہو آئے۔ افق میں ادب لحاظ تو ہے ہمارا۔" ریحانہ کو بھی مطلب سوجھ رہا تھا۔

"بھائی! آپ ابھی بھی انکار کرسکتے ہیں۔ وقت ہے آپ کے پاس۔ آپ افق جیسی معصوم اور سادہ سی لڑکی کو کیوں دکھ دینا چاہتے ہیں؟" وہ تبریز سے کہہ رہا تھا جو اسے دیکھ کر رہ گیا مگر بولا کچھ نہیں۔ اسے ہارون سجاد کی دوراندیشی اب سمجھ میں آرہی تھی۔

"تمہیں بڑی فکر ہے افق کی۔" ریحانہ نے تڑخ کر کہا۔

"تو کیوں نہ کروں..... میری فرسٹ کزن ہے اور بیسٹ فرینڈ بھی۔"

"تحریم لوگوں سے رشتے داری کی وجہ بھی یہی ہے نا امی؟" تبریز نے سوال کیا۔

"ہاں تو اور کیا' جب میری بہن غریب تھی تمہارے ابو ان کے دروازے پر جا کر کھڑے بھی نہ ہوتے تھے اب خود ہی رشتے کی بات چھیڑی ہے۔"

"میں ابو کو اتنا خودغرض اور مطلب پرست نہیں سمجھتا تھا۔" اسد نے سادگی سے کہا تو ریحانہ گھورنے لگیں۔

"شرم کرو تمہارے ابو ہیں وہ..... تم' لوگوں کے بہتر مستقبل کے لیے ہی یہ سب کررہے ہیں۔"

❀

کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کہی کا بھید کھل جائے

www.pkdigest.com

اسی خدشے میں تم مجھ سے
میری تخلیق کے جوہر جدا کرتے رہے ہو
اور مری تکمیل سے ڈرتے رہے ہو
تمہاری مصلحت کوشی کی سفاکی
تمہاری فطرت بے مہر سے واقف بھی ہوں
تسلیم کرتی ہوں
مگر یہ کیا اذیت ہے؟
عجب انداز وحشت ہے!
مجھے تم سے محبت ہے......!

"بہت خوش نظر آرہی ہو؟" وہ پلر سے ٹیک لگائے بند آنکھوں سے مسکراتے ہوئے گلابی ہتھیلی پر بوندوں کا رقص محسوس کر رہی تھی جب اسد اس کے قریب آکر کھڑا ہوگیا۔

"ہاں خوش ہوں بہت خوش۔" وہ طمانیت سے مسکرائی۔ اب سے کچھ دیر پہلے ہی اس کا اور تبریز ہارون کا نکاح ہوا تھا۔ ساتھ ہی تحریم اور اسد کی منگنی کا بھی اعلان کردیا گیا تھا۔ تقریب انہوں نے آواری ہوٹل میں منعقد کی تھی۔ تمام عزیز واقارب کو وہیں مدعو کرلیا گیا تھا۔ خوب تصاویر بنائی گئی تھیں۔ رسٹ کلر کے لہنگے میں افق کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ دل کی دنیا آباد ہونے کی خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔ تبریز بھی گولڈن شیروانی میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھ دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ ایک دھیمی سی مسکراہٹ تو تبریز کے لبوں پہ بھی پھیلی ہوئی تھی۔ گھر آتے آتے بارہ بج گئے تھے۔ وہ کپڑے چینج کرکے باہر لان میں نکل آئی جہاں ہوا میں خنکی کے ساتھ اب آسمان سے بوندیں بھی گرنے لگی تھیں۔ اسد نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے اسے لان میں آتے دیکھا تھا پھر خود بھی وہیں چلا آیا۔

"پرسوں بھائی جارہے ہیں؟"

"جانتی ہوں۔" وہ اب بھیگا ہوا ہاتھ اپنے چہرے سے لگا رہی تھی۔

"انہیں روک لو؟"

"ایں...... کیوں؟ کس لیے؟" وہ اسے دیکھنے لگی۔

"اپنے لیے......"

"کوئی فائدہ نہیں۔" اس نے مایوسی سے سر ہلایا۔

"کیوں؟"

"انہیں جانتی ہوں میں جو فیصلہ کرلیں اس سے منحرف نہیں ہوتے۔"

"اور کتنا جانتی ہو انہیں۔" وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر دوسرے ستون کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا۔

"زیادہ تو نہیں جانتی...... یہ بھی چچی کی باتوں سے محسوس ہوا ہے۔"

"مجھے زیادہ جانتی ہو یا بھائی کو؟" وہ جانے کیا جاننا چاہ رہا تھا۔

"ظاہر ہے ہم دونوں بچپن کے دوست ہیں اس لیے تمہیں ہی زیادہ جانتی ہوں۔"

"پھر بھی اندازاً کتنا؟"

"اُفوہ...... مجھے حساب کتاب نہیں آتا۔ کوئی اور بات کرو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ میں دلہن بن کر کیسی لگ رہی تھی؟" اس نے پوچھا تو وہ گردن موڑ کر اسے بغور دیکھنے لگا۔

"دلہن بن کر کہا ہے اب کا نہیں۔" وہ چڑ کر بولی تو اسد مسکرانے لگا۔

"سچ کہوں تو میں نے آج پہلی بار کسی دلہن کو اس قدر خوب صورت روپ میں دیکھا ہے۔" اس کے ذہن میں افق کا سراپا لہرانے لگا۔

"کیا واقعی اسد۔" وہ پُرجوش سی ہوگئی۔

"ہوں...... تمہیں تو پتا ہے میں کم از کم تمہارے

ساتھ جھوٹ نہیں بولتا۔"

"پھر تصویریں بھی اچھی آئیں گی۔ ہم تبریز کو پکچرز میل کریں گے ٹھیک؟"

اسی وقت گیٹ سے باہر ہارن بجا۔ واچ مین نے بھاگ کر مین گیٹ کھولا۔ تبریز ہارون کی گاڑی پورٹیکو میں داخل ہورہی تھی۔ وہ دوستوں کی وجہ سے سب سے لیٹ آیا تھا۔

"تمہارے میاں جی آگئے ہیں۔" اسد نے سرگوشی کی۔ بوندوں کے رقص میں وہ ہوا کے دوش پر اڑتی چلی گئی۔ افق شرما کر ستون کی اوٹ میں ہوگئی۔ کوریڈور کی طرف بڑھتا ہوا تبریز ان دونوں کو دیکھ کر ایک پل کو رکا تھا۔

"اسد سدھر جاؤ تم" وہ اس سے کہہ رہی تھی۔ تبریز کے ذہن میں ایک خیال ابھر کر ڈوب گیا اگلے ہی لمحے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"چلو اب تم بھی جاکر سوجاؤ۔" اسد دھیرے دھیرے چلتا ہوا اس کے پاس آکر رکا۔

"تمہیں نہیں سونا۔" وہ اسے دیکھنے لگی۔

"میں بھی جارہا ہوں۔" اسد کو نیند آرہی تھی۔

"تمہیں نیند آجائے گی اسد؟" وہ اس کے پیچھے چلنے لگی۔

"ہاں! آیت الکرسی پڑھ کر سوجاؤں گا تاکہ وہ چڑیل تحریم خوابوں میں آکر نہ ڈرائے۔" اس کی بات پر وہ ہنستی چلی گئی تھی۔ اندر وارڈ روب سے نائٹ ڈریس نکالتے ہوئے تبریز ہارون کو اس کی ہنسی بری طرح محسوس ہوئی تھی۔

پھر وہ یو کے چلا گیا۔

ان کی تصویریں توقع سے زیادہ خوب صورت آئی تھیں۔ افق کو انٹرنیٹ استعمال کرنا نہیں آتا تھا اس لیے وہ اسد کے پیچھے پڑی ہوئی تھی کہ وہ تبریز کو تصویریں میل کردے اور وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا۔

"بھائی کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ میل چیک کرتے پھریں۔ تمہاری طرح فارغ تھوڑی ہوتے ہیں۔"

"تم کردو بس۔ مجھے تو تسلی ہوجائے گی۔" وہ اس کے کمپیوٹر پہ بیٹھی تھی۔

"پھر تم میری جان کھاؤ گی کہ انہوں نے کیا کہا...... تعریف کی یا تنقید؟"

"ہاں تو تم بتادینا......" وہ مزے سے بولی۔

"یار! تم مجھے اپنی سہیلی کیوں بنائے بیٹھی ہو؟"

"تو اور کیا بناؤں...... تم جانتے ہو تمہارے علاوہ میری کوئی بیسٹ فرینڈ نہیں ہے۔"

"لاحول ولاقوۃ...... تم نے تو مجھے سعیدہ ہی بنالیا ہے اسد سے...... اچھا کردیتا ہوں اٹھو تو سہی یہاں سے۔"

"ابھی میرے سامنے کرو۔" وہ اٹھ گئی۔

"اچھا میری دوست۔" اس نے زچ ہوکر کہا اور پھر قدرے توقف سے بولا۔

"میں کررہا ہوں جب تک تم چائے بناکر لاؤ میرے لیے۔"

"اچھا بنادوں گی۔"

"نہیں بناکر لاؤ پہلے۔"

"مردم...... بہت ہی برے انسان ہو۔" وہ برے برے منہ بناتی باہر نکلی تو اس نے دو چار اچھے پوز سلیکٹ کرکے میل کردیے۔ اتفاق سے اس وقت تبریز آن لائن تھا۔

"افق کیسی لگ رہی ہے؟"

"سو سو۔"

"سیریسلی بتائیں نا۔"

"میں اس وقت بزی ہوں۔ یہ فضول سوال پھر

www.pkdigest.com

کبھی کرلینا۔"

"بھائی! اس نے بہت شوق سے اپنی پکچر زمیل کروائی ہیں۔"

"تو میں کیا کروں۔" اس کا انداز خاصا بیزار کن تھا۔

"آپ کیا کررہے تھے؟"

"اپنے فرینڈز کی میلز چیک کررہا ہوں۔"

"افق سے کہہ دوں کہ آپ کو پکچرز بہت پسند آئی ہیں۔" اسے افق کا گلابی چہرہ یاد آیا۔

"اسد! تم جانتے ہو مجھے افق میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔ میں اسے خوش فہمیوں میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا۔ اسے کوئی فرق نہیں پڑتا مگر وہ بے وقوف سی لڑکی؟"

"وہ آپ کی وائف ہے بھائی۔"

"زبردستی کی مصیبت گلے ڈال دی ابو نے۔"

"تب میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ انکار کردیں۔"

"تم جانتے ہو میں اس پوزیشن میں نہیں تھا۔ مجھے یو کے آنے کے لیے ابو کی مدد کی ضرورت تھی ورنہ میرے پاس صرف ٹکٹ کے پیسے تھے۔"

"آپ دونوں نے اپنے مطلب کے لیے افق کو قربانی کا بکرا بنادیا۔"

"میری تو مجبوری تھی میرے بھائی۔ ابو نے بلیک میلنگ کی۔" وہ صاف دامن بچا گیا۔

"اب تو وہ آپ کی زندگی میں شامل ہوچکی ہے۔ اب تو اسے قبول کرلیں۔"

"یہ ناممکن ہے اسد۔"

"یہ لو چائے مظلوم انسان۔" وہ ٹرے میں کپ رکھے چلی آئی تو اس نے بات ختم کردی۔

"کیا کروں یار! یہ دنیا ہی مطلب کی ہے۔"

"آپی! آپی!" اس سے قبل وہ کچھ پوچھتی مہک نے پکارلیا۔

"میں ابھی آتی ہوں۔" وہ چائے رکھ کر باہر نکل گئی۔ اسد نے شکر کیا تھا کہ اسے مزید جھوٹ بولنا نہیں پڑا تھا۔

وہ سادہ' پرخلوص اور بے ریا سی لڑکی خود کو صرف اس لیے بدلنا چاہتی تھی کہ تبریز ہارون کو اس طرح کی لڑکیاں پسند نہیں تھیں۔ گریجویشن کے بعد اس کا ارادہ تعلیم کو خیرباد کہنے کا تھا مگر اس نے ایپلائیڈ کیمسٹری میں ایم ایس سی کا اعلان کیا تو سب سے زیادہ حیرت اسد کو ہی ہوئی تھی۔

"میں پریکٹیکل لائف میں آنا چاہتی ہوں اسد۔ اس کے لیے ایجوکیشن بہت ضروری ہے۔ میں کسی ایسے سبجیکٹ میں ماسٹر کرنا چاہتی ہوں جسے میں اپنے کیریئر میں کام لاسکوں۔ میں محض خانہ پری کرکے ڈگری ہولڈر نہیں کہلانا چاہتی خود کو۔"

"اچھی بات ہے یار مگر کیمسٹری میں بہت دماغ کھپانا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں میں محنت کرلوں گی۔" وہ پرعزم تھی۔ اسد کی انجینئرنگ کا تیسرا سال تھا۔ وہ کیمیکل انجینئرنگ کررہا تھا۔

اسد کو علم تھا کہ وہ یہ سب تبریز ہارون کے لیے کررہی ہے۔ وہ تبریز ہارون جسے افق مامون کی مطلق پروا نہ تھی۔ وہ بڑے مزے سے اسد کو اپنی دوست مہرین' جاسپر اور نکول کے ساتھ گزرے وقت کا احوال سنایا کرتا' انگلینڈ جیسے ملک میں جاکر اچھے بھلے زاہد کا ایمان متزلزل ہوجاتا ہے وہ تو پھر عام انسان تھا۔ جس کی زندگی میں فطری جذباتیت کا بڑا عمل دخل تھا۔ وہ یہ فراموش کرچکا تھا کہ پاکستان میں اس کی بیوی بھی ہے۔ جسے ازراہ مجبوری ہی سہی مگر اس نے ہزار لوگوں کی موجودگی میں اپنا شریک سفر بنایا ہے۔ وہ جو ایک مشرقی عورت کی طرح اس کی

خاطر خود کو سنوار رہی تھی' اس کا انتظار کررہی تھی' وہ جو بہت امید سے ہر روز پوچھا کرتی تھی' کہ کیا تبریز نے اس کا ذکر کیا' کیا اس کے متعلق کوئی بات کی' کیا اس کے حوالے سے کوئی جملہ کہا' اور وہ ہمیشہ ہنس کر ٹال جاتا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی افق مامون کو یہ نہیں بتاپاتا تھا کہ وہ جو اس کے ہر خواب' حوالے اور دل میں جاگزیں ہے اس کے کسی بات' تذکرے اور حوالے میں افق مامون نہ تھی۔ بلکہ اسے تو یاد نہیں رہتا تھا کہ پاکستان میں کوئی اس کا بے پناہ شدتوں سے منتظر بھی ہے۔

اسے کبھی کبھی افق مامون پر ترس آنے لگتا۔ جب کبھی وہ خیالوں میں کھو کر چپکے سے مسکرائی یا کبھی بے ساختہ آہٹ پر چونک جاتی تو اسے افق مامون پر رحم آتا۔ وہ ہر دو دن بعد تبریز کا کمرہ سیٹ کرتی۔ گرد و غبار جھاڑتی' ڈسٹنگ کرتی۔ مگر جو گرد و غبار ان کے تعلق پر پڑچکی تھی اس کا ازالہ کون کرتا؟

چار سال بعد بھی اس کمرے کا مکین واپس نہیں لوٹا تھا۔ اسے فقط افق نے آباد کررکھا تھا ورنہ وہاں پھیلے سناٹے اور خاموشی کی وجہ سے کوئی اس طرف کا رخ نہ کرتا تھا۔ کبھی اس کا دل چاہتا افق کو شانوں سے پکڑ کر جھنجوڑ دے اور پوچھے کہ

"کس کے لیے کرتی ہو یہ سب؟"

اسے علم تھا اگر کبھی اس نے پوچھ بھی لیا تو وہ آسودگی سے مسکرا کر کہے گی۔

"اس محبت کے لیے جو مجھے تبریز ہارون سے ہے۔"

اس کے لیے تڑپتے کھیلتے نہ جانے کب اسد ہارون بھی افق مامون سے محبت کر بیٹھا۔ حالانکہ اس کی زندگی میں تحریم موجود تھی وہ علی الاعلان اس پر حق جتاتی اسے اپنے ساتھ ہر فنکشن' گیٹ ٹوگیدر اور پارٹی میں کھینچ کرلے جاتی۔

❀

اس روز جب وہ یونیورسٹی سے لوٹا تھا۔ اس کا آج آخری دن تھا یونیورسٹی میں۔ وہ بہت خوش تھا کہ اس کی محنت پایہ تکمیل کو پہنچی' اور اب شمر کھانے کا وقت آگیا تھا۔ وہ قریباً چار بجے کے قریب گھر لوٹا تھا۔ افق اس وقت بھابی کے ساتھ کہیں جانے کے لیے اپنے کمرے سے نکلی تھیں۔ سفید لباس میں لائٹ گرین چادر سر پر لیے وہ اتنی معصوم' پاکیزہ اور پرکشش لگ رہی تھی کہ اسد کو اپنی دھڑکنیں رکتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"تم آگئے اسد؟ میں ابھی تمہیں کال کرنے ہی لگی تھی۔"

"کیوں خیریت؟" اپنے من میں ہوتے ارتعاش سے نظریں چراتے ہوئے وہ بھابی کے منجھلے بیٹے کو دیکھنے لگا جو گھٹنوں کے بل چلتا اس کی طرف آرہا تھا۔

"امی اور سب لوگ منیر خالو کی طرف گئے ہیں ان کی والدہ کا انتقال ہوگیا ہے۔ زین کی بھی طبیعت خراب ہے میں اور بھابی اسپتال جارہے ہیں تم طلحہ اور عیشل کو رکھ لو۔ موسم بہت گرم ہورہا ہے کہیں ان کی بھی طبیعت خراب نہ ہوجائے۔" کلائی پر گھڑی باندھتے ہوئے وہ کچن کی طرف جانے لگی۔

"او کے! تم لوگ جاؤ۔"

"میں کھانا ٹیبل پر لگارہی ہوں' کپڑے چینج کرکے آجاؤ۔ ڈاکٹر مصطفیٰ سے پانچ بجے کا ٹائم لیا ہوا ہے ہمیں جلدی نکلنا ہے۔"

"کھانا میں گرم کرلوں گا تم لوگ جاؤ۔" اس نے زین کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

"کھانا تو گرم ہی ہے ہم نے بھی کچھ دیر پہلے ہی کھایا ہے۔ میں نکال رہی ہوں تم آجاؤ۔" وہ کچن

www.pkdigest.com

میں گئی تو وہ بھی چینج کرنے کے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جب آیا تو عیشل اور طلحہ لاؤنج میں کھیل رہے تھے اور وہ دونوں اسپتال جانے کے لیے نکل چکی تھیں۔ وہ کھانا بھی لاؤنج میں ہی لے آیا تھا تاکہ بچوں پر بھی نگاہ رہے۔ اور ابھی اس نے تیسرا نوالہ ہی لیا تھا کہ تحریم حسب عادت ہائی ہیل کی ٹک ٹک بجاتی چلی آئی۔

"ہیلو اسد!" وہ اس وقت لانگ شرٹ اور کیپری میں تھی اور خاصی فریش لگ رہی تھی۔

"ہیلو....." اسد نے مسکرا کر ٹرے سائیڈ پر کی۔ وہ تحریم کے سامنے کھانا نہیں کھا سکتا تھا۔ کیونکہ وہ ٹوکتی بہت تھی۔

"مائے گاڈ! تم اس وقت لنچ کر رہے ہو۔ اتنی لیٹ کیوں؟ اور یہ اتنی خاموشی کیوں ہے؟ گھر پر کوئی نہیں ہے کیا؟" وہ بولنا اسٹارٹ کر چکی تھی۔

"ہاں! آج یونیورسٹی سے لیٹ ہوگیا' لاسٹ ڈے تھا نا اور سب لوگ منیر انکل کے گھر گئے ہیں۔"

"اوہاں' ان کی مدر کی ڈیتھ ہوگئی ہے نا۔ مما بھی جا رہی تھیں۔ میں تو زوبی کی طرف جا رہی تھی مگر پھر یاد آیا وہ تو آج اپنی آپی کے گھر انوائیٹڈ تھی کسی فنکشن میں تو اس طرف چلی آئی' تمہیں کال کرنے ہی لگی تھی کہ تیار ہو جاؤ' لانگ ڈرائیو پر چلتے ہیں۔ موسم کتنا رومینٹک ہو رہا ہے۔"

"تم اس موسم کو رومینٹک کہتی ہو۔" اس نے انگلی سے گلاس وال کی طرف اشارہ کیا جہاں شام کے سائے پھیل رہے تھے اور موسم میں ابھی بھی تپش تھی۔

"میری نظر سے دیکھو تو رومینٹک ہی لگے گا۔ چلو چھوڑو کھانا وانا..... باہر ہی کچھ کھائیں گے۔" وہ اس کے سامنے صوفے پر بیٹھی تھی۔ سلیولیس اور کھلے ڈلے گلے کے ساتھ وہ بہت بولڈ لگ رہی تھی۔ اسد کو ایک دم ہی خیال آیا کہ گھر پہ اس وقت کوئی بھی نہیں تھا ان دونوں کے سوا اور بچے تو کسی شمار میں نہیں تھے۔

"سوری' میں نہیں جا سکتا۔" وہ نظریں جھکا کر عیشل کو پاس بلانے لگا۔

"کیوں؟" تحریم نے پہلے اسے اچنبھے سے دیکھا اور پھر بچوں کو۔

"کیا بھابی انہیں تمہارے پاس چھوڑ گئی ہیں؟"

"ہوں؟" اس کا دل چاہ رہا تھا کہ تحریم وہاں سے چلی جائے۔

"یہ کیا بات ہوئی' تم ان کے میڈ ہو کیا؟ چلو انہیں بھی ساتھ لے چلو گاڑی میں چھوڑ دیں گے۔" اس کے ذہن میں آئیڈیا آ گیا۔

"سوری تحریم! میں اس وقت آرام کے موڈ میں ہوں۔ یہیں صوفے پر لیٹ کر اخبار وغیرہ پڑھوں گا۔ پھر کبھی چلیں گے۔"

"مگر میرا ابھی موڈ ہو رہا ہے۔"

"تو پھر تم چلی جاؤ۔" وہ واقعی تھکا ہوا تھا۔

"اکیلی میں کیا خاک انجوائے کروں گی۔ اوکے ایز یو وش۔" وہ غالباً خفا ہوگئی تھی اس لیے ٹک ٹک کرتی باہر نکل گئی۔ ہائی ہیل کی ٹک ٹک اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھی۔ اب تو کھانا بھی ٹھنڈا ہوگیا تھا۔ وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر صوفے پر دراز ہوگیا۔ ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اسے تحریم کی خفگی کا ذرا بھی خیال نہ رہا تھا اور دھیرے دھیرے یہ عادت بڑھتی گئی۔

تحریم کو یقین تھا کہ وہ اسے منانے ضرور آئے گا۔ پہلے بھی وہ اس سے خفا ہو جاتی تھی اور وہ اس سے ایکسکیوز کر لیتا تھا۔ محبت جیسے خوب صورت تعلق کو نبھانے کی یہی چھوٹی چھوٹی خوشیاں اور خفگیاں ہوتی

ہیں جو ہر بار محبت کی تجدید کر دیتی ہیں لیکن اب تو تین دن گزر گئے تھے اور اسد نے اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔ وہ خود بھی بے چین ہی ہو رہی تھی اس لیے خود ساختہ خفگی بھلا کر اسے کال کرنے لگی۔ لیکن حیرت انگیز طور پر اس کا نمبر بھی آف جا رہا تھا۔

"کہیں اس کی طبیعت زیادہ خراب نہ ہو۔" وہ بے تاب سی ہو کر اٹھی اور حمیرا کو بتا کر کہ میں اسد سے ملنے جا رہی ہوں گاڑی لے کر نکل آئی۔ دل طرح طرح کے وسوسوں کا شکار تھا۔ فل اسپیڈ میں گاڑی دوڑاتی ہوئی وہ سجاد پیلس میں آئی تو گیٹ خلاف معمول کھلا ہوا تھا وہ گاڑی پورٹیکو میں لے گئی۔ واچ مین ملازم کو ساتھ لگائے گیراج دھلوا رہا تھا۔

"اسد گھر پر ہے؟" اس نے سن گلاسز نیچے کیا۔

"نہیں جی وہ اور افق بی بی تو پارک گئے ہیں۔"

"وہ اور افق بی بی ..... پارک؟" اسے اچنبھا ہوا۔ "کیوں؟"

"وہ افق بی بی ڈرائیونگ سیکھ رہی ہیں جی آج کل۔" اختر نے اطلاع بہم پہنچائی تو وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔

میری خفگی کی کوئی پروا نہیں ہے اور یہاں ..... اسے افق پر بھی غصہ آیا۔

"اوکے....." سن گلاسز دوبارہ چڑھا کر اس نے کار ریورس کی اور رخ قریبی پارک کی طرف کر لیا۔ وہ لوگ پہلے بھی یہاں فیملی کے ساتھ آتے تھے۔

(افق بی بی کے اپنے ہسبینڈ تو ملک سے باہر بیٹھے ہیں میموں کے جھرمٹ میں اور دوسروں کو خوامخواہ کوفت میں مبتلا کر رہی ہیں) اسے اپنی بے تابی پر بھی غصہ تھا اور اسد کی بے نیازی پر بھی اس لیے افق کو بھی ملامت کرنے لگی۔ پارک میں آئی تو ساتھ ہی گراؤنڈ میں اسد کی گاڑی دور سے ہی نظر آ گئی تھی۔

وہ دونوں باہر نکل کر کھڑے تھے اور اسد ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ بتا رہا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ حسد کی تیز لہر اس کی رگوں میں سرایت کر گئی اور وہ رش سے گاڑی بھگا کر ان کے قریب لے آئی۔

"ہیلو افق آپی!" آج اس نے جان بوجھ کر افق کے ساتھ آپی کا اضافہ کیا تھا اور خوب چبا کر کہا تھا۔ افق چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"اوہ تحریم تم! کیسی ہو ڈیئر..... میں ابھی اسد سے کہنے لگی تھی کہ تم بھی ساتھ....."

"مگر اسد صاحب کے پاس اتنی فرصت کہاں ہے کہ وہ کسی کا حال احوال دریافت کر لیں۔" اس نے بات کاٹ کر زہر خند نگاہ اسد پر ڈالی جو الجھے ہوئے انداز میں اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟ تم دونوں خفا ہو ایک دوسرے سے؟" افق نے اسد کو دیکھا اس سے قبل کہ وہ کچھ کہتا تحریم نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

"یہ تحریم کو کیا ہوا؟" افق حیران کن سے انداز میں پوچھ رہی تھی۔

"پتا نہیں....." اسد نے کندھے اچکائے۔

"تمہیں علم ہوگا ضرور..... نہ بتانا چاہو تو الگ بات ہے میرا خیال ہے کافی دیر ہوگئی اب چلنا چاہیے۔"

"اوہ..... اب تم خفا مت ہو جانا۔" اسد نے مسکراتے ہوئے اسے ساری بات بتا دی۔

"یہ اتنی بڑی بات تو نہیں..... وہ تو تم سے سخت خفا لگ رہی تھی۔"

"اس بار میں نے ایکسکیوز جو نہیں کیا۔"

"کیوں؟ تم نے ایکسکیوز کیوں نہیں کیا؟"

"بس یونہی۔ وہاں بورڈ تک ایک راؤنڈ لگا کر آتے ہیں۔" اس نے اشارہ کیا۔

www.pkdigest.com

”نہیں بابا میں بہت تھک چکی ہوں اب گھر چلو۔“ وہ دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گئی تو اسد کو بھی اس کا ساتھ دینا پڑا۔

وہ فائلر ہاتھ میں لیے ناخن تراش رہی تھی جب نعیمہ عیشل کو گود میں اٹھائے اس کے قریب آ بیٹھیں۔ اس نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا پھر اپنے کام میں مصروف ہوگئی۔

”اس کے بھی ناخن کاٹ دینا بیٹا! بڑے ہو رہے ہیں۔“ انہوں نے پوتی کو اس کے سامنے کشن پر بٹھا دیا۔

”جی اچھا......“ اس نے مسکرا کر اپنی بھتیجی کو دیکھا جو بڑی بڑی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

”یہ کیا کر رہی ہیں پھوپھو۔“ (یہ کیا کر رہی ہیں)

”میں نیل کاٹ رہی ہوں سوئٹی۔ آپ کے بھی کاٹوں۔“

”اوں ہوں......خون آئے گا۔“ اس نے جھٹ ہاتھ پیچھے کر لیے۔

”ایسے ہی خون نکلے گا۔ میرے نکل رہا ہے کیا۔“ اس نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے کیے وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

”تو پھر آپ کے بھی نہیں نکلے گا۔ دیکھیں آپ کے نیلز کتنے بڑے ہو رہے ہیں۔“ وہ اس کے چھوٹے چھوٹے گلابی ہاتھ پکڑ کر ناخن تراشنے لگی۔ نعیمہ نے نظر بھر کر اپنی بیٹی کو دیکھا پھر ریحانہ کے متعلق استفسار کرنے لگیں۔

”یہ تمہاری چچی کہاں گئی ہیں۔“

”معلوم نہیں، شاید تحریم لوگوں کے گھر گئی ہیں اسد کے ساتھ۔“

”چھوٹی بہو کی کتنی فکر ہے۔ بڑی کی کوئی پروا ہی نہیں۔ باندھ کے بٹھا دیا عمر بھر کے لیے۔ صاحبزادے کے آنے کی نہ خیر خبر ہے نہ اطلاع کوئی۔“ وہ تو بھری بیٹھی تھیں موقع ملتے ہی شروع ہوگئیں۔

”اتنا کہا تھا کہ نہیں مانتا بیٹا تو نہ کرو نہ زبردستی کے بندھن باندھو مگر نہیں جی اپنی منوا کے چھوڑی سب نے اور وہ تمہارا باپ! اسے تو بھائی بھابی کے علاوہ کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ میں تو اولاد کی دشمن تھی جیسے......سب سمجھتی تھی اس اتھرے گھوڑے جیسے بیٹے کے مزاج لاڈ پیار نے کوئی کسر چھوڑی ہے بگاڑنے میں۔ ہمارا بھی تو اکلوتا بیٹا ہے الحمدللہ اتنا فرماں بردار ادب لحاظ والا...... بھائی اور بھابی صاحب کو تو گویا انوکھی اولاد ملی تھی دنیا سے......اب کیسے پریشان پھرتی ہیں بیٹا آ کر جو نہیں دے رہا۔ یہ تو ہونا ہی تھا۔ جن گھروں کی بنیادیں ہی کچی ہوں وہ گرتے ضرور ہیں۔“

افق خاموشی سے سر جھکائے ان کی باتیں سن رہی تھی۔ واقعی سات برس ہوگئے تھے۔ اس مسافر کو سفر کا آغاز کیے لیکن ابھی تک لوٹنے کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔

”تمہارے بابا بھی اب گوشہ نشین ہو کر رہ گئے ہیں۔ اب پچھتاوے کے ناگ ڈستے ہوں گے۔ پچھیں واں تو لگ گیا تمہیں، لوگ سو سوال کرتے ہیں، کیا جواب دیں ہم انہیں۔ دو بار جا کر خود مل آئے بیٹے سے۔ اپنے کلیجے کی آگ بجھالی اور ہمارے کلیجے میں جو آگ لگا گئی ہے اسے کون بجھائے گا۔ مجھے تو لگ رہا ہے ضرور اس نے ادھر شادی وادی کر لی ہوگی۔ اتنا معصوم تو ہرگز نہیں تھا اور نہ اتنے برس یونہی گزار سکتا ہے۔“ ان کی بات پر اس کے دل نے سسکی بھری تھی۔ ایسے ہی خدشات اور واہمے تو آج کل اسے بھی ستانے لگے تھے۔

”میں تو تمہارے باپ سے جھگڑتی ہوں کہ کوئی تو آس امید کا سرا تھمائے ہمیں...... کسی کنارے تو لگائیں

کب تک انتظار کی سولی سے لٹکائے رکھیں گے۔ میری معصوم بچی ماں باپ کی خواہش پر قربان ہوگئی۔ کوئی چوں چرا نہ کی۔" وہ بلک بلک کر رونے لگی تھیں۔

"امی پلیز" وہ ان کے قدموں میں آ بیٹھی۔ "آپ کیوں رو رہی ہیں۔ یہ تو میرا نصیب ہے امی۔"

"رووں نہ تو کیا کروں میری بچی سات سال کم نہیں ہوتے۔ اور اب تو مہک بھی بڑی ہوتی جا رہی ہے۔"

"آزمائش تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے نا امی! ہوسکتا ہے اللہ ہمیں آزما رہا ہو۔"

"ہمارے غلط فیصلوں کی سزا تجھے کیوں ملے۔ وہ تیرے قابل نہیں تھا افق۔"

(اور امی میرے دل میں پھر بھی اس کی طلب اور خواہش تھی۔ اللہ میاں نے میری خواہش کو حسرت نہیں بنایا امی! میں تو بہت خوش نصیب ہوں۔)

"ہمیں معاف کر دینا میری بچی! ہم سے ایک بڑی غلطی ہوگئی۔" ان کا ہاتھ اس کے سر پہ آ ٹھہرا تھا۔

"پلیز امی! ایسے مت کہیں۔ پلیز آپ لوگوں کا کوئی قصور نہیں ہے۔" اس نے ان کا ہاتھ اپنی آنکھوں سے لگالیا۔

"مگر مجھے یقین ہے میرا اللہ تمہارے اس صبر کا بڑا اجر دے گا۔ وہ تمہارے سارے دکھوں کا مداوا کرے گا۔ ان شاء اللہ۔"

"ان شاء اللہ امی!" اسے بھی رونا آ رہا تھا مگر وہ ضبط کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

......❁......

"فار گاڈ سیک تحریم، کبھی تو تصویر کا روشن رخ دیکھ لیا کرو۔ میں کسی لڑکی سے بھی ہنس کر بات کرلوں تم اس کی دشمن ہو جاتی ہو۔ انیتا بھابی کی چھوٹی بہن ہے اس کی اگلے ماہ شادی طے ہوگئی ہے وہ شاپنگ کے سلسلے میں بھابی کو لینے آئی تھی تو میں نے انہیں ڈراپ کرنے کی آفر کردی۔ اب مجھے کیا خبر تھی کہ تم بھی...... پہلے بات سن لیا کرو پھر اپنے نادر خیالات کا اظہار کیا کرو۔ تمہاری وجہ سے مجھے انیتا کے سامنے کتنی خفت اٹھانی پڑی مگر تم...... تمہیں کسی سے کیا غرض؟" وہ بے حد طیش میں تھا۔ اس کے غصے کی وجہ بھی درست تھی۔ وہ اور انیتا لان میں کھڑے بھابی کا انتظار کر رہے تھے وہ اپنے بچوں کو تیار کر رہی تھیں۔ اسی وقت تحریم چلی آئی' انیتا ایک سانولے رنگ کی پرکشش لڑکی تھی۔ اس کی اہم خوبی اس کا سرو قد ہونا تھا۔ اسد نے کچھ دن قبل ہی باتوں باتوں میں اسے بتایا تھا کہ اسے لمبی ہائٹ والی لڑکیاں پسند ہیں۔ تحریم کی اپنی ہائٹ تو بمشکل 5 فٹ تھی اسی لیے اب وہ زیادہ ہائٹ والی لڑکیوں سے بھی جلنے لگی تھی۔ انیتا کو دیکھ کر اسد کی لمبے قد والی بات ہی اس کے ذہن میں آئی تھی اس لیے اس نے بے سوچے سمجھے جاتے ہی کہا......

"اوہو سرو قد شخصیت بھی مل گئی تمہیں...... خالی ہائٹ ہونا ہی کافی نہیں کچھ اور گٹس بھی چاہیے لڑکی میں۔" انیتا کو تو اس کی بات خاک سمجھ میں آئی۔ اسد کے "شٹ اپ تحریم" نے تحریم کو واک آؤٹ کرنے پر مجبور کیا تھا اور اب وہ اس کے گھر آ کر اس کی کلاس لے رہا تھا۔

"ہر انسان کی عزت نفس ہوتی ہے۔ دوسروں کی طرف انگلی اٹھانے سے قبل ایک لمحے کو سوچ لیا کرو پلیز۔"

"آئی ایم سوری؟" غلطی اس کی تھی اس لیے اس نے جلدی سے سوری کہہ دیا۔

"تم جانتے ہو میں تمہارے لیے بہت حساس ہوں اسد۔ میں کسی لڑکی کو تمہارے پاس کھڑے بھی برداشت نہیں کرسکتی کجا کہ تم اس سے خوشگوار موڈ میں

باتیں کرو۔" وہ لگاوٹ سے کہتی ہوئی اس کے سامنے آ گئی۔ "کیا کروں؟ اس محبت نے تو مجھے بالکل ہی ناکارہ کر دیا ہے۔ میری فرینڈز رشتے دار سب کہتے ہیں تم بہت بدل گئی ہو۔ یہ صرف تمہاری محبت ہے اسد! اور کچھ نہیں میں یہ سب تمہاری محبت میں ہی کرتی ہوں۔" وہ اس کے شانے پر سر ٹکانے لگی تھی۔

اسد کرنٹ کھا کر دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔ اسے بے حد ناگواری کا احساس ہوا تھا۔

"کیا ہوا اسد؟" وہ اچنبھے سے اسے دیکھنے لگی۔

"کچھ نہیں، میں چلتا ہوں۔" جانے کیوں وہ خود سے بھی نادم سا ہو گیا تھا۔

"اسد!" تحریم نے اس کا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی وہ مزید پیچھے ہوگیا۔

"کیا تم اب بھی مجھ سے خفا ہو۔ میں نے سوری تو کی ہے۔"

"نہیں، سب ٹھیک ہے۔" وہ فوراً باہر نکل گیا۔ افق نے بھی زندگی میں بہت بار اس کا ہاتھ تھاما تھا وہ اکثر کہیں جاتے تو ساتھ نکل جاتے تھے۔ کئی کئی گھنٹے ایک دوسرے سے بات کرتے گزار دیتے مگر جو ناگواری اسے آج تحریم کے انداز اور بے باکی سے محسوس ہوئی وہ افق کے استحقاق سے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ اس کے اور افق کے مابین احترام اور گریز کا بہت خوب صورت سا ربط قائم تھا۔ بے شک یہ نسوانیت کا وقار اور تقدس ہی ہوتا ہے کہ عورت اپنا احترام خود کروائے۔ اپنی عزت کی وجہ خود ہو عورت وہی قابل عزت و احترام ہوتی ہے جسے اپنی نسوانی حیا اور فطری شرم کا پاس ہو۔

اسے تحریم سے عجیب سی بے زاری محسوس ہو رہی تھی یہ تعلق اس کے لیے ایک بوجھ بنتا جا رہا تھا۔

اسے تحریم جیسی بے باک اور خود کو ایکسپوز کرنے والی لڑکیوں سے گھن آتی تھی۔ اسے تحریم کے وجود سے بھی گھن آ رہی تھی۔ اس رات وہ اس کے دل سے ہمیشہ کے لیے نکل گئی تھی۔

......☆☆☆......

کبھی اس نگر تجھے ڈھونڈنا کبھی اس نگر تجھے ڈھونڈنا
کبھی رات بھر تجھے سوچنا کبھی رات بھر تجھے ڈھونڈنا
مجھے جا بجا تیری جستجو تجھے ڈھونڈتا ہوں میں کو بکو
کہاں کھل سکا تیرے روبرو میرا اس قدر تجھے ڈھونڈنا

وہ سنگی بینچ پر نیم دراز سیاہ آسمان کے دامن پر جگمگاتے ستاروں کی ضیاء دیکھتے ہوئے کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ جب افق پانی پینے کی غرض سے کچن کی طرف گئی۔ کچن کی کھڑکی سے اس نے اسد کو لان میں تنہا بیٹھے دیکھا تو الجھی ہوئی اس کی طرف چلی آئی۔

"اسد......!" اس نے دھیرے سے پکارا تھا۔ اسد کی آنکھیں بند تھیں اسے یوں لگا جیسے خواب میں اسی دشمن جاں نے پکارا ہو۔

"کہو......" اس کے لب بے آواز ہلے۔

"اسد!" اب کے اس نے زور سے پکارا تھا وہ ہڑبڑا کر سیدھا ہوا اور وحشت بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ اس وقت یہاں کیوں بیٹھے ہو۔" وہ تشویش سے پوچھ رہی تھی اور وہ بے اختیار پیشانی رگڑتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"بس یونہی یار! ہواخوری کے لیے آیا تھا۔"

"میں تو ڈر گئی تمہیں دیکھ کر اتنے ہراساں کیوں نظر آ رہے ہو؟"

"تم سوئی نہیں......" وہ روش پر چلنے لگا۔

"سونے لگی تھی بس...... سخت پیاس لگ رہی تھی تو پانی پینے آئی تھی۔ پھر کچن کی کھڑکی سے تمہیں دیکھا

www.pkdigest.com

تو یہاں آ گئی۔" وہ بھی اس کے ساتھ چلنے لگی۔

(کاش ہم دونوں زندگی کے سفر میں بھی ایک ہوجائیں) اسد کے دل میں بے نام سی خواہش نے سر اٹھایا تھا۔ اس کی آنکھوں کی سرخی مزید گہری ہونے لگی۔

"صبح آفس سے آف ہے اس لیے اتنی رات گئے تک جاگ رہے ہو ورنہ تم تو گیارہ بجے ہی محو استراحت ہوجاتے ہو۔"

"اب بہت مشکلوں سے نیند آتی ہے یار۔" وہ بے بس سا ہو رہا تھا۔

"وہ کیوں؟ اچھا اچھا...... سمجھ گئی۔ تم بھی تارے گننے لگے ہو تحریم کے فراق میں۔"

"تمہیں تحریم کے علاوہ اور کچھ نہیں سوجھتا۔" وہ اب اس کے ذکر سے بھی چڑنے لگا تھا۔

"میں تمہاری بات کر رہی ہوں اپنی نہیں۔"

"میرے پاس اتنی فرصت نہیں ہے کہ فضول لوگوں کی وجہ سے رت جگے مناؤں۔"

"اسد! تم پریشان ہو؟" وہ رک کر اسے دیکھنے لگی۔ اسد نے ایک گہری نگاہ اس پر ڈالی تھی۔ افق کے پورے وجود میں ارتعاش سا برپا ہوا تھا۔ اسے اسد کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔

"ہاں ہوں میں پریشان...... کیا تم مجھے اس پریشانی سے نجات دلا سکتی ہو؟" وہ کچھ دیر اسے دیکھتے رہنے کے بعد آہستگی سے گویا ہوا تھا پھر خود ہی نفی میں سر ہلانے لگا۔

"نہیں تم کیسے دلا سکتی ہو۔ جو خود ہی...... اوکے گڈ نائٹ...... شب بخیر۔" وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا آن واحد میں اپنے پورشن میں غائب ہوگیا تھا۔ افق اپنی جگہ متحیر سی کھڑی رہ گئی تھی۔

* * *

پھر دن بہ دن اس کے اور تحریم کے درمیان فاصلوں کی خلیج بڑھتی گئی تھی اور یہ سب اسد کی طرف سے ہو رہا تھا۔ ورنہ تحریم تو اب بھی اس کے آگے پیچھے پھرتی تھی۔ وہ ریحانہ سے شکایت کرتی تو وہ اسے ٹال دیتیں کہ آفس کی مصروفیات بڑھ گئی ہیں اور اس میں حقیقت بھی تھی۔ وہ خود کو زیادہ سے زیادہ مصروف رکھنے کی کوشش کرتا تھا تاکہ اس کا دھیان بٹ جائے۔ وہ افق ماموں کے متعلق سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ اس کے لیے نہایت قابل احترام ہستی تھی۔ وہ اس کے بھائی کی عزت تھی۔ اسے خود پر بہت تاؤ آتا تھا۔ وہ کوشش کرتا کہ افق سے کم سے کم سامنا ہو۔ اب تو اس کوشش میں وہ کامیاب بھی ہو رہا تھا کیونکہ افق نے ماسٹرز کے بعد مقامی کالج میں جاب کرلی تھی۔

آج صبح ایک جوائنٹ وینچر کی وجہ سے وہ معمول سے پہلے آفس کے لیے نکلا تھا جب اس نے مواحد کی گاڑی کے پاس افق کو کھڑے دیکھا۔ لائٹ گرے اور بلیک کمبینیشن کی سادہ ساڑھی میں شولڈر تک آتے بالوں کو جوڑے میں مقید کیے وہ بہت گریس فل لگ رہی تھی۔ اس نے سرتاپا خود کو تبریز کی پسند میں ڈھال لیا تھا۔

"صبح بخیر!" وہ اس کے قریب سے گزرا تو افق نے جتاتے ہوئے کہا تھا۔

"صبح بخیر!" وہ اپنی گاڑی کا لاک کھولنے لگا۔

"آج اتنی جلدی جا رہے ہو؟"

"ہوں...... تم مواحد بھائی کا ویٹ کر رہی ہو ان کے ساتھ جاؤ گی؟"

"ہاں...... طلحہ اور عیشل کو بھی ساتھ جانا ہے۔ آج ان کا رزلٹ آؤٹ ہوگا۔"

"وہ تو ابھی بریک فاسٹ کر رہے ہیں تم آ کر کھڑی بھی ہوگئیں۔"

"میں لیٹ ہو جاؤں گی۔ میری گاڑی سروس کے لیے گئی ہے کل سے۔"

"میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں آ جاؤ۔"

"نہیں...... تمہارا اور میرا روٹ مختلف ہے۔" اس نے عام سی بات کہی تھی وہ چونک گیا۔

"تمہیں بہت آؤٹ آف وے ہو جائے گا۔ مواحد بھائی کا آفس اور اسکول تو راستے میں ہی ہے۔"

"کوئی بات نہیں...... کبھی کبھی راستے بدل لینا بھی زندگی کو سہل بنا دیتا ہے۔" ذومعنی انداز میں کہتے ہوئے وہ گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا تھا۔ افق سر ہلاتی دوسری طرف آ کر بیٹھ گئی۔

"اب تو موسم بدل رہا ہے۔ دن جلدی نکل آتا ہے۔" اس نے گلاسز آنکھوں پہ لگاتے ہوئے کہا تو وہ سائیڈ مرر میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"موسموں کا بدلنا تو اس کی فطرت ہے افق! کیا انسان بھی بدل جاتے ہیں۔" اس نے کار روس کی۔

"ہاں کیوں نہیں...... وقت اور حالات بہت کچھ بدل دیتے ہیں۔"

"کیا تم پہلے کی نسبت بدلی ہو افق؟" وہ اب ڈیش بورڈ سے کوئی سی ڈی سلیکٹ کر رہا تھا۔

"تمہیں کیا لگتا ہے؟"

"ہاں بہت بدل گئی ہو...... وہ پہلے والی افق تو تم میں کہیں کھو گئی ہے۔"

"بدل تو تم بھی گئے ہو اسد۔" اس نے لطیف سا شکوہ کیا۔

"میں بدل گیا ہوں...... کیسے؟"

"میرا ظاہر بدل گیا ہے اور تمہارا باطن۔"

"مطلب؟" اس نے بے اختیار اسے دیکھا۔ اس کے دل میں چور تھا اس لیے وہ بات بات پر چونک جاتا تھا حالانکہ افق کا لہجہ تو سادہ ہوتا تھا۔

"تم میرے اب اچھے دوست نہیں رہے ہو......"

وہ ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔ پہلے وہ اس سے اکثر تبریز کے حوالے سے بات کرلیتی تھی۔ اس کا حال احوال پوچھ لیتی تھی مگر اسی تکلیف دہ ذکر سے بچنے کے لیے تو وہ بدل رہا تھا خود کو۔

"بس یار مصروفیات ہی اس قدر بڑھ گئی ہیں۔"

"تم نے جان بوجھ کر خود کو مصروف کرلیا ہے ورنہ اور کچھ نہیں۔"

"میں بھلا ایسا کیوں کروں گا؟"

"یہ تو تمہیں علم ہوگا لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں نے ایک اچھا دوست گنوا دیا ہے۔" وہ قطعیت سے کہہ رہی تھی۔ اسد تردید بھی نہ کرسکا۔ افق کو دکھ ہوا تھا۔ کبھی کبھی خاموشی کچھ نہ کہتے ہوئے بھی بہت کچھ کہہ جاتی ہے۔ ایسی ہی معنی خیز خاموشی ان کے درمیان بھی پھیلی تھی۔

* * *

"میں نے اور کرسٹینا نے کل شادی کرلی ہے۔" بہت عام سے انداز میں تبریز ہارون نے کسی کے دل کے اجڑنے کا سامان کیا۔ اسد چند لمحے کچھ کہہ نہیں سکا۔ اسے یقین تھا کہ ایسا ہوگا لیکن پھر آج کیوں بے یقین ہوگیا تھا۔

"اس نے میرے لیے اسلام قبول کرلیا ہے اسد اس کا نام اب فاطمہ مثال ہے۔ تم جانتے ہو نا مجھے شروع سے ہی فاطمہ نام پسند ہے۔ وہ گانا کو جسٹ ہے۔ میرے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ میں تمہیں آج رات کو اپنی ویڈنگ پکچر ای میل کروں گا۔" وہ بہت خوش تھا۔

"ہم پچھلے تین سال سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ جب ہمیں اندازہ ہوگیا کہ ہم ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے لازم

www.pkdigest.com

دلزدم ہیں تو ہم نے شادی کا فیصلہ کرلیا۔" اسد کو یاد تھا کہ وہ اکثر کرسٹینا کا ذکر کرتا رہتا تھا۔

"تم امی کو بتا دینا اسد! انہیں دکھ تو بہت ہوگا لیکن میں اپنی زندگی کو کسی کی مرضی کے تابع نہیں گزار سکتا۔ ہمیں بچپن سے ہی اپنے لیے جینے کی عادت ڈالی گئی ہے اور تم جانتے ہو بچپن کی عادتیں تو فطرت کا حصہ بن جاتی ہیں۔ تمہیں بھی افق سے زیادتی کا بہت احساس ہوگا آفٹر آل وہ تمہاری بیسٹ فرینڈ ہے۔ لیکن تم ٹھنڈے دل سے سوچنا زبردستی کے بندھن ہمیشہ ناپائیدار ہوتے ہیں۔ تمہارا اور تحریم کا رشتہ تم دونوں کی پسند سے طے ہوا تھا تم اس لیے خوش اور مطمئن ہو جبکہ میرے ساتھ ایسا نہیں تھا۔" اتنی دور بیٹھ کر وہ کیسے اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ تحریم کے تعلق سے کتنا اداس اور ملول رہتا ہے۔

"میں نے افق کو کبھی دل سے قبول نہیں کیا۔ وہ میرے لیے تھی ہی نہیں۔ اسد! کچھ تو کہو یار!" ایک دم اسے احساس ہوا کہ کب سے وہی بولے جا رہا ہے۔ "کوئی تو جواب دو۔"

(میں آپ سے کیا کہوں بھائی! مجھے تو یہی سمجھ میں نہیں آرہا کہ مجھے اس بات نے آزردہ کیا ہے یا خوش..... میں تو خود گنجلک سوال بن چکا ہوں۔ کسی بات کا جواب کیا دوں)

"ٹھیک ہے بھائی! میں امی ابو سے کہہ دوں گا کہ بھائی نے خود ہی اپنے سر پر سہرا سجا لیا ہے۔ ہر رشتہ موجود ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی شادی میں تنہا شریک ہوئے۔" اس کا لہجہ اور انداز تبریز کو شرمندہ کر گیا۔

"سوری یار! لیکن تم فکر مت کرو۔ میں اور فاطمہ ان شاء اللہ جلد ہی پاکستان آئیں گے۔ ہمارے ولیمے کی تقریب وہیں ہوگی بلکہ ایسا کرو تم بھی شادی کی تیاری کرو ہم دونوں کا ولیمہ اکٹھا ہوگا۔" وہ اپنی خوشی میں اس کی خفگی نظر انداز کر گیا۔

"بھائی آپ نے کچھ افق کے متعلق بھی سوچا ہے۔ وہ آپ کی فرسٹ کزن بھی تو ہے۔ اسی رشتے سے سہی آپ کو اس کا ذرا بھی خیال نہیں ہے کس بات کی سزا ملی ہے اسے؟ آپ کے نام پر آٹھ سال سے بیٹھی ہے وہ..... آٹھ سال سے بھائی..... آپ نے اسے اپنی زندگی سے اس طرح نکال باہر کیا جیسے آپ نے اسے اپنایا ہی نہیں تھا کبھی۔" آٹھ برسوں کا غبار جمع تھا اس کے اندر وہ کہتا چلا گیا۔

"کیا وہ آپ کے لیے کریڈٹ کارڈ کی طرح تھی جسے آپ نے استعمال کیا اور پھینک دیا۔ اس کا وجود کوئی حیثیت نہیں رکھتا؟ کیا وہ ساری زندگی اسی طرح گزارے گی آپ کی راہ دیکھتے..... آپ کا انتظار کرتے؟"

"میں ایسا نہیں چاہتا اسد!" وہ آہستگی سے گویا ہوا۔ "میں اسے اپنے نام پہ بٹھائے نہیں رکھنا چاہتا۔ میں اسے آزاد کردوں گا۔ چند لمحے تو اسد کچھ بول ہی نہ سکا۔

"میں بہت پہلے سے ایسا چاہتا تھا مگر ابو نہیں مانے۔ وہ جب میرے پاس مانچسٹر آئے میں نے تب بھی انہیں قائل کرنے کی بہت کوشش کی کہ آپ افق کی زندگی خراب نہ کریں۔ ابھی وقت ہے اسے نئی زندگی شروع کرلینے دیں مگر وہ نہیں مانے انہوں نے مجھے اجازت دے دی تھی کہ تم دوسری شادی اپنی پسند سے کرسکتے ہو مگر افق کو طلاق نہیں دو گے۔"

"وہاٹ؟" اسد کے ہاتھ میں ریسیور رلز کر رہ گیا۔ "کیا ابو نے ایسا کہا؟"

"ہاں اسد! انہوں نے تمہیں کچھ بھی بتانے سے منع کیا تھا کیونکہ تم افق کو بتا دیتے، لیکن آج تمہاری بات نے مجھے کٹہرے میں کھڑا کیا ہے میری وجہ سے ایک لڑکی کی زندگی برباد ہو رہی ہے اور مجھے اس بات کا احساس تک نہیں۔"

"ابو! اس حد تک جا سکتے ہیں میں سوچ بھی نہیں سکتا..... اپنے مفاد کے لیے انہوں نے افق کی زندگی اور مستقبل داؤ پر لگا دیا صرف اس لیے کہ وہ کروڑوں کا جہیز لے کر آئے گی۔"

"اٹس ٹو مچ..... یہ سراسر ظلم ہے لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں ابو....."

"اسد! غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم افق سے اس سلسلے میں بات کرنا میں ایک دو دن میں اسے طلاق نامے کے پیپر بھجوا دوں گا۔"

"بھائی! میں کیسے.....؟" اس کی آنکھوں میں نمی آ گئی تھی پھر اس نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔ اسے افق مامون پر بے تحاشہ ترس آیا تھا اتنا کہ وہ رو پڑا۔

"اسد!" وہ اپنے بیڈ پر نیم دراز فائلز کی ورق گردانی کر رہا تھا جب وہ تنک دے کر اندر آئی۔

"ہوں..... کیا ہوا؟" اسے دیکھ کر وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا پھر اس کے ہاتھ میں موجود لفافے کو دیکھ کر سرعت سے اتر کر نیچے آیا۔

"یہ کوئی لیٹر آیا ہے یو کے سے..... تبریز کی طرف سے ہے۔ اس سے پہلے تو اس نے کبھی کوئی خط وغیرہ نہیں لکھا۔ میں نے سوچا پہلے تمہیں دکھا لوں پھر کھولوں گی۔"

"یہ لیٹر مجھے دو۔" اس نے چھیننے والے انداز میں اس سے لیٹر لیا تھا۔ "میں نے تبریز سے کچھ اہم ڈیٹیلز منگوائی تھیں وہی ہوں گی۔"

"مگر اس پر تو میرا نام لکھا ہے۔" وہ حیران ہوئی۔

"غلطی سے لکھا ہوگا۔" وہ اس کے قدموں سے زمین سرکانا نہیں چاہتا تھا۔ وہ پہلے اسے ذہنی طور پر آمادہ کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے شاک نہ لگے۔ وہ اسے محروم محبت نہیں بنانا چاہتا تھا۔

"غلطی سے کیسے؟ تم اسے کھولو تو سہی۔" وہ بے چین ہو رہی تھی۔

"افق! کہا ہے نا میں نے کہ یہ لیٹر میرے لیے ہے۔" اسے اپنا لہجہ سخت کرنا پڑا۔

"اوکے..... اس سے قبل کبھی کچھ آیا ہے میرے لیے جواب..... ایسے ہی خوش فہمی کا شکار ہوگئی تھی میں۔" وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔ وہ رخ موڑے کھڑا رہا وہ جانے لگی اور پھر دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھ کر اسے دیکھا۔

"اسد! اس خط کا لفافہ مجھے دے دینا۔"

"کیوں؟"

"اس پہ تبریز نے میرا نام لکھا ہے پہلی بار اس نے اپنے ہاتھوں سے میرا نام لکھا ہے۔ غلطی سے ہی سہی مگر لکھا تو ہے۔" اتنا کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔ اسد نے وہ لفافہ کھول کر دیکھا۔ اس میں وہی کاغذات تھے جس میں تبریز نے رسمی سا بندھن بھی ختم کر دیا تھا۔ تبریز کے دستخط موجود تھے اور افق کے دستخط ہونا باقی تھے۔ وہ کتنی ہی دیر تک اس پر نگاہیں جمائے کھڑا رہا۔ جانے یہ فیصلہ سجاد پیلس میں کیا طوفان لے کر آتا لیکن افق کی ڈوبتی لرکھڑاتی ناؤ ایک کنارے سے آ لگی تھی اگرچہ اس کا انجام المیہ تھا۔

❀

"تمہارے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو؟" تحریم طوفانی انداز میں اس کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔ وہ اس وقت کام ختم کر کے نکلنے کا سوچ ہی رہا تھا۔ آدھے سے زیادہ آفس ورکر جا چکے تھے۔ جو چند ایک تھے انہیں تحریم اور اسد کے تعلق کا علم تھا کیونکہ وہ اس سے پہلے بھی اکثر آفس آتی رہتی تھی۔ ان کی فیکٹری آج کل پھر نقصان میں

www.pkdigest.com

جارہی تھی۔ آدھے سے زیادہ ورکرز تنخواہ میں اضافے کا مطالبہ کررہے تھے جبکہ مال کی سپلائی بھی کم ہوگئی تھی۔ وہ بے حد پریشان تھا۔ اس لیے آفس کو زیادہ وقت دینے لگا تھا لیکن تحریم کو اس کی یہ مصروفیت بے حد کھلنے لگی تھی۔

"کیا ہوگیا ہے؟" اس نے فائلیں دراز میں رکھ کر لاک لگایا۔

"کیا ہوگیا ہے..... تمہیں یہ تک یاد نہیں کہ آج کیا ڈیٹ ہے۔ یادداشت کھوگئی ہے کہیں تمہاری؟" وہ بہت خراب موڈ میں وہاں آئی تھی۔

"کیوں آج کے دن کیا ہوا تھا؟" وہ غائب دماغی سے بولا۔

"وہاٹ! یہ بھی میں بتاؤں تمہیں؟" وہ چیخی۔

"چلاؤ مت یہ آفس ہے تمہارا بیڈروم نہیں۔" اس کا دماغ پہلے ہی خراب ہورہا تھا۔

"میں تمہیں پچھلے دو گھنٹوں سے کال کررہی ہوں۔ سیل فون کیوں آف کررکھا ہے تم نے؟" اس کا انداز دیکھ کر وہ قدرے نرم پڑ گئی۔

"کام میں بزی تھا میں۔"

"چوبیس میں سے اٹھارہ گھنٹے تم کام میں ہی بزی ہوتے ہو۔ چھوڑو یہ کام وام اس وقت گھر چلو میرے ساتھ..... آج میری برتھ ڈے پارٹی کا فنکشن ہے۔ تمہیں تو اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ وش کردو..... سب لوگ جمع ہیں گھر میں..... صرف تمہارا ویٹ کررہی تھی میں..... دو گھنٹے ہوگئے نمبر ٹرائی کرتے مسلسل آف مل رہا ہے۔"

"تحریم! میں اس وقت بہت تھکن محسوس کررہا ہوں۔ گھر جاکر صرف آرام کرنا چاہتا ہوں۔" اس نے انگلیوں سے کنپٹی مسلتے ہوئے کہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی تم اس وقت میرے ساتھ چل رہے ہو۔ تمہارے بغیر میں کیک نہیں کاٹوں گی۔" وہ استحقاق سے کہتے ہوئے اس کی ٹیبل سمیٹنے لگی۔ اسد نے سیل فون آن کیا تو ساتھ ہی بجنے لگا۔ افق اسے کال کررہی تھی۔ اس نے فوراً لاک کیا۔

"اسد..... اسد کہاں ہو تم؟ میں کب سے ٹرائی کررہی ہوں۔" وہ گھبرائی ہوئی تھی۔

"کیوں کیا ہوا افق..... تم ٹھیک تو ہو؟" وہ بے تاب سا ہوکر پوچھ رہا تھا۔ تحریم نے بے ساختہ لب بھینچ لیے۔

"میں یہاں مارکیٹ میں پھنسی ہوں۔ قریب ہی کوئی بلاسٹ ہوا ہے۔ بہت افراتفری ہے یہاں۔ مجھے کوئی کنوینس بھی نہیں مل رہی۔ پلیز جلدی آؤ۔"

"اوکے..... اوکے جسٹ تھری منٹس..... میں ابھی آرہا ہوں۔" اس نے مارکیٹ کا نام پوچھ کر سیل فون آف کیا۔

"کس کا فون تھا؟" تحریم نے کاٹ کھانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔

"افق کا..... میں اسے لینے جارہا ہوں۔ بم بلاسٹ ہوا ہے۔ شہر کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔ تم بھی گھر جاؤ..... آؤ میں تمہیں ڈراپ کردوں گا۔" وہ بہت عجلت میں آفس سے نکلا تھا پھر وہاں موجود ورکرز اور سیکریٹری کو چند ہدایات دے کر تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا پارکنگ میں آیا۔ تحریم اس کے پیچھے تھی۔

"اپنی گاڑی لاک کردو میرے ساتھ چلو۔" وہ بہت جلدی میں تھا۔

"نو تھینکس میں اکیلی آئی تھی اکیلی جا بھی سکتی ہوں۔" وہ بے رخی سے کہتی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔ اسد نے اس کے گاڑی میں بیٹھنے سے قبل ہی کار ریورس کرلی تھی۔

"تمہیں تو دیکھ لوں گی میں۔" تحریم زخمی ناگن کی طرح پھنکار رہی تھی۔

اسد پندرہ منٹ تک اسے ڈھونڈتا رہا تھا اب وہ نظر آئی تھی اسے چھبیس سالہ افق مامون ٹیلی فون بوتھ کے پاس کھڑی اس وحشت زدہ بچی کی طرح لگ رہی تھی جس کا میلے میں کسی اپنے سے ہاتھ چھوٹ گیا ہو۔ اس کے معصوم چہرے پر حد درجہ خوف اور سراسیمگی تھی اور اسد کو اپنے سامنے پاکر وہ گلاب کی طرح کھل اٹھی تھی۔

گاڑی کے قریب آکر افق نے رک کر پیچھے دیکھا۔ جانے وہ کیا دیکھ رہی تھی۔

"چلو جلدی بیٹھو..... ٹریفک میں نہ پھنس جائیں اب۔"

"اسد! کتنا خوف وحشت اور افراتفری پھیلی ہے۔" وہ گاڑی میں بیٹھ کر بھی گردن موڑ کر دور ہوتے کربناک مناظر دیکھ رہی تھی۔

"میں نے پہلی بار بلاسٹ کی آواز سنی اسد! مجھے یوں لگا جیسے میری ساعتیں سن ہوگئی ہوں۔ میرے وجود کے پرخچے اڑ گئے ہوں..... اسد میں بہت ڈر گئی تھی۔" وہ انتہائی سہمے ہوئے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"اسد قاتل کے سینے میں دل کی جگہ پتھر رکھا ہوتا ہے شاید..... کس قدر سفاکی سے وہ معصوم لوگوں کی زندگیوں سے کھیل جاتا ہے۔ ان لوگوں کا کیا جرم ہوتا ہے۔ انہیں کس گناہ کی سزا دی جاتی ہے؟ مارکیٹوں میں اشیائے خورونوش کے ساتھ اب موت بھی بکنے لگی ہے نا اسد..... جو طلب گار ہوتا ہے وہ خریدنے آجاتا ہے....." وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

"ٹیک اٹ ایزی۔" اسد نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی تو وہ ٹوٹی ہوئی شاخ کی طرح اس کے شانے پر سر ٹکا کر رونے لگی۔

"میں بھی موت خریدنے نکلی تھی اسد مگر میرا سودا منظور نہیں ہوا..... اسد اگر تم نہ آتے تو..... میرا ہارٹ فیل ہوجاتا..... میں وہیں سڑک پر گر کر مرجاتی۔" وہ لرز رہی تھی۔ اسد نے اس کے آنسوؤں کو بہنے دیا تاکہ اس کی وحشت باہر نکل جائے۔

"تم نے فون کیوں آف کررکھا تھا۔" اس نے ضبط کرتے ہوئے سوال کیا۔

"سوری یار! کچھ ضروری کام کرنا تھا۔ میں یکسوئی سے کرنا چاہتا تھا۔" اسے تحریم یاد آگئی۔

"آج تحریم کی برتھ ڈے بھی ہے..... میں اس کے لیے کوئی گفٹ بھی لینا چاہتی تھی۔" وہ سیدھی ہوکر بیٹھی تو وہ سائیڈ مرر میں اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں..... وہ لینے آئی تھی مجھے مگر میں نے انکار کردیا۔"

"کیوں؟"

"صبح سات بجے سے آفس میں ہوں۔ فائلز کے ساتھ سر کھپانے کے ساتھ ورکرز کے ساتھ بھی مغز ماری کرتا ہوں۔ ابو کو تو اپنے آفس کی مصروفیات کافی ہیں۔ مجھ میں اب اتنی سکت نہیں تھی کہ اس کی فضول پارٹی میں جاکر اس کی بورنگ گیدرنگ اٹینڈ کروں۔" وہ خاصا بیزار نظر آرہا تھا۔

"اسے وش بھی نہیں کیا تم نے۔"

"یاد ہی نہیں رہا۔"

"یہ تو غلط بات ہے۔ وہ ٹھیک خفا ہوتی ہے تم سے۔"

"ہوتی رہے مجھے پروا نہیں۔" اس نے سر جھٹکا۔ افق اسے دیکھتی رہ گئی۔

وہ گھر آئے تو نعیمہ بے حد پریشانی کے عالم میں لان میں ٹہل رہی تھیں۔ انہیں خیریت سے گھر لوٹتے دیکھا تو شکر کا سانس لیتے ہوئے ان کی طرف آئیں۔

"کرم ہے مولا کا تم لوگ آگئے۔ میرا دل کب

www.pkdigest.com

سے ہول رہا ہے۔ ٹی وی پر نیوز آرہی تھی کہ بلاسٹ ہوا ہے گھر پہ بھی کوئی نہیں سب حمیرا کی طرف گئے ہیں ارسہ بھی میکے گئی ہوئی ہے۔"

"بس شکر ہے تائی جی ورنہ آپ کی صاحبزادی نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔"

"ہاں! یہ تو تیکسی کر کے گئی تھی تمہیں کہاں مل گئی۔" انہیں خیال آیا تو پوچھنے لگیں۔

"جی..... میں تو آفس میں تھا۔ محترمہ نے کال کر کے بلایا مجھے۔ رونے والی ہو رہی تھیں۔" اس نے وہ منظر یاد کرتے ہوئے خوشگواری سے کہا تو وہ اسے گھورنے لگی۔

"تم وہاں ہوتے تو تمہاری بھی یہی حالت ہوتی۔"

"تمہاری طرح تو پھر بھی نہ ہوتی۔ چھبیس سال کی ہو کر چھ سالہ بچی کی طرح رو رہی تھیں۔" وہ اب ہنس رہا تھا۔ نعیمہ بھی ان کی نوک جھونک پر مسکرا دیں۔

"چلو اب ڈائننگ روم میں آجاؤ میں کھانا لگا رہی ہوں..... ارے ہاں! وہ تحریم بھی آئی تھی تمہارا پوچھنے۔ تم نے تو اپنا سیل فون آف کر رکھا تھا۔ تمہاری بات ہوئی اس سے؟"

"جی" وہ مختصراً کہتے ہوئے آگے بڑھا۔

"تو تم اس کے ساتھ نہیں گئے۔ وہ تو کافی غصے میں لگ رہی تھی۔"

"بس موڈ نہیں بنا۔"

"لو سب لوگ وہاں جمع ہیں اور جو مہمان خصوصی ہیں ان کا موڈ نہیں بن رہا۔" افق نے کتابیں ٹیبل پر رکھ کر پنکھے کی اسپیڈ تیز کی۔

"تمہیں بھی تو انوائیٹ کیا تھا اس نے۔ تم کیوں نہیں جا رہیں؟" وہ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے بولا۔

"میرے جانے نہ جانے سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا مگر تمہارے نہ جانے سے اسے بہت فرق پڑے گا اسد۔" وہ اس کے مقابل آبیٹھی وہ صوفے کے بیک سے سر لگا کر ہولے سے گنگنانے لگا۔

"اے میری زندگی تو میرے ساتھ ہے اب زمانے کی مجھ کو پروا نہیں" یہ گانا اسے بہت پسند تھا۔

"تمہاری زندگی ہی تم سے خفا رہتی ہے۔ زمانے کی تو بات ہی نہیں۔" افق ہنسنے لگی۔

"تم بہت غلط اندازے قائم کرتی ہو دوسروں کے متعلق..... تمہاری آبزرویشن زیرو ہے بالکل۔"

"ایسے ہی زیرو ہے۔ مجھے انسانی نفسیات میں کافی دلچسپی ہے۔"

"لگتا تو نہیں ہے۔" وہ سیدھا ہو کر اس کی طرف جھکا۔

"تم کیسے کہتے ہو؟"

"جو مجھے نہیں جان پائی اب تک وہ کسی اور کو کیسے جانے گی۔" وہ اس کی آنکھوں کی گہرائی ناپتے ہوئے بولا تھا۔ افق پزل سی ہو گئی۔

"مجھے کیا ضرورت ہے تمہیں جاننے کی۔ تحریم کو ہوگی وہ جان لے۔"

"یہ تم ہر بات میں تحریم کو کیوں کھینچ لاتی ہو خواہ مخواہ۔" وہ جیسے چڑ کر بولا تھا۔

"کیا تمہاری زندگی میں تحریم کے علاوہ بھی کچھ ہے؟"

"اگر کہوں ہے تو.....؟" وہ مسلسل اسے فوکس کیے ہوئے تھا۔

"تو میں تمہاری اس بات پر قطعی یقین نہیں کروں گی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں تم بہت سلجھے ہوئے انسان ہو۔ اس لیے شرافت سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدل

لو مجھے کوفت ہو رہی ہے۔"

"غلط فہمی ہے تمہاری۔" اس نے پھر سے صوفے کے بیک پر سر ٹکا دیا تھا۔

"یہ آج کل تم اتنی الجھی الجھی گفتگو کیوں کرنے لگے ہو؟"

"پتا نہیں یار۔" وہ اداس ہونے لگا۔

"بہت فلسفیانہ انداز آتا جا رہا ہے تمہاری گفتگو میں۔ کس کی کمپنی میں رہتے ہو آج کل۔"

"اثناء فیئر کس میں ہی ہوتا ہوں اور کہاں ہوتا ہوں۔" اس نے اپنی کمپنی کا حوالہ دیا تو وہ مسکرانے لگی۔ پھر قدرے توقف سے بولی۔

"کیا بات ہے اتنے اداس اداس کیوں ہو؟"

"وصی شاہ کی ایک نظم یاد آرہی ہے سناؤں۔"

"ہاں سناؤ....." وہ ہمہ تن گوش ہوئی۔

"تیرا میرا رشتہ کچھ ایسا الجھا ہے
اس کو سلجھانے سلجھاتے
اپنے دل کی دیواریں زخمی کر بیٹھا ہوں
رشتہ شاید سلجھ نہ پائے
لیکن اس کو سلجھانے کی دھن میں جاناں
سارے خواب بھلا بیٹھا ہوں
اپنا آپ گنوا بیٹھا ہوں!

"ہوں اچھی ہے مگر تمہیں کیا مصیبت پڑ گئی رشتہ سلجھانے کی۔ اچھا خاصا سلجھا ہوا تو ہے۔"

"ملا کی دوڑ مسجد تک..... اور تمہاری تحریم بشارت تک بس۔" وہ گہری سانس لیتا ہوا اٹھ گیا۔

"اور تمہاری؟" وہ فوراً بولی۔

"میری تم تک....." اسے ہنسی آگئی۔

"جاؤ بدتمیز....." وہ بھی ہنسنے لگی تھی۔

اس کی آخری بات یاد کر کے اسے اب بھی ہنسی آگئی تھی۔ دونوں ہاتھوں میں اپنی گھنیری زلفوں کو سمیٹتی وہ کھڑکی میں آئی تو سامنے لان میں وہ مہک، عیشل اور زین کو ساتھ لگائے پھولوں کی ناز برداری کرنے میں مصروف تھا۔ خزاں زدہ زرد پتوں کا انبار کیاریوں میں جمع تھا۔ جنہیں عیشل اور مہک باسکٹ میں ڈال رہی تھیں اور زین اسد کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

"یہ اسد نے بھی آج آفس سے آف کیا ہے۔" وہ بڑبڑائی۔ بچوں کی تو سالانہ امتحانات کے بعد چھٹیاں تھیں ان دنوں اس لیے وہ سارا دن گھر میں غل غپاڑہ مچائے رکھتے تھے۔ آج تو اسد بھی ان کے ساتھ بچہ بنا ہوا تھا گزشتہ چند ماہ سے اس کے مزاج میں خاطر خواہ تبدیلی آئی تھی۔ ایک طرف وہ بہت خوش مزاج اور برجستگی و حاضر جوابی میں ماہر ہوا تھا دوسری طرف اپنے ماں باپ سے بہت کھنچا کھنچا رہنے لگا تھا بلکہ تحریم سے بھی بیزار نظر آتا۔ ریحانہ اور اس کے درمیان بات چیت بند تھی۔

"وہ کل اسے اسلام آباد جانا ہے۔ اس لیے آج کا دن گھر پر گزار رہا ہے۔" تقریباً چھ ماہ پہلے وہ فیکٹری کا چارج ہارون سجاد کو دے کر وہ خود جاب کرنے لگا تھا کیونکہ وہ خود کو اس معاملے میں نااہل سمجھتا تھا۔ اسے کاروباری اسرار و رموز تو آتے تھے لیکن اپنی سادگی، سادہ دلی اور مروت کی وجہ سے نقصان اٹھا رہا تھا۔ ہارون سجاد بھی مان گئے تھے کہ ان کے دونوں بیٹوں کا رجحان کاروبار کی طرف نہیں تھا۔ دونوں اپنے اپنے پیشوں سے منسلک ہو گئے تھے۔ اس لیے ایک فیکٹری گھیکے پر دے کر وہ دوسری فیکٹری خود سنبھالتے تھے۔

وہ شاور لے کر نیچے آئی تو وہ لان کی اچھی خاصی صورت نکال چکے تھے لیکن خود ان کا اپنا حلیہ بگڑ چکا تھا۔ بلیو جینز گھٹنوں تک فولڈ کیے وائٹ ٹی شرٹ پر مٹی کے نقش و نگار بنائے اسد ہارون اپنے اچھے

www.pkdigest.com

ہوئے بالوں سے مٹی اور تنکے نکال رہا تھا۔ بچوں کی حالت تو اس سے بھی زیادہ خراب تھی۔

"یہ تم لوگ کیا کارٹون بنے ہوئے ہو۔" مضحکہ خیز صورتحال کو دیکھ کر اسے ہنسی تو آئی تھی۔

"چاچو! دیکھیں پھوپو آپ کو کارٹون کہہ رہی ہیں۔" میشل نے دہائی دی۔

"تمہاری پھوپو تو جیسے مس ورلڈ ہیں نا۔" وہ شرٹ سے مٹی جھاڑنے لگا۔

"ہاں تو ہوں نا مس ورلڈ..... رئیلی اسد یہ جاب تمہیں بہت سوٹ کرے گی۔ تمہاری مرضی کی پے دوں گی تمہیں۔" وہ لب دبا کر مسکراہٹ چھپا رہی تھی۔

"تحریم تمہیں اس حالت میں دیکھ لے تو اس کا تو ہارٹ فیل ہو جائے۔"

"واقعی اس کا ہارٹ فیل ہو جائے گا تو یار ابھی بلا لو اسے۔" اس نے مہک کے ہاتھ سے گلاب لے لیا۔

"بے فکر رہو وہ تمہیں اوپر پہنچا کر ہی اس دنیا سے جائے گی۔"

"ہوں لگتا تو یہی ہے۔ تم کالج نہیں گئیں۔" ادھ کھلے گلاب کی خوشبو اپنے اندر اتار کر اس نے پھول اس کی طرف بڑھا دیا۔ جسے وہ بے دھیانی میں ہی تھام گئی۔

دفعتاً گیٹ پر بیل ہوئی' وہ دونوں پلٹ کر دیکھنے لگے۔

"اوہ نو..... کوئی گیسٹ آ گئے ہیں غالباً اور میرا حلیہ۔" اسد کو اپنی فکر لگ گئی۔

"اسد! یہ تو تبریز....." افق کے ہاتھ سے سرخ گلاب چھوٹ کر نیچے جا گرا۔ وہ تحیر سے آنکھیں پھیلائے گیٹ کی سمت دیکھ رہی تھی۔ تبریز ہارون کو لمحے بھر میں اس نے پہچان لیا تھا حالانکہ ان آٹھ برسوں میں وہ بہت بدل گیا تھا۔

"ہاں واقعی۔" اسد بھی خوش گوار حیرت میں گھر کر بولا۔

"ان کے ساتھ کون ہے؟" وہ اب ان کے عقب میں داخل ہوتی ہوئی لائٹ بلو شلوار سوٹ میں ملبوس اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جس نے گود میں ڈیڑھ دو سال کی بے حد خوب صورت بچی اٹھا رکھی تھی۔

"اسد! یہ" اس کے قدموں تلے سے زمین سرک رہی تھی۔ اس لڑکی کا استحقاق بتا رہا تھا کہ وہ تبریز ہارون کی کیا لگتی ہے؟ اسد تو اپنی حالت سنوارنے کی غرض سے اندر غائب ہو گیا تھا۔ بچے پہلے ہی جا چکے تھے۔ ان سب کا استقبال کرنے کے لیے وہ تنہا رہ گئی تھی۔

وہ اگر مل کے بچھڑتا تو کوئی بات بھی تھی
جسے پایا ہی نہیں اسے کھونا کیسا؟

فاطمہ مثال کی تبریز ہارون کی زندگی میں کیا اہمیت تھی؟ اس کا اندازہ اس کے ہر انداز' ادا اور سلوک سے ہو رہا تھا۔ کل سے اس کے لبوں پر فاطمہ کا نام تھا یا اپنی بیٹی نوین سجاد کا۔ افق مامون اس مثلث میں کہیں بھی نہیں تھی۔ وہ تبریز ہارون کی زندگی میں بھی کہیں پر نہیں تھی۔ سوائے سلام دعا کے کل سے اس نے افق سے کوئی سوال نہ کیا تھا۔ کوئی بات نہ کی تھی۔ کوئی پشیمانی' ندامت' جواز' بہانہ کچھ بھی نہیں تھا۔

"سجاد پیلس" میں اس سے وابستہ لوگوں کو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا کہ وہ اپنی پسند سے شادی کر کے بیوی کو ساتھ لے آیا تھا لیکن افق مامون سے جن کا ربط تھا وہ کل سے سکتے کی کیفیت میں تھے خود افق بھی' اس کے تمام خدشے' واہمے اور وسوسے حقیقت کا روپ دھارے اس کے سامنے تھے۔

"میں نے کہا تھا نا ایسا ہی ہوگا۔" نعیمہ کو اپنی بیٹی کی حرماں نصیبی پر ڈھیروں رونا آیا تھا۔

"اگر اسے ایسا ہی کرنا تھا تو میری بہن کو کیوں

اپنے نام پہ بٹھائے رکھا۔ میں چچا جان سے بات کرتا ہوں' اا وارث سمجھ رکھا ہے انہوں نے افق کو جس کا والی وارث کوئی نہیں ہے۔" مواحد بہت غصے میں تھا۔ مگر افق نے اسے روک دیا۔

"نہیں بھائی! آپ کسی سے کچھ نہیں کہیں گے' ایک لفظ بھی نہیں۔"

"مگر کیوں؟ اتنا بڑا ظلم کیا اس نے تمہارے ساتھ اور تم کہتی ہو کچھ نہ کہیں۔ مرے نہیں ہیں ہم زندہ ہیں۔ آٹھ سال سے یہ لوگ بیوقوف بنا رہے ہیں ہمیں۔ سب پتا ہوگا انہیں اپنے صاحبزادے کے کرتوتوں کا۔"

"بھائی! آپ سے کہا ہے نا آپ خاموش رہیں۔ فاطمہ کی موجودگی میں میں خود کو مظلوم ثابت نہیں کرنا چاہتی۔ میں نہیں چاہتی کسی کی آنکھوں میں میرے لیے ترحم اور ہمدردی ہو۔" وہ بہت ضبط اور حوصلے سے کام لے رہی تھی۔ مامون سجاد تو گویا قوت گویائی سے محروم ہو گئے تھے۔ ان کے پاس ایک بھی حرف تسلی نہ تھا۔

"اسد! تمہیں علم تھا نا اس بات کا۔" وہ اس کے پاس چلی آئی تھی۔

"کس بات کا؟" وہ خود کو بھی مجرم تصور کر رہا تھا۔

"میری طرف دیکھ کر بات کرو تم۔" وہ پہلی بار اس پر چلا رہی تھی۔ اسد کی گردن بدستور جھکی رہی۔

"میں تمہارے بھائی سے کوئی شکوہ نہیں کروں گی۔ میرا اس سے کوئی گلہ نہیں..... اس نے کبھی مجھے اتنا مان دیا ہی نہیں کہ میں اس سے کوئی سوال جواب کر سکوں مگر اسد! تم..... تم تو میرے اپنے تھے نا۔" اس کے سامنے وہ حوصلہ ہار گئی تھی۔

"تم پر تو میں نے خود سے بڑھ کر اعتبار کیا تھا۔ مجھے تو تم پر اندھا اعتماد تھا کہ تم مجھے اندھیرے میں نہیں رکھو گے۔ پھر تم نے کیوں میرے جذبات سے یہ کھیل کھیلا؟ بولو اسد! چپ کیوں ہو.....؟ جواب دو مجھے۔ تم

کیوں میری رائیگاں محبت کا احساس چھپاتے رہے مجھ سے' بہلاتے رہے مجھے' لفظوں' دلاسوں سے....."

وہ اس کا گریبان تھامے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"میں تبریز سے کیوں کوئی سوال کروں؟ میرے مجرم تو تم ہو..... میری محبت کے گواہ تو تم تھے۔ میں ساری زندگی اپنی محبت پر قربان کر دیتی اسد! لیکن اتنی ذلت' اتنی توہین..... مجھے تماشا بنا دیا ہے تم لوگوں نے..... میرا سارا فخر و مان چھین لیا' کیا بگاڑا تھا میں نے تمہارا..... تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا اسد! تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" وہ اس کے شانے سے سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

"کیوں افق مامون کو اس کے ظرف سے زیادہ آزماتے رہے۔ میں نے محبت ہی تو کی تھی تم لوگوں سے' اور کیا گناہ کیا تھا؟ چچا جان کو اپنی بھتیجی پر ترس نہیں آیا..... تمہیں اپنی دوست سے کیسی محبت تھی اسد جو یوں شب خون مارا؟"

وہ بری طرح ٹوٹ کر بکھر رہی تھی۔

آٹھ سال کا ضبط آٹھ لمحوں میں سمندر ہو گیا تھا۔

فاطمہ مثال کو علم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تبریز ہارون نے افق سے نکاح کیا تھا۔ وہ کون سا اس کے لیے دل میں اتنی وسعت رکھتا تھا جو اسے کسی حوالے سے متعارف کرواتا۔ وہ پرخلوص لڑکی تھی لیکن افق کی طرح سادہ لوح اور قناعت پسند نہیں تھی اس لیے پوری طرح تبریز کو اپنے ہاتھ میں کر رکھا تھا۔ ریحانہ کو وہ بہو کے روپ میں بھائی نہیں تھی لیکن اپنے بیٹے کے لیے اسے قبول کر چکی تھیں۔ ہارون سجاد تو لاتعلق بنے رہے ان کی برسوں پرانی عادت تھی یہ۔ وہ لوگ ایک ہفتے سے یہیں تھے۔ تبریز نے اسے کراچی کا کونا کونا دکھایا تھا۔ وہ روز صبح کو گھر سے نکلتے اور رات گئے لوٹتے۔ خاندان بھر میں چہ میگوئیاں جاری تھیں کہ

www.pkdigest.com

تبریز کی بیوی تو افق تھی لیکن یہ فاطمہ کہاں سے آ گئی درمیان میں.....

افق پرابر کالج جا رہی تھی۔ اس نے ایک چپ سادھ لی تھی۔ اس کی یہ خاموشی اسد کو بہت دکھ دیتی تھی وہ اس سے بات کرنا بالکل چھوڑ چکی تھی۔ بلکہ ان سب کا تعلق ہی ان لوگوں سے ختم ہو گیا تھا۔ دلوں میں خلیج حائل ہوئی تو گھروں میں بھی ان دیکھی دیواریں کھڑی تھیں۔ جبھی اسد نے ایک اور قدم اٹھایا تھا۔ اس نے تحریم سے شادی کرنے سے صاف انکار کر دیا اور اپنی طرف سے منگنی ختم کرنے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس بات پر ان کے گھر میں ایک طوفان مچا تھا لیکن اسد کو کسی کی پروا نہ رہی تھی۔

''تمہاری اس حرکت سے میں اپنی بہن کو ہمیشہ کے لیے کھو دوں گی۔'' حمیرا چیخ رہی تھیں۔

''کوئی بات نہیں' آپ لوگوں کو رشتوں سے کیا دلچسپی۔ ابو نے بھائی کھو دیا آپ بہن کو کھو دیں گی۔ کہیں کچھ نہیں ہوگا امی۔'' وہ بے حسی کی حدوں کو چھو رہا تھا۔

''تحریم کو کس بات کی سزا دے رہے ہو وہ تم سے محبت کرتی ہے۔'' افق اس وقت کوریڈور کی سیڑھیوں پر بیٹھی پلر سے ٹیک لگائے ان کی تکرار سن رہی تھی۔

''افق کو کس بات کی سزا آپ لوگوں نے دی۔ وہ بھی تو آپ کے بیٹے سے محبت کرتی تھی۔'' اس کے لہجے میں بے پناہ درد تھا افق کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

''تبریز کو تو یہ تعلق اول دن سے قبول نہیں تھا مگر تمہیں تو تحریم قبول تھی۔''

''وہ مجھے پسند تھی اب نہیں رہی۔ بھائی کو یہ تعلق قبول نہیں تھا تو آپ نے جوڑا ہی کیوں تھا۔''

''اپنے باپ سے پوچھو جا کر میرا دماغ خراب مت کرو۔ میں کسی قیمت پر یہ منگنی ختم نہیں ہونے دوں گی سنا تم نے۔'' انہوں نے کوئی شے اٹھا کر زمین پر دے ماری تھی۔

''افق کے لیے آپ نے اتنی محبت کیوں نہیں دکھائی امی' اس لیے کہ وہ ابو کی بھتیجی تھی آپ کی نہیں۔''

''جب تمہارے ابو کو ہی کوئی پروا نہیں تھی تو میں کیا کرتی۔''

''آپ اب بھی کچھ نہ کریں..... بس مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ بہت سہہ چکا ہوں میں آپ لوگوں کی زیادتیاں..... اب مزید نہیں سہوں گا۔''

''میں تمہاری شادی کی ڈیٹ لے کر آؤں گی آج۔ اب تمہاری ایک نہیں سنوں گی۔''

''آپ لوگوں نے اولاد کو سمجھ لیا رکھا ہے اپنی ذاتی خواہشات اور مفادات کے سامنے آپ کو کچھ نظر نہیں آتا۔ بھائی نے کتنی منتیں کی تھیں کہ افق کی زندگی خراب نہ کریں مگر آپ لوگوں نے ایک نہ سنی..... تین سال پہلے سے بھائی آپ سے کہہ رہے ہیں کہ وہ افق کو آزاد کر دیں گے آپ لوگ اس کی شادی کہیں اور کر دیں لیکن آپ لوگوں نے ان کی نہیں سنی۔''

افق کو ایہ انکشافات سن کر از حد حیرت ہوئی۔ تو کیا اس کی بربادی میں اس گھر کے بڑوں کا ہاتھ تھا.....؟

''جو گزر گیا سو گزر گیا..... مٹی ڈالو اس قصے پر اپنی فکر کرو تم۔''

''جو آج ہے وہ بھی گزر ہی جائے گا۔ میں تحریم سے شادی کیوں کروں جب میرے دل میں اس کے لیے جگہ ہے ہی نہیں کیا آپ اسے بھی افق بنانا چاہتی ہیں؟''

''افق..... افق..... افق تمہارے لبوں پر اس کے علاوہ کوئی اور نام نہیں ہوتا ہر وقت تمہیں اسی کا دھیان رہتا ہے۔ اسی کی فکر رہتی ہے۔ تحریم کو بھی تم سے یہی شکایت ہے۔ پہلے تو وہ تبریز کی بیوی تھی اب تو نہیں ہے پھر تم کیوں اس کی فکر میں گھلتے رہتے ہو ہر وقت؟'' وہ یہ بھول چکی تھیں کہ وہ ''سجاد پیلس'' میں موجود ہیں۔

''کیونکہ میں آپ لوگوں کی طرح بے حس نہیں ہوں۔ مفاد پرست اور زر پرست نہیں ہوں..... کیا بدلہ چکایا ہے آپ نے تایا جی کے خلوص اور مروت کا..... انہوں نے کہاں کہاں سہارا نہیں دیا آپ کو..... اس گھر کا یہ حصہ ابو بیچ چکے تھے لیکن تایا جی نے خرید لیا۔ آج جس زمین پر آپ اتنے کروفر سے کھڑے ہو کر بات کر رہی ہیں یہ تایا جی کی عنایت ہے۔''

''بکواس بند کرو تم..... دفع ہو جاؤ میری نظروں سے۔'' ان کا ضبط جواب دینے لگا۔

''میں تو دفع ہو ہی رہا تھا اسلام آباد لیکن ابو جی نے میرے ٹرانسفر آرڈر رکوا دیے انہیں ڈر تھا کہ کہیں میں بھی ان کے ہاتھ سے نہ نکل جاؤں مگر امی اب پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی گزر چکا ہے۔ آپ بھی میری بات دھیان سے سن لیں۔ میں تحریم سے کسی صورت شادی نہیں کروں گا۔''

''تو پھر کیا اس افق سے کرو گے جو ہر وقت تمہارے دماغ پر سوار رہتی ہے؟'' انتہائی غصے کی حالت میں وہ کہنے لگی تھیں۔

''ہاں اسی سے کروں گا۔'' اقرار تھا یا سانحہ.....؟ افق کی سانس رک گئی تھی۔

❀

تم ابر گریزاں ہو!
مانا کہ ہم نہیں قابل
کہ تم چاہو اور محبت دو
ہم تم کو سدا چاہیں
بس اتنی اجازت دو
پر تم سے کہیں کیسے؟
تم ابر گریزاں ہو.....!

تبریز فاطمہ اور بیٹی کے ساتھ شمالی علاقہ جات کی سیر کرنے گیا تھا۔ تحریم کے گھر والوں کو انکار کر دیا گیا اور حسب توقع انہوں نے تعلقات ختم کر دیے تھے۔ ریحانہ آج کل بہت پریشان اور مضطرب سی رہا کرتی تھیں۔ ملاحت نے بھی دونوں بھائیوں کو کال کر کے ٹھیک ٹھاک کلاس لی تھی۔ مگر اسد کو صرف اس بات کی فکر تھی کہ افق اس کے لیے اپنا دل وسیع کر لے۔ ریحانہ نے اپنے تئیں اسد کی باتیں ہارون سجاد کو اس لیے بتائی تھیں کہ وہ جائیداد سے عاق کر دینے کی دھمکی دے کر اسے اس فیصلے پر قائم رکھیں مگر سدا کے زر پرست ہارون سجاد فوراً بیٹے کے ہمنوا ہو گئے تھے۔

''ارے واہ! ایسا ہو جائے تو بہت اچھا ہو۔ یہی تو چاہتا تھا میں کہ افق ہماری بہو بنے' اس طرح نہ سہی اس طرح سہی۔''

''یہاں تو آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔'' وہ بہت بددل سی ہو گئی تھیں اور اگلے دن ہی وہ اپنی غلطی کا ازالہ کرنے مامون سجاد کے پاس گئے تھے جنہوں نے فیصلہ افق کی منشاء پر چھوڑ دیا تھا۔

''میری بیٹی تب نادان اور ناسمجھ تھی اس لیے میں نے اپنی مرضی سے اس کے نصیب کا فیصلہ

www.pkdigest.com

کیا تھا اور آج تک اپنی غلطی پر نادم ہوں مگر اب وہ اس قابل ہے کہ اپنے فیصلے خود کر سکے اس لیے میں اس معاملے میں کچھ نہیں کہوں گا۔"

"میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ تم نے یہ سوچا بھی کیسے؟" بہت دنوں بعد وہ آج اس کے کمرے میں آئی تھی۔ اسد کا بس چلتا تو اسے اپنی آنکھوں میں جگہ دیتا۔

"کیوں اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟"

"ہم دونوں بہت اچھے دوست تھے اسد اور میں ہمیشہ دوست ہی رہنا چاہتی ہوں۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں ہمارا تعلق ہماری دوستی کو مستحکم کرے گا کمزور نہیں۔"

"لیکن میں شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

"کیوں نہیں کرنا چاہتی ہو تم شادی..... کیا ایسے شخص کی خاطر جوگ لینا چاہتی ہو جس نے کبھی دل میں تمہیں بسایا ہی نہیں۔"

"میں نے کب کہا میں جوگ لے رہی ہوں۔"

"تو پھر شادی نہ کرنے کی وجہ..... میں تم پر کوئی ترس نہیں کھا رہا' کوئی ہمدردی نہیں جتا رہا ہم سے' بلکہ سچ کہوں تو تم مجھ پر ترس کھا کر مجھے سند قبولیت دے دو افق۔ میں اس راہ میں تنہا سفر کرتے کرتے تھک چکا ہوں۔" اس کے حرف حرف میں صدیوں کی مسافت تھی اور اسے وہ پل یاد آنے لگے جب اسے اسد کی توجہ بری طرح محسوس ہوتی تھی۔

"میں تحریم کے ساتھ زیادتی کیوں کروں..... تم نے بھی تو اپنے بھائی والی حرکت کی' اپنا کر چھوڑ دیا۔"

"کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ میں نے اسے افق نہیں بننے دیا۔"

"میں اس کی بددعائیں اور آہیں اپنے حصے میں نہیں لکھنا چاہتی۔ میری زندگی میں پہلے ہی بہت کمی ہے دعاؤں کی۔"

"میرے اور اس کے مزاج میں کبھی ہم آہنگی پیدا نہیں ہو سکتی تھی افق! وہ بہت شکی ہے میں ساری زندگی اسے صفائیاں دیتے نہیں گزارنا چاہتا۔"

"یہ بھی تمہاری محبت کی وجہ سے تھا۔"

"محبت یہ نہیں کہ وہ مجھے اپنی مٹھی میں قید کر کے رکھے۔ میرا جینا محال کر دے۔ میں سانس بھی اس کی مرضی سے لوں' یہ انتہا پسندی ہے افق۔ تحریم کو صرف اپنی ذات سے غرض ہے وہ ہر وقت صرف اپنی ستائش چاہتی ہے۔ تم دیکھنا وہ جلد ہی مجھے بھلا کر نئی زندگی شروع کر لے گی۔"

"آج سوال تمہارا ہے' اس لیے تمہارے پاس ہر جواب اور جواز موجود ہے' کل میں سراپا سوال تھی اور تمہارے لب سلے ہوئے تھے اسد! میں یہ بھی نہیں کہتی کہ غلطی تمہاری بھی تھی لیکن اتنا ضرور ہے کہ تم مجھے پہلے ہی طوفان کے آنے کی خبر کر دیتے تو میں اس طرح ٹوٹ کر نہیں بکھرتی۔"

"ہاں! میں مانتا ہوں اس میں میرا بھی قصور تھا۔" وہ ملول ہونے لگا۔ "لیکن افق جب سے میں نے تمہیں سوچنا شروع کیا اس کے بعد میں نے کبھی تم سے جھوٹ سچ نہیں کیا' کوئی تشفی تسلی یا دلاسہ نہیں دیا۔ تم خود ہی تو کہتی تھیں کہ تم بدل گئے ہو۔ میں واقعی بدل رہا تھا افق لیکن یہ تبدیلی تمہاری محبت کی وجہ سے تھی جو مجھے پابند سلاسل کر رہی تھی اس طرح سے کہ میں راہ فرار بھی نہ ڈھونڈ سکا۔"

"تم نے کیوں مجھ سے محبت کر لی اسد۔" وہ تو

ٹھیک سے حیران بھی نہ ہو پائی تھی۔ "ایک صحرا کی طرح ہوں میں تو....."

"نہیں صحرا تو میں ہوں افق! بے آب و گیاہ..... کچھ نہیں ہے میرے دامن میں' تپتی ریت کی طرح ہوں اور تم وہ سحاب ہو جو صحرا کی قسمت جگاتا ہے۔ اس پر ٹوٹ کر برسے تو اس کی تقدیر بدل دیتا ہے۔ اس میں گل اگا دیتا ہے۔"

"غلط فہمی ہے تمہاری....." وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

"چلو یونہی سہی لیکن تم کیا ہو؟ یہ میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ تم اپنی قدر و قیمت میرے دل سے پوچھو افق!"

"وہ لیٹر میرے نام آیا تھا نا اسد۔" ایک دم ہی اسے کچھ یاد آیا تو وہ اس سے پوچھنے لگی۔

"ہاں۔" اس بار اس نے تردید کرنے کی ضرورت نہیں محسوس کی۔

"اس میں طلاق کے پیپرز تھے نا اسد! اس وقت بھی میرے دل میں یہی خیال آیا تھا مگر میں نے یہ سوچ کر جھٹک دیا کہ تم اتنی بڑی بات مجھ سے نہیں چھپا سکتے۔"

"میں وہ پیپرز تمہیں دے دیتا لیکن میں تمہیں ایک دم شاک نہیں دینا چاہتا تھا۔ تمہیں ذہنی طور پر آمادہ کرنا چاہتا تھا پہلے لیکن اس سے پہلے ہی بھائی آ گئے۔"

"ہاں! مجھے تمہارے خلوص پر اعتبار ہے۔ میں جانتی ہوں اس دنیا میں اگر کوئی میرا بھلا چاہ سکتا ہے تو وہ اسد ہارون ہے جو میری پروا ہر وقت کر سکتا ہے جس کی آنکھوں میں میرا دکھ نمی بھر دیتا ہے' جو میری محرومیوں پر رو سکتا ہے' جو میرے سکھ دکھ کا ساتھی ہے۔" اس کی پلکیں بھیگنے لگی۔

"لیکن میں تم سے شادی کیسے کر لوں اسد! تم مجھ سے پورے دو ماہ چھوٹے ہو۔" وہ بھیگی پلکوں کے ساتھ مسکرائی۔

"تم دو ماہ کیا دو سال بھی بڑی ہوتیں تو تم مجھے قبول تھیں۔" اس نے آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

"مجھے وہ کاغذ دے دو۔ میں اس پر سائن کر کے اس رسمی بندھن کی ہر گواہی ختم کر دینا چاہتی ہوں۔" ایک فیصلے پر پہنچ کر وہ قدرے شانت ہوئی تھی۔

"اوکے دے دیتا ہوں لیکن کیا لفافہ بھی ساتھ دوں؟" وہ شرارت سے مسکرایا۔

"نہیں اب اس کی ضرورت نہیں۔" وہ سنجیدہ ہو گئی۔

"میں نے محبت ضرور کی ہے لیکن اپنی عزت نفس سے زیادہ مجھے محبت عزیز نہیں۔ کیا تمہیں اس بات سے کوئی فرق پڑتا ہے اسد؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

"نہیں..... بالکل نہیں..... مجھے تم پر خود سے زیادہ یقین ہے اور یہ بھی کہ میری محبت تمہیں میری طرف لوٹا دے گی۔ اس میں اتنا دم خم ہے۔" اس نے اس کے ہاتھ آپس میں ملا کر دیکھے۔

"اور سب سے بڑھ کر میں ان لکیروں میں بسا ہوں افق! تم خود بتاؤ تم مجھے خود سے کیسے جدا کر سکتی ہو؟" وہ سچ کہہ رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں کی لکیروں میں اس کا نام لکھا دیکھا اور نفی میں سر ہلا کر مسکرا دی۔

www.pkdigest.com